يَهْدِي بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهُ سُبُلَ السَّلٰمِ وَيُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ إِلَى النُّورِ

روشنی اور اندھیرا

تالیف

فضیلۃ الشیخ سعید بن علی بن وہف القحطانی

ترجمہ

فضیلۃ الشیخ ابو عبداللہ عنایت اللہ سنابلی

نظر ثانی

فضیلۃ الشیخ ابو المکرم عبدالجلیل

AL-FURQAN TRUST

Marfat.com

Marfat.com

يَهْدِي بِهِ اللَّهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهُ سُبُلَ السَّلَامِ وَيُخْرِجُهُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ

روشنی اور اندھیرا

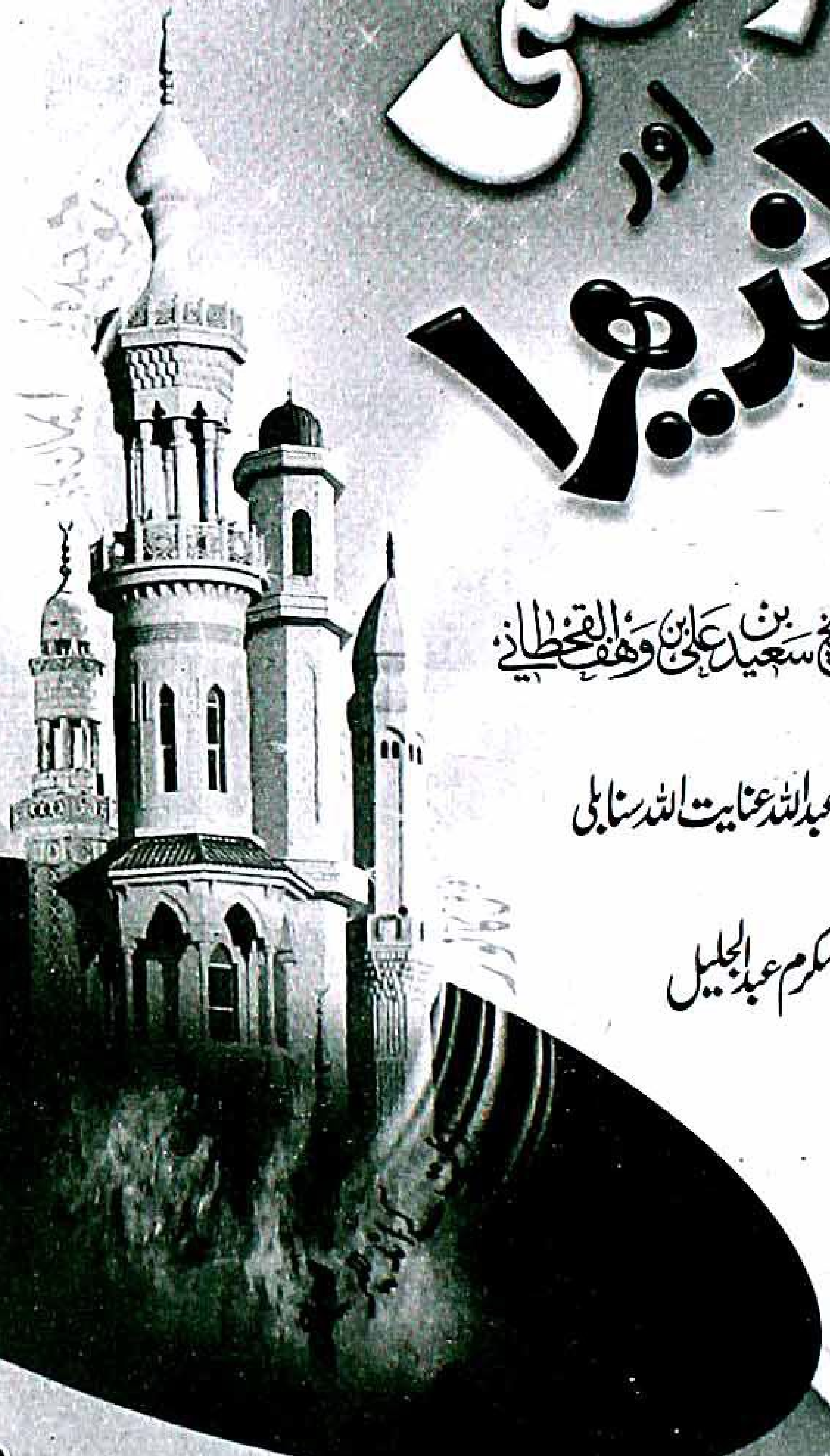

تالیف

فضیلۃ الشیخ سعید بن علی بن وہف القحطانی

ترجمہ

فضیلۃ الشیخ ابو عبداللہ عنایت اللہ سنابلی

نظر ثانی

فضیلۃ الشیخ ابو المکرم عبدالجلیل

AL-FURQAN TRUST

الفرقان ٹرسٹ، خان گڑھ ضلع مظفر گڑھ، پاکستان

Marfat.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب

روشنی اور اندھیرا

297.4
173 س
10 2849

تالیف

فضیلۃ الشیخ سعید بن علی بن وہف القحطانی

ترجمہ

فضیلۃ الشیخ ابوعبداللہ عنایت اللہ سنابلی

نظر ثانی

فضیلۃ الشیخ ابوالمکرم عبدالجلیل

سعودی عرب

دار العلوم الندیہ للنشر والتوزیع

س ت: ١٠١٠٢٠٤٨٧٦

فرع: مرکز الجامع التجاری شارع باخشب جده

معرض: ٠٢٦٣٣٦٦٤٠ فاکس: ٠٢٦٨٧٤٥٥٧

المکتب الرئیسی الریاض، حي الفیصلة

هاتف: ٠١٢٤٢٣١٢٦

مکتبہ دار الفرقان، الریاض

هاتف: ٠١-٤٣٥٨٦٤٦، ٠٥٦٣٠٦٤٧٣٦، ٠٥٠٧٤١٩٩٢١

مکتبہ بیت السلام، الریاض

هاتف: ٠١-٤٤٦٠١٢٩، ٠٥٠٥٤٤٠١٤٧، ٠٥٠٢٠٣٣٢٦٠

پاکستان

الفرقان ٹرسٹ: خان گڑھ ضلع مظفر گڑھ، گل والا فون: 066-2611270

مکتبہ الکتاب: حق سٹریٹ، اردو بازار لاہور فون: 0321-4210145

ڈیلرز

اسلامی اکیڈمی: الفضل مارکیٹ، اردو بازار لاہور فون: 042-7357587

کتاب سرائے: الحمد مارکیٹ، اردو بازار لاہور فون: 042-7320318

نعمانی کتب خانہ: حق سٹریٹ، اردو بازار لاہور فون: 042-7321865

مکتبہ اسلامیہ: غزنی سٹریٹ، اردو بازار لاہور فون: 042-7244973

مکتبہ قدوسیہ: غزنی سٹریٹ، اردو بازار لاہور فون: 042-7351124

دار الاندلس: 4-لیک روڈ، چوبرجی لاہور فون: 042-7230549

فضلی بک سپر مارکیٹ: نزد ریڈیو پاکستان کراچی فون: 021-2212991

AL-FURQAN TRUST

Marfat.com

فہرست مضامین

توحید کا نور

❀ حرفِ چند......(عبدالرؤف، مدیر مکتبۃ الکتاب)........ 11

❀ تقدیم 15

❀ مقدمہ........ 18

❀ پہلی بحث......نورِ توحید 21

● پہلا مطلب:......توحید کا مفہوم 21

● دوسرا مطلب:......توحید کے اثبات میں روشن دلائل 21

● تیسرا مطلب:......توحید کی قسمیں........ 27

● چوتھا مطلب:......توحید کے فوائد اور ثمرات 30

❀ دوسری بحث......شرک کی تاریکیاں 36

● پہلا مطلب:......شرک کا مفہوم 36

● دوسرا مطلب:......ابطال شرک کے روشن دلائل........ 37

➢ الوہیت میں منفرد 51

● تیسرا مطلب:......شفاعت 54

● چوتھا مطلب:......بھرپور نعمتوں سے نوازنے والا ہی عبادت کا مستحق ہے 59

● پانچواں مطلب:......شرک کے اسباب و وسائل 63

➢ تعریف میں مبالغہ، حد سے تجاوز اور دین میں غلو 65

➢ قبروں پر مساجد کی تعمیر اور ان میں تصویر کشی 66

Marfat.com

➢ قبروں کو سجدہ گاہ بنانا 67
➢ قبروں پر چراغاں کرنا اور عورتوں کا ان کی زیارت کرنا 68
➢ قبروں پر بیٹھنا اور ان کی جانب رُخ کر کے نماز ادا کرنا 68
➢ قبروں کو میلہ گاہ بنانا اور گھروں میں (نفل) نماز نہ پڑھنا.................... 69
➢ تصویریں اور قبروں پر قبوں کی تعمیر 70
➢ تین مسجدوں کے علاوہ کسی جگہ کے لیے کجاوہ کسنا (سفر کرنا)............ 70
➢ قبروں کی بدعی زیارت شرک کے اسباب میں سے ہے 71
● چھٹا مطلب:......شرک کے انواع واقسام 73
➢ ثانیاً: شرک اکبر اور شرکِ اصغر کے درمیان فرق 80
● ساتواں مطلب:......شرک کے آثار ونقصانات 80

ایمان کا نور

❀ عرض مترجم 89
❀ مقدمہ 92
❀ پہلا مبحث ......ایمان کا نور 95
● پہلا مطلب:......ایمان کا مفہوم 95
● دوسرا مطلب:......حصولِ ایمان اور اس میں زیادتی کے اسباب وذرائع 97
● تیسرا مطلب:......ایمان کے فوائد وثمرات 102
● چوتھا مطلب:......ایمان کی شاخیں 122
● پانچواں مطلب:......مومنوں کے اوصاف 128
❀ دوسرا مبحث ......نفاق کی تاریکیاں 134
● پہلا مطلب:......نفاق کا مفہوم 134

Marfat.com

➢ نفاق کا شرعی مفہوم 135
➢ دوم: زندیق کا مفہوم 136
❀ دوسرا مطلب:......نفاق کی اقسام 137
➢ اوّل: نفاقِ اکبر (بڑا نفاق) 137
➢ دوم: نفاقِ اصغر (چھوٹا نفاق) 139
➢ سوم: نفاقِ اکبراور نفاقِ اصغر کے درمیان فرق 141
● تیسرا مطلب:......منافقین کے اوصاف 142
● چوتھا مطلب:......نفاق کے اثرات ونقصانات 157

اخلاص کا نور

❀ عرض مترجم 165
❀ مقدمہ 166
❀ پہلا مبحث......اخلاص کا نور 171
● پہلا مطلب:......اخلاص کا مفہوم 171
● دوسرا مطلب:......اخلاص کی اہمیت 172
● چوتھا مطلب:......اخلاص کے فوائد وثمرات 182
❀ دوسرا مبحث......اخروی عمل سے دنیا طلبی کی تاریکیاں 184
● پہلا مطلب: اخروی عمل سے دنیا طلبی کی خطرناکیاں 184
➢ ریاکاری اوراپنے نیک عمل سے دنیا طلب کرنے کے درمیان فرق 185
● دوسرا مطلب:......دنیا کی خاطر عمل کی اقسام 188
● تیسرا مطلب:......ریاکاری کی خطرناکی اوراس کے نقصانات 189
● چوتھا مطلب:......ریاکاری کی قسمیں اوراس کی باریکیاں 195

Marfat.com

- پانچواں مطلب:.......ریا کی قسمیں اور عمل پر اس کا اثر 198
- چھٹا مطلب:.......ریا کاری کے اسباب و محرکات 200
- ساتواں مطلب:.......اخلاص کے حصول کے طریقے اور ریا کاری کا علاج....... 202

بدعت کے اندھیرے

❀ مقدمہ از مولف 215

❀ مقدمہ از مترجم 218

❀ پہلی بحث:.......سنت کی روشنی 221

- پہلا مطلب.......سنت کا مفہوم 221
  - ➢ عقیدہ کا لغوی و اصطلاحی مفہوم 221
  - ➢ اہل سنت کا مفہوم 222
  - ➢ جماعت کا مفہوم 223
- دوسرا مطلب.......اہل سنت و جماعت 224
  - ➢ اہل سنت کی وجہ تسمیہ 224
- تیسرا مطلب.......سنت مطلق نعمت ہے 230
- چوتھا مطلب.......سنت کا مقام 232
- پانچواں مطلب.......صاحب سنت کا مقام اور بدعتی کا انجام 233

❀ دوسری بحث.......بدعت کے اندھیرے 236

- پہلا مطلب.......بدعت کا مفہوم 236
  - ➢ بدعت کی دو قسمیں ہیں 237
- دوسرا مطاب.......قبولیت عمل کی شرطیں 240
- تیسرا مطلب.......دین میں بدعت کی مذمت 243

Marfat.com

➢ اولاً...... بدعت کی مذمت قرآن کریم کی روشنی میں 243
➢ ثانیاً...... بدعت کی مذمت سنت نبوی کی روشنی میں 246
➢ ثالثاً...... بدعات کے سلسلہ میں صحابہ رضی اللہ عنہم کے چند اقوال 252
➢ رابعاً...... بدعت کے سلسلہ میں تابعین و تبع تابعین کے چند اقوال ... 252
➢ خامساً...... بدعات درج ذیل وجوہات کی بنا پر مذموم ہیں 254
● چوتھا مطلب...... بدعات کے اسباب 254
● پانچواں مطلب...... بدعت کی قسمیں 269
➢ پہلی قسم بدعت حقیقی و بدعت اضافی 270
➢ دوسری قسم بدعت فعلی و بدعت ترکی 271
➢ تیسری قسم بدعت قولی اعتقادی اور بدعت عملی 275
● چھٹا مطلب...... دین میں بدعت کا حکم 276
● ساتواں مطلب...... قبروں کے پاس انجام دی جانے والی بدعات 280
● آٹھواں مطلب...... عصر حاضر کی بدعات 283
➢ (۱) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یوم پیدائش کا جشن منانا 284
➢ (۲) ماہ رجب کے پہلے جمعہ کی شب میں جشن منانا 292
➢ (۳) اسراء و معراج کی شب میں جشن منانا 298
➢ (۴) شعبان کی پندرہویں شب میں جشن منانا 301
➢ (۵) تبرک (حصول برکت) 306
➢ (۳) زم زم نوشی سے تبرک کا حصول 312
➢ (۴) آب باراں سے برکت کا حصول 313
ناجائز تبرکات 314
ممنوع تبرکات کے اسباب 318

Marfat.com

ممنوع تبرکات کے آثار و مظاہر 318
ناجائز و ممنوع تبرکات کے دفاع کے وسائل و ذرائع 318
➢ (٦) مختلف قسم کی منکر بدعات 319
● نواں مطلب...... بدعتی کی توبہ 322
● دسواں مطلب...... بدعات کے آثار و نقصانات 325

❀❀❀❀

Marfat.com

حرفِ چند

اس جہانِ رنگ ونور کی چکا چوندی میں انسان گم ہے، اور اسی گم راہی میں اپنی منزل سے دُور تر ہوتا جا رہا ہے، اصل روشنی کی طرف دیکھتا ہی نہیں جو اس کے دل و دماغ کو روشن کرنے والی، سچ اور جھوٹ میں تمیز سکھانے والی، حق اور باطل کا فرق ظاہر کرنے والی اور اس کی اصل منزل کا دِیا ہے۔ یہ روشنی اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتاب اور انبیائے کرام کی دعوت ہے۔ ان کی دعوت کا آغاز لوگوں کو توحید کی طرف موڑنا، گمراہی سے ہدایت کی طرف اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی طرف لانے سے ہوتا۔ سب سے آخر میں جب تمام کائنات (جن وانس) کے آخری نبی سیّدنا محمد رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو ان کی دعوت کا آغاز بھی اسی نقطہ سے ہوا۔ آپ ﷺ کی مکی زندگی کا اگر بغور مطالعہ کیا جائے تو یہی نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ اُن کے دن رات اسی تگ و دو اور جہد مسلسل میں گزرے کہ لوگ اللہ کی توحید کی طرف آ جائیں۔ اس روشنی، یعنی دین اسلام کی جڑ، اس کی کوہان اور انبیا کی دعوت کا نقطۂ آغاز توحید ہی ہے۔

اس کتاب کا پہلا حصہ بھی اسی پر مشتمل ہے، جس سے ہماری کتاب کا آغاز ہوتا ہے، یعنی وہی نقطہ ''توحید''، جو انبیا، صلحا، علما کی دعوت کا طرۂ امتیاز رہا ہے۔

کتاب کا دوسرا حصہ ''ایمان'' سے متعلق ہے۔ محترم ڈاکٹر سعید بن علی قحطانی حفظہ اللہ جو بہت سی کتب کے مؤلف اور تالیف کے میدان کے شہسوار ہیں۔ انہوں نے اس حصے پر خاصی عرق ریزی سے کام کیا جس کا ثمرہ آپ کے ہاتھوں میں ہے، کیونکہ ایمان کے بالمقابل کفر و نفاق ہیں، یہ دونوں چیزیں اسلام کے منافی ہیں اور جب مقابلہ کفر و نفاق سے ہو تو ایمان کی مضبوطی کی ضرورت اشد ہو جاتی ہے۔

تیسرا حصہ ''اخلاص'' پر مشتمل ہے۔ ایمان کی تکمیل کے لیے اخلاص کی ضرورت ہوتی

Marfat.com

ہے، کیونکہ کوئی بھی عمل تب تک شرفِ قبولیت سے بہرہ یاب نہیں ہو سکتا جب تک اس میں اخلاص نہ ہو۔ مولف نے بھی اس حصے پر اتنے اخلاص سے کام کیا کہ اخلاص کا مفہوم، اس کی اہمیت، اچھی نیت کا مقام، نیک عمل سے دنیا طلبی کی خطرناکی، دنیا کی خاطر عمل کی قسمیں، ریاکاری کی خطرناکی، اس کے انواع واقسام، عمل پر اس کے اثرات اور ریاکاری کے اسباب و محرکات، نیز حصول اخلاص کے طریقے روزِ روشن کی طرح واضح ہو گئے ہیں۔

چوتھے حصے کو آسانی اور عام فہمی کے لیے دو حصوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔ پہلے حصے میں سنت کا مفہوم، اہمیت اور مقام و مرتبے کو واضح کیا گیا ہے جب کہ دوسرے حصے میں بدعت کے اسباب، اقسام، عصر حاضر کی مروجہ بدعات، بدعتی کی توبہ، بدعات کے اثرات اور نقصانات جیسے پُر مغز موضوعات کو قرطاس کی زینت بنا دیا گیا ہے تاکہ عام قاری کے دل میں یہ بات اُتر جائے کہ صاحب سنت (متبع سنت) ہونے سے انسان میں زندہ دلی، روشن ضمیری اور ظاہری و باطنی طور پر احکام الٰہی کی پیروی کا جذبہ موجزن ہو جاتا ہے اور بدعات سے دل مردہ، ضمیر تاریک اور پھر تاریک سے تاریک تر ہوتا چلا جاتا ہے۔

اس کتاب کا مقصد لوگوں کو بدعات وخرافات، قبر پرستی، کفروشرک کی تاریکی سے نکال کر کتاب وسنت والی ہدایت، توحید، ایمان، اخلاص والی روشنی کی طرف لانا ہے۔ ان تمام اُمورِ خیر کے ہراول محترم بھائی ابو ساریہ عبدالجلیل ہیں۔ وہ ''الفرقان'' کو کتاب وسنت کی روشنی پھیلانے کا ذریعہ بنائے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جملہ معاونین کو ثوابِ عظیم سے نوازے۔

آمین!

یکم جون ۲۰۰۹ء

عبدالرؤف

مدیر مکتبة الکتاب

Marfat.com

توحید کا نور

Marfat.com

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

تقدیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ...... أَمَّا بَعْدُ!

توحید انسان کی سب سے بڑی ضرورت اور دنیا و آخرت میں سعادت کا ذریعہ ہے۔ توحید کا مطلب ہے اللہ سبحانہ کی وحدانیت کا اقرار کرنا، ہر قسم کی عبادت کو اسی کے لیے خاص رکھنا اور اس کے ساتھ کسی بھی شے کو شریک نہ ٹھہرانا۔ اسی عظیم مقصد کے لیے اللہ تعالیٰ نے جن وانس کی تخلیق فرمائی اور اسی کی وضاحت کے لیے رسول بھیجے اور کتابیں نازل کیں۔

توحید تمام انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی اوّل ترین دعوت اور بندے کے اعمال کے قبولیت کی بنیاد ہے۔ توحید کی معرفت اور اس کے مطابق عمل، نیز توحید کے منافی امور کی معرفت اور ان سے اجتناب کے بغیر عذابِ الٰہی سے نجات ناممکن ہے۔

یہی وجہ ہے کہ علماءِ اسلام نے ہر دور میں توحید کے موضوع پر خصوصی توجہ دی ہے اور اس پر گرانقدر کتابیں تالیف کی ہیں۔ زیر نظر کتاب (توحید کا نور اور شرک کی تاریکیاں) بھی اسی زرّیں سلسلہ کی ایک کڑی ہے جو ڈاکٹر سعید بن علی قحطانی حفظہ اللہ کی عربی تالیف ''نور التوحید وظلمات الشرک'' کا اُردو ترجمہ ہے۔

کتاب کے مولف دعوت الی اللہ اور تصنیف و تالیف کے میدان میں معروف و مشہور ہیں، آپ کی مؤلفات کی تعداد چالیس (۴۰) سے متجاوز ہے اور دعوت الی اللہ آپ کا خاص موضوع ہے۔ امام محمد بن سعود اسلامک یونیورسٹی ریاض سے آپ کے ایم اے اور ڈاکٹریٹ کے رسالوں کا موضوع بھی یہی ہے، چنانچہ ایم اے کا رسالہ "الحكمة في الدعوة الى الله" ایک جلد میں اور ڈاکٹریٹ کا رسالہ "فقه الدعوة في صحيح الامام البخاري" دو جلدوں

Marfat.com

میں طبع ہو کر دونوں ہی رسالے قبول عام حاصل کر چکے ہیں، ان کے علاوہ " الذکر والدعاء والعلاج بالرقی من الکتاب والسنة " چار جلدوں میں، " صلاة المؤمن " دو جلدوں میں اور " نور الهدیٰ وظلمات الضلال " ایک جلد میں، نیز دیگر درجنوں کتابیں طالبان علوم دین کے لیے گرانقدر سرمایہ ہیں۔

ذکر و دعا کے موضوع پر مشہور کتاب " حصن المسلم " آپ ہی کی تالیف ہے جو دنیا کی تمام زندہ زبانوں میں ترجمہ ہو کر دنیا کے گوشے گوشے میں پھیل چکی ہے۔

زیر نظر کتاب کو مولف نے دو حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ پہلا حصہ توحید سے متعلق ہے جس میں توحید کا معنی و مطلب، توحید کے دلائل، توحید کے اقسام اور اس کے فوائد و ثمرات بیان کیے گئے ہیں، اور دوسرا حصہ شرک سے متعلق ہے جس میں شرک کا معنی و مطلب، شرک کی تردید اور اس کے دلائل، مثبت و منفی شفاعت، شرک کے اسباب و وسائل، شرک کے انواع و اقسام اور اس کے نقصانات بیان کیے گئے ہیں۔

مولف کی ایک خوبی یہ ہے کہ ہر مسئلہ کو عام فہم پیرائے میں کتاب و سنت سے مدلل بیان کرتے ہیں جس کا عام قاری پر بڑا گہرا اثر ہوتا ہے۔

عصر حاضر میں اس قسم کی کتابوں کی نشر و اشاعت کی شدید ضرورت ہے، خصوصاً اس زمانہ میں جبکہ بہت سے مسلمان علم توحید سے غافل ہو چکے ہیں یا انھوں نے دیگر علوم و فنون کو توحید پر ترجیح دے دی ہے اور اس عظیم علم سے دور جا پڑے ہیں جس پر ان کی دنیوی و اخروی سعادت کا دارومدار ہے، اور یہی وجہ ہے کہ آج شرک عام ہو چکا ہے، قبروں کی پوجا اور ان کا طواف کیا جا رہا ہے اور اللہ کو چھوڑ کر مردوں کو پکارا جا رہا ہے، بلکہ بعض ناواقف تو شرک ہی کو توحید جان کر اس پر عمل پیرا ہیں اور سمجھتے ہیں کہ یہی اللہ کا وہ دین ہے جو اس نے اپنے رسولوں کو دے کر بھیجا ہے اور یہ درحقیقت عصر حاضر میں دین اسلام کی اجنبیت کا ایک منظر ہے۔

اس کتاب کے اُردو ترجمہ کی توفیق اللہ تعالیٰ نے برادر عزیز شیخ عنایت اللہ سنابلی کو بخشی جو تحریر و ترجمہ کا اچھا ذوق رکھتے ہیں، مکتب توعیة الجالیات قبه، القصیم کی جانب سے

Marfat.com

ان کی کئی تحریریں طبع ہو کر منظر عام پر آچکی ہیں جنھیں دعوتی حلقوں میں قبولیت حاصل ہے۔ موصوف جامعہ اسلامیہ سنابل (نئی دہلی) سے فارغ التحصیل ہیں۔ فراغت کے بعد کچھ عرصہ انھوں نے القصیم کے مذکورہ دعوتی مرکز میں دعوت و ارشاد کا کام انجام دیا اور اب جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کے کلیۃ الحدیث میں زیر تعلیم ہیں، تعلیمی مصروفیات کے ساتھ ہی موصوف دعوت وارشاد اور تحریر و ترجمہ کا مشغلہ بھی جاری رکھے ہوئے ہیں، جو ان کے دعوت دین سے خصوصی دلچسپی کی دلیل ہے۔

مذکورہ ترجمہ کو میں نے اصل کتاب سے لفظ بلفظ ملایا اور حسب ضرورت اس میں اصلاح کی ہے، مجھے خوشی ہے کہ یہ ترجمہ اصل کے مطابق ہے اور زبان کے لحاظ سے عام فہم اور سلیس بھی۔ مترجم نے مولف کے مقصود کی بحسن وخوبی وضاحت کی ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس ترجمہ کو اصل کتاب کی طرح قبولیت عطا کرے۔

عام قارئین کو اس سے فائدہ پہنچائے اور مؤلف، مترجم، ناشر اور جملہ معاونین کو اجر جزیل سے نوازے۔

آمین!

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى عَبْدِهٖ وَرَسُوْلِهٖ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ أَجْمَعِيْنَ.

الریاض

ابوالمکرّم عبدالجلیل

۲ر صفر ۱۴۲۴ ہجری

بروز جمعۃ المبارک

❀❀❀❀

Marfat.com

مقدمہ

إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ، نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَسَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَمَنْ تَبِعَهُمْ بِإِحْسَانٍ إِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ، وَسَلَّمَ تَسْلِيمًا كَثِيرًا......أَمَّا بَعْدُ!

توحید کے نور اور شرک کی تاریکیوں کے سلسلہ میں یہ ایک مختصر سا رسالہ ہے، جس میں میں نے توحید کا مفہوم، اس کے دلائل، اس کے انواع و اقسام، اس کے ثمرات، شرک کا مفہوم، اس کے ابطال کے دلائل، مثبت و منفی شفاعت، شرک کے اسباب و وسائل، اس کے انواع و اقسام اور اس کے آثار و نقصانات بیان کیے ہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ توحید ایک نور ہے جس کی توفیق اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے اور شرک تہہ بہ تہہ تاریکی ہے، جسے اللہ تعالیٰ کافروں کے لیے مزین اور خوش نما بنا دیتا ہے۔ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿أَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَأَحْيَيْنَٰهُ وَجَعَلْنَا لَهُ نُورًا يَمْشِي بِهِ فِي النَّاسِ كَمَنْ مَّثَلُهُ فِي الظُّلُمَٰتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا كَذَٰلِكَ زُيِّنَ لِلْكَٰفِرِينَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٢٢﴾﴾ [الانعام: ۱۲۲]

”کیا وہ شخص جو پہلے مردہ تھا، پھر ہم نے اس کو زندہ کر دیا اور ہم نے اسے ایک ایسا نور دے دیا کہ وہ اس کو لیے ہوئے آدمیوں میں چلتا پھرتا ہے، کیا ایسا شخص

Marfat.com

اس شخص کی طرح ہوسکتا ہے جو تاریکیوں سے نکل ہی نہیں پاتا، اسی طرح کافروں کو ان کے اعمال خوش نما معلوم ہوا کرتے ہیں۔''

اللہ عزوجل نے بیان فرمایا ہے کہ اس نے محمد ﷺ پر واضح نشانیاں اور روشن دلائل و معجزات نازل فرمائے ہیں اور ان میں سے سب سے عظیم معجزہ قرآن کریم ہے، تاکہ رسول ﷺ کی بعثت اور آپ پر نازل کردہ کتاب وحکمت کے ذریعہ سے لوگوں کو شرک و ضلالت اور جہالت کی تاریکیوں سے نکال کر ایمان، توحید اور علم و ہدایت کی روشنی کی طرف لے آئے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:

﴿هُوَ الَّذِیْ یُنَزِّلُ عَلٰی عَبْدِهٖۤ اٰیٰتٍۭ بَیِّنٰتٍ لِّیُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ بِكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ⑨﴾ [الحدید: ۹]

''وہ اللہ ہی ہے جو اپنے بندوں پر واضح آیتیں اتارتا ہے تاکہ وہ تمہیں اندھیروں سے نور کی طرف لے جائے، یقیناً اللہ تعالیٰ تم پر نرمی کرنے والا، رحم فرمانے والا ہے۔''

میں نے اس بحث کو دو مباحث میں تقسیم کیا ہے اور ہر مبحث کے تحت حسب ذیل مطالب ہیں:

☆ پہلی بحث......نورِ توحید

پہلا مطلب: توحید کا مفہوم

دوسرا مطلب: توحید کے اثبات میں روشن دلائل

تیسرا مطلب: توحید کی قسمیں

چوتھا مطلب: توحید کے فوائد وثمرات

☆ دوسری بحث......شرک کی تاریکیاں

پہلا مطلب: شرک کا مفہوم

دوسرا مطلب: ابطال شرک کے دلائل

Marfat.com

تیسرا مطلب: مثبت و منفی شفاعت

چوتھا مطلب: نعمتوں سے نوازنے والا ہی عبادت کا مستحق ہے

پانچواں مطلب: شرک کے اسباب و وسائل

چھٹا مطلب: شرک کے انواع و اقسام

ساتواں مطلب: شرک کے آثار و نقصانات

میں اللہ عزوجل سے اس کے اس اسم اعظم کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں کہ جب اس کے ذریعہ سے اس سے سوال کیا جاتا ہے تو وہ عطا کرتا ہے کہ وہ اس تھوڑے سے عمل کو مبارک اور خالص اپنی رضا کے لیے بنائے اور میرے لیے میری زندگی میں اور مرنے کے بعد نفع بخش بنائے اور جس شخص تک بھی یہ کتاب پہنچے اسے اس کے ذریعہ سے نفع پہنچائے۔ بے شک اللہ کی ذات سب سے بہتر ہے جس سے سوال کیا جاتا ہے اور انتہائی کریم ہے، جس سے اُمید وابستہ کی جاتی ہے، وہی ہمارے لیے کافی اور بہترین کارساز ہے اور تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے لائق ہیں جو سارے جہان کا پالنہار ہے۔

وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى عَبْدِهِ وَرَسُوْلِهِ الْأَمِيْنُ، نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَمَنْ تَبِعَهُمْ بِإِحْسَانٍ إِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ.

مؤلف

بروز منگل، مطابق ۱۶/۱۰/۱۴۱۹ ہجری

❀❀❀❀

Marfat.com

پہلی بحث

نورِ توحید

پہلا مطلب......توحید کا مفہوم:

اللہ تبارک وتعالیٰ کے تنہا لائق عبادت ہونے، عظمت وجلال اور صفات کمال میں واحد اور بے مثال ہونے اور اسمائے حسنیٰ میں منفرد اور نادرۂ روزگار ہونے کا علم رکھنے اور پختہ اعتقاد کے ساتھ اعتراف کرنے کا نام توحید مطلق ہے۔ [1]

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۖ لَّا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَٰنُ الرَّحِيمُ ﴿١٦٣﴾﴾

[البقرہ: ١٦٣]

"اور تمہارا معبود ایک معبود ہے جس کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں، وہ بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔"

علامہ سعدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "یعنی اللہ تعالیٰ اپنی ذات، اپنے اسماء، اپنی صفات اور افعال میں تنہا اور اکیلا ہے، چنانچہ نہ تو اس کی ذات میں اس کا کوئی شریک ہے اور نہ ہی اس کا کوئی ہم نام ہے، نہ ہمسر، نہ ہی کوئی اس کے مثل ومشابہ اور نہ ہی اس کے علاوہ کوئی خالق اور مدبر ہے۔ جب بات ایسی ہے تو وہی اس بات کا حقیقی مستحق ہے کہ اس کی عبادت کی جائے اور اس کے ساتھ اس کی مخلوق میں سے کسی کو شریک نہ کیا جائے۔" [2]

دوسرا مطلب......توحید کے اثبات میں روشن دلائل:

توحید کے اثبات پر کتاب اللہ اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں روشن براہین اور بے شمار واضح دلائل

---

[1] دیکھئے: القول السديد في مقاصد التوحيد للسعدی، ص: ١٨.

[2] تيسير الكريم الرحمٰن في تفسير كلام المنان للسعدی، ص: ٦٠.

Marfat.com

ہیں، لیکن ان میں سے چند دلائل بطورِ نمونہ درج ذیل ہیں:

۱۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ۞ مَاۤ اُرِيْدُ مِنْهُمْ مِّنْ رِّزْقٍ وَّ مَاۤ اُرِيْدُ اَنْ يُّطْعِمُوْنِ ۞ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ ۞﴾ [الذاريات: ٥٦ تا ٥٨]

''اور میں نے جن وانس کو صرف اپنی عبادت ہی کے لیے پیدا کیا ہے، میں ان سے کوئی روزی نہیں چاہتا اور نہ میں یہ چاہتا ہوں کہ وہ مجھے کھلائیں بے شک اللہ تعالیٰ ہی روزی رساں قوت والا مضبوط ہے۔''

مفہوم یہ ہے کہ میں نے جن وانس کو اس لیے پیدا کیا ہے کہ وہ میری توحید کا اقرار کریں۔ [1]

۲۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ فَمِنْهُمْ مَّنْ هَدَى اللّٰهُ وَ مِنْهُمْ مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلٰلَةُ﴾

[النحل: ٣٦]

''اور ہم نے ہر اُمت میں ایک رسول بھیجا (یہ حکم دے کر) کہ میری عبادت کرو اور طاغوت سے اجتناب کرو تو ان میں سے کچھ لوگوں کو اللہ نے ہدایت دی اور کچھ لوگوں پر گمراہی ثابت ہوگئی۔''

ان آیات میں اللہ عزوجل اس بات کی خبر دے رہے ہیں کہ اس کی حجت تمام اُمتوں پر قائم ہو چکی ہے اور کوئی بھی اگلی یا پچھلی اُمت نہیں ہے مگر اس میں اللہ تعالیٰ نے ایک رسول مبعوث فرمایا ہے اور وہ سارے انبیاء ورسل ایک دعوت اور ایک دین پر متفق ہیں، اور وہ ہے تنہا اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا جس کا کوئی شریک نہیں، پھر انبیاء کی دعوت کو تسلیم کرنے کے اعتبار

[1] الجامع لأحكام القرآن الكريم للقرطبي: ١٧/ ٥٧.

10CA49

Marfat.com

سے امتیں دو حصوں میں تقسیم ہوگئیں۔ ایک وہ جن کو اللہ نے ہدایت عطا فرمائی، چنانچہ ان اُمتوں نے رسولوں کی اتباع کی اور دوسرے وہ جن پر گمراہی ثابت ہوگئی، چنانچہ انھوں نے راہِ ہلاکت کی پیروی کی۔ [1]

۳۔ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ﴿٢٥﴾﴾ [الانبياء: ٢٥]

''اور ہم نے آپ سے قبل کوئی رسول نہیں بھیجا مگر ہم نے اس کی طرف وحی کی کہ میرے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں، لہٰذا میری ہی عبادت کرو۔''

چنانچہ نبی کریم ﷺ سے قبل تمام رسولوں کی رسالت کا نچوڑ اور خلاصہ اللہ وحدہٗ لاشریک کی عبادت کا حکم دینا اور اس بات کی وضاحت کرنا تھا کہ اللہ تعالیٰ ہی معبودِ حقیقی ہے اور اس کے علاوہ کی عبادت باطل ہے۔ [2] اسی لیے اللہ عزوجل نے فرمایا:

﴿وَسْـَٔلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُّسُلِنَآ اَجَعَلْنَا مِنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ اٰلِهَةً يُّعْبَدُوْنَ ﴿٤٥﴾﴾ [الزخرف: ٤٥]

''اور آپ ہمارے ان رسولوں سے پوچھیے جنھیں ہم نے آپ سے پہلے بھیجا تھا کہ کیا ہم نے رحمٰن کے علاوہ اور معبود مقرر کیے تھے جن کی عبادت کی جائے؟''

۴۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:

﴿وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا﴾ [الاسراء: ٢٣]

''اور تمھارے رب نے صاف صاف فیصلہ کردیا ہے کہ تم اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرو اور والدین کے ساتھ احسان (حسن سلوک) کرو۔''

---

[1] دیکھیے: تيسير الكريم الرحمٰن في تفسير كلام المنان للسعدي، ص: ٣٩٣.

[2] جامع البيان عن تأويل آي القرآن للطبري، ١٨/ ٤٢٧، وتيسير الكريم الرحمٰن في تفسير كلام المنان للسعدي، ص: ٤٧٠.

Marfat.com

پس اللہ تعالیٰ نے توحید کا فیصلہ کرتے ہوئے، وصیت کرتے ہوئے، حکم دیتے ہوئے اور تاکیدی طور پر لازم کرتے ہوئے فرمایا: ﴿وَ قَضٰى رَبُّكَ﴾ اور تمھارے رب نے دینی طور پر فیصلہ کر دیا ہے اور شرعاً لازم کر دیا ہے کہ ﴿اَلَّا تَعْبُدُوْٓا﴾ تم زمین اور آسمان میں رہنے والوں میں سے، خواہ وہ زندہ ہوں یا مردہ کسی کی عبادت نہ کرو ﴿اِلَّآ اِيَّاهُ﴾ سوائے اسی (اللہ) کے، کیونکہ وہ تنہا، اکیلا، منفرد اور بے نیاز ہے۔ ❶

﴿يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ﴾ [الاعراف: ٥٩]

''اے میری قوم! تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو، اس کے سوا تمھارا کوئی معبود نہیں۔''

مطلب یہ ہے کہ تم صرف اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کرو، کیونکہ وہی خالق، رازق اور تمام معاملات کی تدبیر کرنے والا ہے اور اس کے سوا جو بھی ہے وہ مخلوق اور محتاج ہے، اسے کسی معاملہ کا کوئی اختیار نہیں۔ ❷

٦۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ﴾ [البینہ: ٥]

''اور انھیں صرف اسی بات کا حکم دیا گیا ہے کہ وہ صرف اللہ کی عبادت کریں، اسی کے لیے دین کو خالص کر کے۔''

٧۔ اور اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٦٢﴾ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿١٦٣﴾﴾

[الانعام: ١٦٢، ١٦٣]

''آپ کہہ دیجیے کہ بے شک میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور میری

❶ دیکھیے: جامع البیان عن تأویل آي القرآن للطبري، ١٧/ ٤١٣۔ وتفسیر القرآن العظیم لابن کثیر، ٣/ ٣٤۔ وتیسیر الکریم الرحمٰن في تفسیر کلام المنان للسعدي، ص: ٤٠٧.

❷ دیکھیے: تیسیر الکریم الرحمٰن في تفسیر کلام المنان للسعدي، ص: ٢٥٥.

Marfat.com

موت اس اللہ تعالیٰ کے لیے ہے جو سارے جہان کا رب ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اور اسی بات کا مجھے حکم دیا گیا ہے اور میں پہلا مسلمان (تابع فرمان) ہوں۔''

اللہ عزوجل نے اپنے نبی محمد ﷺ کو حکم دیا ہے کہ وہ مشرکین سے کہہ دیں کہ میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور اس میں مَیں جن چیزوں سے دوچار ہوں اور ان تمام میں اللہ جو کچھ بھی مجھ پر جاری کرے اور جو کچھ بھی میرے نوشتۂ تقدیر میں مقدر کرے، سب کچھ اللہ ربّ العالمین کے لیے ہے، اس کا کوئی شریک عبادت نہیں، جیسا کہ اس کی بادشاہت اور اس کی تدبیر میں اس کا کوئی ساجھی و شریک نہیں، اسی بات کا مجھے میرے رب نے حکم دیا ہے اور میں اس اُمت میں اپنے رب کا سب سے پہلا اقراری، یقین کرنے والا اور تابع فرمان ہوں۔ [1]

۸۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اُن سے فرمایا: ((یَا مُعَاذُ! هَلْ تَدْرِيْ مَا حَقُّ اللّٰهِ عَلٰى عِبَادِهٖ؟)) ...... ''اے معاذ! کیا تم جانتے ہو اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر کیا حق ہے؟'' انھوں نے کہا کہ میں نے عرض کیا: ''اللہ اور اس کے رسول اس کا زیادہ علم رکھتے ہیں۔'' تو اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ((حَقُّ اللّٰهِ عَلٰى عِبَادِهٖ أَنْ يَّعْبُدُوْهُ وَلَا يُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا .)) ''اللہ کا اپنے بندوں پر یہ حق ہے کہ وہ اس کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کچھ بھی شریک نہ کریں، پھر آپ ﷺ تھوڑی دیر چلے اور فرمایا: ((يَا مُعَاذُ! هَلْ تَدْرِيْ مَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ إِذَا فَعَلُوْهُ .)) ''اے معاذ! کیا تم جانتے ہو بندوں کا اللہ پر کیا حق ہے، جب وہ ایسا کرلیں؟'' کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: ''اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں۔'' تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ أَنْ لَّا يُعَذِّبَ

---

[1] دیکھیے: جامع البیان عن تأویل آي القرآن للطبری: ۱۲/ ۲۸۳۔ وتیسیر الکریم الرحمٰن في تفسیر کلام المنان للسعدی، ص: ۲۴۵.

Marfat.com

مَنْ لَّا یُشْرِكُ بِهٖ شَیْئًا .)) ......''بندوں کا اللہ پر یہ حق ہے کہ اللہ اس شخص کو عذاب نہ دے جو اس کے ساتھ کچھ بھی شریک نہ کرے۔'' ❶

یہ عظیم حدیث اس بات کی وضاحت کرتی ہے کہ اللہ کا حق اپنے بندوں پر یہ ہے کہ وہ اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کریں جس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے عبادتیں مشروع قرار دی ہیں اور اس کے ساتھ اس کے علاوہ کسی کو شریک نہ کریں، نیز بندوں کا حق اللہ عزوجل پر یہ ہے کہ وہ اس شخص کو عذاب نہ دے جو اس کے ساتھ کچھ شریک نہ کرے، اور اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو جس ثواب کے عطا کرنے کا وعدہ کیا ہے، وہ ان کا اللہ تعالیٰ پر حق ہے اور یہ وہ حق ہے جو اللہ تعالیٰ کے قول حق اور سچے وعدہ کے بموجب ثابت ہوا ہے جس میں نہ تو خبر کے جھوٹ ہونے کا کوئی امکان ہے اور نہ ہی وعدہ خلافی کا کوئی اندیشہ، بلکہ یہ وہ حق ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر ازروئے فضل وکرم اپنی ذات پر واجب کرلیا ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنی ذات پر اپنے مومن بندوں کے لیے ایک حق اسی طرح واجب کرلیا ہے جس طرح اپنی ذات پر ظلم کو حرام کرلیا ہے، اسے کسی مخلوق نے اللہ پر لازم نہیں کیا ہے، اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کو اس کی مخلوقات پر قیاس کیا جاسکتا ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت اور عدل کے فیصلہ سے اپنی ذات پر رحمت لکھ لی ہے اور اپنے آپ پر ظلم کو حرام کرلیا ہے۔ ❷

۹۔ حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے:

((...... فَإِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى النَّارِ مَنْ قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ، يَبْتَغِي

---

❶ متفق عليه: صحيح بخاري كتاب اللباس، باب ارداف الرجل خلف الرجل: ۷/ ۸۹۔ حدیث نمبر: ۵۹۶۷۔ ومسلم، كتاب الايمان، باب الدليل على أن من مات على التوحيد دخل الجنة قطعًا: ۱/ ۵۸، حدیث نمبر: ۳۰۔ مذکورہ الفاظ بخاری کے ہیں۔ حدیث نمبر: ۲۸۵۶ و ۶۵۰۰۔

❷ دیکھیے: المفهم لما أشكل من تلخيص كتاب مسلم للقرطبی: ۱/ ۲۰۳۔ وشرح النووی على مسلم: ۱/ ۳۴۵۔ ومجموع فتاویٰ ابن تیمیة: ۱/ ۲۱۳.

Marfat.com

بِذٰلِكَ وَجْهَ اللّٰهِ .)) ❶

"...... بے شک اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو آگ پر حرام قرار دیا ہے جو لا الہ الا اللہ کا اقرار کرتا ہو اور اس سے اللہ کی رضا چاہتا ہو۔"

تیسرا مطلب...... توحید کی قسمیں:

اللہ تبارک وتعالیٰ ہی اپنی تمام مخلوقات پر اُلوہیت اور عبودیت کا حق دار ہے، چنانچہ صرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی کے لیے ساری عبادتیں کرنا اور پورے دین کو اللہ کے لیے خالص کر دینا ہی توحید اُلوہیت ہے، اور یہی کلمہ "لا الہ الا اللہ" کا معنی ومفہوم ہے، اور یہ توحید کی تمام اقسام ❷ کو شامل اور مستلزم ہے، کیونکہ توحید کی دو اقسام ہیں:

۱۔ توحید خبری علمی اعتقادی۔ ❸

یہ توحید معرفت اور اثبات ہے، اور یہی توحید ربوبیت اور توحید اسماء وصفات بھی ہے، یہ ذات باری تعالیٰ، اس کی صفات، اس کے افعال، اس کے اسماء، اس کے اپنی مشیت کے مطابق اپنے بندوں سے اپنی کتابوں کے ذریعہ سے کلام کرنے کی حقیقت کے اثبات کا نام ہے، اور اس کی قضاء وقدر اور اس کی حکمت کے عموم کو ثابت کرنے اور اس کی ذات کو ان تمام عیوب ونقائص سے مبرا ومنزہ کرنے کا نام ہے جو اس کے شایانِ شان نہیں۔

۲۔ توحید طلبی قصدی ارادی۔

یہ طلب اور قصد میں توحید ہے، اور اسی کا نام "توحید الوہیت" یا "عبادت" ہے۔ ❹

---

❶ **متفق عليه:** بخاري، كتاب الصلاة، باب المساجد في البيوت: ۱/ ۱۲۵، ح: ۴۲۵۔ ومسلم، كتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب الرخصة في التخلف عن الجماعة بعذر: ۱/ ۴۵۵، ح ۳۳.

❷ دیکھئے: تيسير العزيز الحميد للشيخ سليمان بن عبدالله بن محمد بن عبدالوهاب، ص: ۷۴ والقول السديد للسعدى، ص: ۱۷۔ وبيان حقيقة التوحيد للشيخ صالح الفوزان، ص: ۲۰۔

❸ دیکھئے: مدارج السالكين لابن القيم: ۳/ ۴۴۹.

❹ دیکھئے: اجتماع الجيوش الاسلامية على غزو المعطلة والجهمية لابن القيم: ۲/ ۹۴۔ ومعارج القبول لحافظ الحكمي: ۱/ ۹۸۔ وفتح المجيد لعبد الرحمٰن بن حسن، ص: ۱۷.

Marfat.com

پہلی قسم......توحید ربوبیت:

توحید ربوبیت اس بات کے پختہ اعتقاد کا نام ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی رب ہے جو تنہا تخلیق، بادشاہت، روزی اور تدبیر کائنات کا مالک ہے جس نے اپنی تمام مخلوقات کی پرورش نعمتوں سے کی ہے، اور اپنی مخلوق کے چیدہ و برگزیدہ افراد، یعنی انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام اور ان کے سچے پیروکاروں کی پرورش صحیح عقائد، اچھے اخلاق، نفع بخش علوم اور اعمالِ صالحہ کے ذریعہ سے کی ہے اور دلوں اور ثمر آور روحوں کی یہ نفع بخش تربیت دنیا و آخرت کی سعادت و نیک بختی کے لیے ہے۔

دوسری قسم......توحید اسماء وصفات:

توحید اسماء وصفات اس بات کے پختہ اعتقاد کا نام ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی ہر پہلو سے مطلق کمال سے متصف ہے، بایں طور کہ اللہ تعالیٰ نے جن اسماء وصفات کو اپنے لیے ثابت کیا ہے یا جنھیں اللہ کے رسول ﷺ نے اللہ کے لیے ثابت کیا ہے، انھیں ان کے معانی اور ان سے متعلق کتاب وسنت میں وارد احکام سمیت اللہ تعالیٰ کے جلال وعظمت کے شایانِ شان اس طرح ثابت کیا جائے کہ نہ کسی صفت کی نفی لازم آئے، نہ اس کا معنی معطل ہو، نہ اس میں تحریف کی جائے، نہ مخلوق کی صفت سے تشبیہ دی جائے، اور نہ ہی اس کی کیفیت بیان کی جائے، اور ان تمام نقائص وعیوب کی اللہ کی ذات سے نفی کی جائے جن کی اللہ نے اپنی ذات سے یا اللہ کے رسول ﷺ نے اللہ کی ذات سے نفی کی ہو، اور ہر اس چیز کی اللہ کی ذات سے نفی کی جائے جو اللہ کے کمال کے منافی ہو۔

توحید ربوبیت اور توحید اسماء وصفات کی وضاحت اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں کی ہے، جیسے سورۂ حدید کے ابتدا میں، سورۂ طٰہٰ میں، سورۂ حشر کے آخر میں، سورۂ آل عمران کے آخر میں اور مکمل سورۂ اخلاص میں وغیرہ۔ [1]

---

[1] دیکھیے: فتح المجید، ص: ۱۷۔ والقول السدید في مقاصد التوحید لعبد الرحمٰن السعدي، ص: ۱۴ تا ۱۷۔ ومعارج القبول: ۱/ ۹۹۔

Marfat.com

تیسری قسم ......توحید اُلوہیت (توحید عبادت):

توحید اُلوہیت کو توحید عبادت بھی کہا جاتا ہے، توحید عبادت علم، عمل اور اعتراف کے ساتھ اس بات کے پختہ عقیدہ کا نام ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی تمام مخلوقات پر اُلوہیت اور عبادت کا حق دار ہے، اور تمام عبادتوں کا تنہا مستحق اللہ تعالیٰ کو سمجھنا، نیز اللہ تعالیٰ کے لیے پورے دین کو خالص کردینا، توحید اُلوہیت توحید ربوبیت اور توحید اسماء وصفات دونوں کو شامل و مستلزم ہے، کیونکہ اُلوہیت ہی وہ صفت ہے جو تمام اوصاف کمال اور اوصافِ ربوبیت وعظمت کو عام ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ ہی معبودِ حقیقی اور لائق پرستش ہے، اس لیے کہ وہی جلال وعظمت کی خوبیوں کا مالک ہے، اور اس لیے بھی کہ اسی نے اپنی مخلوقات پر ہر طرح کے انعامات ونوازشات نچھاور کیے ہیں۔

چنانچہ اوصاف کمال میں اللہ تعالیٰ کی یکتائی اور صفت ربوبیت میں اس کی انفرادیت سے لازم آتا ہے کہ اس کے سوائی کوئی عبادت کا مستحق نہ ہو۔

توحید اُلوہیت ہی شروع سے آخر تک تمام رسولوں کی دعوت کا مقصود اصیل تھا، اور توحید کی اس قسم کا بیان سورۂ کافرون اور درج ذیل فرمانِ باری تعالیٰ میں ہوا ہے:

﴿قُلْ يَٰٓأَهْلَ ٱلْكِتَٰبِ تَعَالَوْا۟ إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَآءٍۭ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا ٱللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِۦ شَيْـًٔا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّن دُونِ ٱللَّهِ ۚ فَإِن تَوَلَّوْا۟ فَقُولُوا۟ ٱشْهَدُوا۟ بِأَنَّا مُسْلِمُونَ ﴿٦٤﴾﴾

[آل عمران: ٦٤]

”آپ کہہ دیجیے کہ اے اہل کتاب! (یہود ونصاریٰ) اس انصاف والی بات کی طرف آؤ جو ہم میں تم میں برابر ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں، اور نہ اس کے ساتھ کسی کو شریک کریں، اور نہ اللہ کو چھوڑ کر ہم میں کا بعض بعض کو رب بنائے، اور اگر وہ منہ پھیرلیں تو تم کہہ دو کہ گواہ رہو ہم مسلمان ہیں۔“

اسی طرح سورۂ سجدہ کے شروع وآخر میں، اور سورۂ غافر کے شروع، درمیان اور آخر میں، اور سورۂ اعراف کے شروع اور آخر میں، اور قرآنِ کریم کی اکثر سورتوں میں توحید

Marfat.com

اُلوہیت کا بیان ہوا ہے۔

قرآنِ کریم کی ہر سورت میں توحید کی قسموں کا بیان ہوا ہے، قرآنِ کریم از اوّل تا آخر توحید کی قسموں ہی کے بیان پر مشتمل ہے، کیونکہ قرآنِ کریم یا تو اللہ تبارک وتعالیٰ، اس کے اسماء وصفات، اس کے افعال اور اس کے اقوال کی خبر دیتا ہے، اور یہی توحید علمی خبری اعتقادی یعنی ''توحید ربوبیت اور توحید اسماء وصفات'' ہے، اور یا تو اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کرنے اور دیگر معبودانِ باطلہ سے رشتہ توڑنے کی دعوت دیتا ہے اور یہی توحید ارادی طلبی یعنی ''توحید اُلوہیت'' ہے، اور یا تو قرآنِ کریم امر و نہی اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے وجوب کے بیان پر مشتمل ہے، اور یہ ساری چیزیں توحید کے حقوق اور تتمہ میں شامل ہیں، اور یا تو قرآنِ کریم اہل توحید کے اعزاز واکرام اور انھیں دنیا میں عطا ہونے والی نصرت وتائید اور آخرت میں عطا ہونے والی عزت افزائی کی خبر دیتا ہے، اور یہ توحید کا ثمرہ ہے۔ اور یا تو قرآنِ کریم اہل شرک اور انھیں دنیا میں دی جانے والی سزاؤں اور آخرت میں ہونے والے عذاب کی خبر دیتا ہے، اور یہ توحید کے حکم سے خارج ہونے والے کا انجام ہے۔ الغرض! قرآنِ کریم مکمل طور پر توحید، اس کے حقوق، اس کے ثمرات اور شرک اور اہل شرک اور ان کے انجام کے بیان پر مشتمل ہے۔ [1]

چوتھا مطلب......توحید کے فوائد اور ثمرات:

توحید کے بڑے عظیم فضائل، لائق تعریف ثمرات اور بہترین نتائج ہیں، ان میں سے چند درج ذیل ہیں:

۱۔ دنیا و آخرت کی بھلائی توحید کے فضائل وثمرات میں سے ہے۔

۲۔ توحید دنیا و آخرت کی مصیبتوں اور بلاؤں سے نجات کا سب سے عظیم سبب ہے، اللہ تعالیٰ توحید کے ذریعہ سے دنیا و آخرت کی مصیبتیں ٹالتا ہے اور نعمتیں اور بھلائیاں کھولتا ہے۔

---

[1] دیکھئے: مدارج السالکین لابن قیم: ۳/ ۴۵۰۔ وفتح المجید، ص: ۱۷، ۱۸۔ والقول السدید، ص: ۱۶۔ ومعارج القبول: ۱/ ۹۸.

Marfat.com

۳۔ توحید خالص سے دنیا و آخرت میں مکمل امن و سلامتی پیدا ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:

﴿ اَلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَلَمۡ یَلۡبِسُوۡۤا اِیۡمَانَہُمۡ بِظُلۡمٍ اُولٰٓئِکَ لَہُمُ الۡاَمۡنُ وَہُمۡ مُّہۡتَدُوۡنَ ﴿۸۲﴾ ﴾ [الانعام: ۸۲]

''جو لوگ ایمان لائے اور اپنے ایمان کو شرک کے ساتھ مخلوط نہیں کیا ایسے ہی لوگوں کے لیے امن ہے اور وہی راہِ راست پر گامزن ہیں۔''

۴۔ صاحب توحید (موحد یا توحید پرست) مکمل ہدایت اور ہر اجر و غنیمت کی توفیق سے بہرہ ور ہوتا ہے۔

۵۔ اللہ تعالیٰ توحید کے ذریعہ سے گناہوں کی مغفرت فرماتا اور خطاؤں کو مٹاتا ہے، چنانچہ حدیث قدسی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ

((یَا ابْنَ آدَمَ! إِنَّكَ لَوْ أَتَيْتَنِي بِقُرَابِ الْأَرْضِ خَطَايَا ثُمَّ لَقِيتَنِي لَا تُشْرِكُ بِي شَيْئًا لَأَتَيْتُكَ بِقُرَابِهَا مَغْفِرَةً.)) [1]

''اے آدم کے بیٹے! اگر تو میرے پاس زمین بھر گناہ لے کر آئے اور پھر تو مجھ سے اس حال میں ملے کہ تو نے میرے ساتھ کچھ بھی شریک نہ کیا ہو، تو میں تیرے پاس زمین (کی وسعتوں) بھر بخشش لے کر آؤں گا۔''

۶۔ توحید کی بدولت موحد کو اللہ تعالیٰ جنت میں داخل فرماتا ہے، چنانچہ حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ شَهِدَ اللّٰهَ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، وَأَنَّ عِيسَى عَبْدُاللّٰهِ وَرَسُولُهُ وَكَلِمَتُهُ

---

[1] ترمذي، كتاب الدعوات، باب فضل التوبة والاستغفار: ۵/ ۵۴۸، حديث: ۳۵۴۰۔ اس حدیث کو علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح الترمذی (۳/ ۱۷۶) اور سلسلة الاحاديث الصحيحة، (حدیث: ۱۲۷، ۱۲۸) میں صحیح قرار دیا ہے۔

Marfat.com

أَلْـقَاهَا إِلىٰ مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِنْهُ ، وَأَنَّ الْجَنَّةَ حَقٌّ ، وَأَنَّ النَّارَ حَقٌّ ، أَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ عَلىٰ مَا كَانَ مِنَ الْعَمَلِ .)) ❶

''جس نے اس بات کی گواہی دی کہ کوئی حقیقی معبود نہیں سوائے اللہ واحد کے، اس کا کوئی شریک نہیں اور یہ کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں اور یہ کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بندے، اس کے رسول اور اس کا کلمہ ہیں جسے اللہ نے حضرت مریم علیہا السلام کی طرف ڈالا تھا، اور اس کی طرف سے روح ہیں اور یہ کہ جنت حق ہے، اور یہ کہ جہنم حق ہے، تو اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرمائے گا، خواہ جیسا بھی عمل ہو۔''

اور حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ مَّاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ .)) ❷

''جو شخص اس حال میں مرا کہ اللہ کے ساتھ کچھ بھی شریک نہیں کیا تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔''

۷۔ توحید جب دل میں راسخ اور پیوست ہو جاتی ہے تو موحد کو جہنم میں داخل ہونے سے بالکلیہ روک دیتی ہے، چنانچہ حضرت عتبان رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((...... فَإِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى النَّارِ مَنْ قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ، يَبْتَغِي بِذٰلِكَ وَجْهَ اللّٰهِ .)) ❸

---

❶ **متفق عليه**: بخاري، كتاب الأنبياء، باب قوله تعالىٰ: ﴿يَٰٓأَهْلَ الْكِتَٰبِ لَا تَغْلُوا فِى دِينِكُمْ﴾، ٤/ ١٦٨، حديث: ٣٢٥٢۔ ومسلم، كتاب الايمان، باب الدليل على أن من مات على التوحيد دخل الجنة قطعًا: ١/ ٥٧، حديث: ٢٨.

❷ مسلم، كتاب الايمان، باب من مات لا يشرك بالله شيئًا دخل الجنة: ١/ ٩٤، حديث: ٩٣.

❸ بخاري، كتاب الصلاة، باب المساجد في البيوت: ١/ ١٢٦، ح: ٤٢٥۔ ومسلم، كتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب الرخصة في التخلف عن الجماعة بعذر: ١/ ٤٥٥، ٤٥٦، ح: ٣٣.

Marfat.com

''بے شک اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو آگ پر حرام قرار دیا ہے جو لا الٰہ الا اللہ کا اقرار کرتا ہو اور اس سے اللہ کی رضا چاہتا ہو۔''

۸۔ اگر بندے کے دل میں رائی کے ادنیٰ دانے کے برابر بھی ایمان ہو تو وہ اسے جہنم میں ہمیشہ ہمیش رہنے سے مانع ہوگا۔ ❶

۹۔ اللہ کی رضا اور ثواب کے حصول کا سب سے عظیم سبب توحید ہی ہے اور محمد رسول اللہ ﷺ کی شفاعت پانے والا سب سے خوش بخت شخص وہ ہے جس نے خلوصِ دل یا خلوصِ نیت سے ''لا الٰہ الا اللہ'' پڑھا ہو۔ ❷

۱۰۔ تمام ظاہری و باطنی اعمال و اقوال کی قبولیت، کمال اور ان پر اجر و ثواب کا مرتب ہونا توحید پر موقوف ہے، چنانچہ جس قدر اللہ کے لیے توحید اور خلوص وللّٰہیت قوی اور مضبوط تر ہوگا اسی قدر یہ اعمال و اقوال بھی مکمل اور تام ہوں گے۔

۱۱۔ توحید بندے پر نیکیوں کی انجام دہی اور برائیوں کے ترک کو سہل اور آسان بنا دیتی ہے اور اسے مصائب میں تسلی بخشتی ہے، چنانچہ موحد پر جو اللہ تعالیٰ کے لیے اپنی توحید میں مخلص ہو، نیکیوں کی انجام دہی آسان ہوتی ہے، کیونکہ اسے اپنے رب کی رضا اور ثواب کی اُمید ہوتی ہے، اسی طرح اس کے لیے ان معاصی اور گناہوں کو ترک کرنا آسان ہوتا ہے جنھیں انجام دینے کے لیے اس کا نفس آمادہ ہوتا ہے، کیونکہ اسے اللہ کی ناراضی اور سزا کا خوف ہوتا ہے۔

۱۲۔ توحید جب دل میں مکمل ہو جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ موحد کے لیے ایمان کو محبوب بنا دیتا ہے اور اسے اس کے دل میں مزین و آراستہ کر دیتا ہے، اور اس کے نزدیک کفر، فسق اور نافرمانی کو ناپسندیدہ اور مبغوض کر دیتا ہے، اور اسے ہدایت یافتہ لوگوں کے زمرہ میں

---

❶ دیکھیے: صحیح البخاري، کتاب التوحید، باب قول اللہ تعالیٰ: ﴿لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ﴾، حدیث: ۷٤۱۰۔ وصحیح مسلم، کتاب الایمان، باب معرفة طریق الرؤیة: ۱/ ۱۷۰، حدیث: ۱۸۳، ۱۹۳.

❷ بخاري، کتاب العلم، باب الحرص علی الحدیث: ۱/ ۳۸، حدیث: ۹۹.

Marfat.com

شامل فرما دیتا ہے۔

۱۳۔ توحید بندے کے لیے ناپسندیدہ چیزیں ہلکی اور سہل بناتی ہے اور اس پر آنے والی تکلیفوں اور مصیبتوں کو آسان کر دیتی ہے، چنانچہ بندہ اپنے دل میں توحید کے کمال و رسوخ کے اعتبار سے تکالیف و مصائب کو شرح صدر، اطمینانِ قلب اور اللہ کی کڑوی تقدیروں پر تسلیم و رضا کا ثبوت دیتے ہوئے قبول کرتا ہے۔ توحید انشراح صدر کے عظیم ترین اسباب میں سے ہے۔

۱۴۔ توحید بندے کو مخلوق کی غلامی، ان سے لو لگانے، ان سے ڈرنے اور اُمید وابستہ کرنے اور ان کی خاطر عمل کرنے کی قید و بند سے آزاد کرتی ہے۔

اور یہی حقیقی عزت اور عظیم شرف ہے، اور اسی سے بندہ اللہ کا عبادت گزار ہو جاتا ہے، اس کے علاوہ کسی سے اُمید کرتا ہے نہ اس کے علاوہ کسی سے خوف کھاتا ہے، اور اسی سے اس کی فلاح و کامیابی کی تکمیل ہوتی ہے۔

۱۵۔ توحید جب بندے کے دل میں مکمل ہو جاتی ہے اور مکمل اخلاص وللّٰہیت کے ساتھ دل میں راسخ ہو جاتی ہے تو بندے کا تھوڑا عمل بھی زیادہ ہو جاتا ہے، اور اس کے نیک اعمال واقوال بلا حساب گنا در گنا ہو جاتے ہیں۔

۱۶۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے موحدین کے لیے دنیا میں فتح و کامرانی، نصرت و تائید، عزت و شرف، ہدایت یابی، نیکیوں کی توفیق، اصلاح احوال اور اعمال و اقوال میں استقامت وراستی کی ضمانت لی ہے۔

۱۷۔ اللہ عزوجل مومنین و موحدین کا دنیا و آخرت کے شرور و فتن سے بچاؤ اور دفاع کرتا ہے اور ان پر پاکیزہ زندگی، اپنی ذات سے حصول اطمینان اور اپنی یاد سے محبت وانسیت کے حصول کا احسان فرماتا ہے۔

علامہ سعدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''ان باتوں کے شواہد (دلائل) کتاب و سنت میں

Marfat.com

بکثرت ہیں جو معروف ہیں۔'' واللہ اعلم [1]

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ رقم طراز ہیں:

''اور دلوں کو سرور اور لذت تامہ صرف اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کی پسندیدہ چیزوں کے ذریعہ سے اس سے قریب ہو کر ہی حاصل ہو سکتی ہے، اور اللہ کی محبت اللہ کے علاوہ ہر محبوب سے اعراض کر کے ہی مکمل ہو سکتی ہے، اور یہی کلمہ ''لا الہ الا اللہ'' کی حقیقت ہے۔'' [2]

❀❀❀❀

[1] القول السدید فی مقاصد التوحید، ص: ۲۵.

[2] مجموع الفتاویٰ: ۲۸/ ۳۲.

Marfat.com

دوسری بحث

شرک کی تاریکیاں

پہلا مطلب......شرک کا مفہوم:

''شرک'' اور ''شرکت'' دونوں کے معنی ایک ہی ہیں، اور کبھی دونوں مشترک اور متشارک ہوتے ہیں اور کبھی دونوں الفاظ ایک دوسرے کے شریک ہوتے ہیں، اور '' أشرك بِاللّٰهِ '' کا مفہوم ہے اللہ کے ساتھ کفر کیا، لہٰذا وہ مشرک یا مشرکی قرار پایا، اور دونوں الفاظ سے اسم ''شرک'' ہی آتا ہے، اور '' رغبنا في شرككم ''کا مفہوم ہے ہم نے تمہارے نسب میں شریک ہونے کی خواہش کی۔ ❶

اور '' أشرك بالله '' کا معنی ہے اللہ کی بادشاہت یا اس کی عبادت میں اس کا شریک بنایا، لہٰذا ''شرک'' کا معنی یہ ہے کہ آپ اللہ کا کوئی شریک ٹھہرائیں جب کہ اس نے آپ کو پیدا کیا ہے، شرک سب سے بڑا گناہ ہے، نیز شرک اعمال کو ضائع و برباد کرنے والا اور ثواب سے محروم کرنے والا ہے، چنانچہ جس کسی نے محبت یا تعظیم میں اللہ کے علاوہ کو اللہ کے برابر قرار دیا یا ملت ابراہیمی کے مخالف نقوش اور مبادی کی پیروی کی وہ مشرک ہے۔ ❷

شرک کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ شرکِ اکبر...... جو انسان کو ملت سے خارج کر دیتا ہے۔

۲۔ شرکِ اصغر...... جو انسان کو ملت سے خارج نہیں کرتا۔ ❸

علامہ سعدی رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ شرکِ اکبر کی ایسی تعریف جو اپنے تمام اقسام وافراد کو جامع ہو یہ ہے کہ بندہ عبادت کا کوئی حصہ یا عبادت کی کوئی قسم غیر اللہ کے لیے انجام

❶ دیکھئے: القاموس المحيط، باب الكاف، فصل الشين، ص: ۱۲۴۰.

❷ الأجوبة المفيدة لمهمات العقيدة لعبد الرحمٰن الدوسري، ص: ۴۱.

❸ دیکھئے: قضية التكفير للمؤلف (زیر نظر کتاب کے مولف)، ص: ۱۱۹۔

Marfat.com

دے۔ چنانچہ ہر عقیدہ یا قول یا عمل جس کے بارے میں یہ ثابت ہو کہ شارع نے اس کے کرنے کا حکم دیا ہے، اسے اللہ وحدہ لاشریک کے لیے انجام دینا توحید، ایمان اور اخلاص ہے۔ اور اسے غیر اللہ کے لیے پھیر دینا کفر و شرک ہے۔

یہ شرک اکبر کا ایسا ضابطہ ہے جس سے کوئی چیز خارج نہیں ہو سکتی، رہی شرکِ اصغر کی تعریف تو شرکِ اصغر ہر اس وسیلہ اور ذریعہ کو کہتے ہیں جس سے شرکِ اکبر تک پہنچا جائے، جیسے وہ ارادے، اقوال اور افعال جو عبادت کے مرتبہ تک نہ پہنچیں۔ ❶

دوسرا مطلب:......ابطال شرک کے روشن دلائل:

شرک کے ابطال اور مشرکین کی مذمت میں واضح اور قطعی دلائل بے شمار ہیں، ان میں سے چند دلائل درج ذیل ہیں:

۱۔ ہر وہ شخص جس نے کسی نبی، یا ولی، یا فرشتہ، یا جن کو پکارا، یا اس کے لیے کسی بھی قسم کی کوئی عبادت کی تو اس نے اللہ کو چھوڑ کر اسے معبود بنا لیا ❷ اور یہی وہ شرکِ اکبر ہے جس کے سلسلہ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَن يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَن يَشَاءُ ۚ وَمَن يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدِ افْتَرَىٰ إِثْمًا عَظِيمًا ﴿٤٨﴾﴾ [النساء: ٤٨]

"یقیناً اللہ تعالیٰ اس چیز کو نہیں معاف کرتا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے، اور اس کے علاوہ گناہ جس کے لیے چاہے بخش دیتا ہے، اور جس نے اللہ کے ساتھ شرک کیا اس نے بہت بڑا گناہ اور بہتان باندھا۔"

۲۔ ان قطعی دلائل و براہین میں سے جن کی وضاحت ایسے شخص کے لیے مناسب ہے جس نے اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرے معبود بنا لیے اللہ عزوجل کا درج ذیل فرمان بھی ہے:

﴿أَمِ اتَّخَذُوا آلِهَةً مِّنَ الْأَرْضِ هُمْ يُنشِرُونَ ﴿٢١﴾ لَوْ كَانَ فِيهِمَا

---

❶ دیکھیے: القول السدید في مقاصد التوحید لعبد الرحمن السعدي، ص: ٣١، ٣٢، ٥٤.

❷ دیکھیے: فتح المجید شرح کتاب التوحید، ص: ٢٤٢.

Marfat.com

اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا ۚ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۲۲﴾
لَا يُسْـَٔلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَ هُمْ يُسْـَٔلُوْنَ ﴿۲۳﴾ [الانبیاء: ۲۱۔ ۲۳]

''کیا ان لوگوں نے زمین سے جنھیں معبود بنا رکھا ہے وہ زندہ کرتے ہیں، اگر آسمان وزمین میں اللہ کے سوا اور بھی معبود ہوتے تو یہ دونوں درہم برہم ہوجاتے، پس اللہ تعالیٰ عرش کا رب ہر اس وصف سے پاک ہے جو یہ مشرکین بیان کرتے ہیں، وہ اپنے کاموں کے لیے جواب دہ نہیں ہے اور وہ سب (اللہ کے آگے) جواب دہ ہیں۔''

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس شخص پر نکیر فرمائی ہے جس نے اللہ کے علاوہ زمین سے دیگر معبود بنا لیے، خواہ وہ پتھر ہوں یا لکڑی یا ان کے علاوہ دیگر بت ہوں جن کی اللہ کے علاوہ عبادت کی جاتی ہے، تو کیا یہ لوگ مردوں کو زندہ کرسکتے ہیں اور انھیں اُٹھا سکتے ہیں؟

جواب یہ ہے کہ نہیں ہرگز نہیں، انھیں اس بات کی کوئی قدرت نہیں، اور اگر آسمانوں اور زمین میں اللہ کے علاوہ دیگر معبود عبادت کے حق دار ہوتے تو یقیناً زمین وآسمان فنا ہوجاتے، اور زمین وآسمان کی مخلوقات بھی تباہ وبرباد ہوجاتیں، کیونکہ ایک سے زیادہ معبودان کا ہونا، آپس میں ایک دوسرے کو منع کرنے، آپس میں جھگڑنے اور باہم اختلاف کرنے کا متقاضی ہے، اور اسی وجہ سے ہلاکت وتباہی پیدا ہوگی۔

چنانچہ اگر دو معبودوں کا وجود فرض کرلیا جائے اور ان دونوں میں سے کوئی ایک چیز کو پیدا کرنا چاہے اور دوسرا نہ چاہے، یا ایک کوئی چیز دینا چاہے جبکہ دوسرا نہ چاہے، یا دونوں میں سے ایک کسی جسم کو ہلانا چاہے اور دوسرا روکنا چاہے تو ایسی صورت میں دنیا کا نظام درہم برہم ہوجائے گا اور زندگی برباد ہوجائے گی، کیونکہ:

☆ دونوں معبودوں کی چاہت کا بیک وقت پایا جانا محال ہے، اور یہ انتہائی باطل شے ہے، کیونکہ اگر دونوں کی چاہتیں بیک وقت پائی جائیں تو اس سے دو متضاد چیزوں کا اکٹھا ہونا لازم آئے گا، نیز یہ لازم آئے گا کہ ایک ہی چیز بیک وقت زندہ بھی ہو مردہ بھی ہو،

Marfat.com

متحرک بھی ہو اور ساکن بھی ہو۔

☆ اگر دونوں میں سے کسی ایک کی بھی چاہت حاصل نہ ہو تو اس سے ہر دو معبودوں کا عاجز و درماندہ ہونا لازم آئے گا، اور درماندگی ربوبیت کے منافی ہے۔

☆ اور اگر دونوں میں سے کسی ایک کی چاہت پائی جائے اور وہی نافذ ہو، دوسرے کی نہیں تو جس کی چاہت پائی جائے گی وہی قدرت والا معبود مانا جائے گا اور دوسرا عاجز، کمزور اور بے بس قرار پائے گا۔

☆ اور تمام معاملات میں دونوں کا ایک ہی چاہت پر متفق ہونا ناممکن ہے، اور اس وقت متعین ہوجاتا ہے کہ طاقتور اور اپنے معاملے پر غالب وہی ذات ہے، تنہا جس کی چاہت پائی جارہی ہے، جسے نہ کوئی روک ٹوک کرنے والا ہے، نہ آڑے آنے والا، نہ جھگڑنے والا، نہ مخالف اور نہ ہی کوئی شریک ہے، اور وہ اللہ عزوجل ہے جو پیدا کرنے والا تنہا معبود ہے جس کے سوا نہ کوئی معبودِ برحق ہے اور نہ کوئی ربّ اور پالنہار، اور اسی وجہ سے اللہ عزوجل نے دلیل تمانع کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ وَّلَدٍ وَّ مَا كَانَ مَعَهٗ مِنْ اِلٰهٍ اِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ اِلٰهٍۭ بِمَا خَلَقَ وَ لَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۹۱﴾ عٰلِمِ الْغَيْبِ وَ الشَّهَادَةِ فَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۹۲﴾﴾

[المومنون: ۹۱، ۹۲]

"اللہ تعالیٰ نے کوئی بیٹا نہیں بنایا ہے، اور نہ اس کے ساتھ کوئی اور معبود ہے، ورنہ ہر معبود اپنی مخلوق کو لیے لیے پھرتا، اور ہر ایک دوسرے پر چڑھ دوڑتا، اللہ کی ذات پاک اور بے نیاز ہے، ان تمام اوصاف سے جن سے یہ متصف کرتے ہیں، وہ غیب و حاضر کا جاننے والا ہے اور جو شرک یہ کرتے ہیں، اس سے بلند و بالا ہے۔"

عالم علوی و سفلی کا استحکام اور از وقت خلقت اس کا نظم و نسق اور بعض کا بعض سے ربط انتہائی گہرا اور مکمل ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

Marfat.com

﴿مَا تَرٰى فِىْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ﴾ [الملك: ٣]

''آپ اللہ رحمٰن کی تخلیق میں کوئی بے سلیقگی اور کجی نہ دیکھیں گے۔''

اور ہر چیز مسخر اور مخلوقات کی مصلحتوں کے لیے حکمت کے ساتھ پابند کی ہوئی ہے، جو اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ دنیا کا مدبر ایک ہے، اس کا ربّ ایک ہے، اس کا معبود ایک ہے، جس کے سوا نہ تو کوئی معبود ہے اور نہ کوئی خالق۔ ❶

۳۔ تمام عقلاء کے نزدیک یہ بات معلوم ہے کہ اللہ کے علاوہ جن معبودان کی بھی عبادت کی جاتی ہے وہ تمام وجوہ سے کمزور، عاجز اور بے بس ہیں، نیز یہ معبودان اپنے لیے یا اپنے علاوہ کسی اور کے لیے کسی بھی نفع یا نقصان، زندگی یا موت، دینے یا نہ دینے، بلند یا پست کرنے، عزت یا ذلت دینے کے مالک نہیں ہیں، اور نہ ان صفات میں سے کسی صفت سے متصف ہیں، جن سے معبودِ حقیقی (اللہ سبحانہ وتعالیٰ) متصف ہے، تو جس کی یہ حالت ہو اس کی عبادت کیسے ہوسکتی ہے؟ اور جس کے یہ اوصاف ہوں اس سے کیسے اُمید لگائی جاسکتی ہے یا ڈرا جاسکتا ہے؟ اور ایسے معبود سے کیسے سوال کیا جاسکتا ہے جو نہ سن سکتا ہے، نہ دیکھ سکتا ہے اور نہ ہی اسے کسی چیز کا علم ہے؟ ❷

اللہ عزوجل کے علاوہ جن کی بھی عبادت کی جاتی ہے، ان کی عاجزی و درماندگی کو اللہ تعالیٰ نے بڑی اچھی طرح بیان فرمایا ہے، ارشادِ باری ہے:

﴿قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا﴾

---

❶ دیکھئے: درء تعارض العقل والنقل لابن تيمية: ٩/ ٣٥٢، ٣٥٤، ٣٣٧۔ ٣٨٢، ١/ ٣٥، ٣٧۔ وتفسير البغوى: ٣/ ٢٤١، ٣١٦۔ وابن كثير: ٣/ ٢٥٥، ١٧٦۔ وفتح القدير للشوكانى: ٣/ ٤٠٢، ٤٩٦۔ وتفسير عبدالرحمن السعدي: ٥/ ٢٢٠، ٣٧٤۔ وأيسر التفاسير لأبي بكر جابر الجزائرى: ٣/ ٩٩۔ ومناهج الجدل في القرآن الكريم للدكتور زاهر بن عواض الألمعي، ص: ١٥٨، ١٦١۔

❷ دیکھئے: تفسير ابن كثير: ٢/ ٨٣، ٢١٩، ٢٧٧، ٤١٧، ٣/ ٤٧، ٢١١، ٣١٠۔ وتفسير السعدي: ٢/ ٣٢٧، ٤٢٠، ٣/ ٢٩٠، ٤٥١، ٥/ ٢٧٩، ٤٥٧، ٦/ ١٥٣۔ وأضواء البيان للشنقيطي: ٢/ ٤٨٢، ٣/ ١٠١، ٣٢٢، ٥٩٨، ٥/ ٤٤، ٦/ ٢٦٨.

Marfat.com

وَاللّٰهُ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿٧٦﴾ [المائدة: ٧٦]

"آپ کہہ دیجیے کہ کیا تم اللہ کے علاوہ ان کی عبادت کرتے ہو جو نہ تمہارے کسی نقصان کے مالک ہیں نہ کسی نفع کے، اللہ تعالیٰ ہی خوب سننے والا علم رکھنے والا ہے۔"

نیز ارشاد فرمایا:

﴿اَيُشْرِكُوْنَ مَا لَا يَخْلُقُ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ﴿١٩١﴾ وَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ لَهُمْ نَصْرًا وَّلَآ اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ ﴿١٩٢﴾ وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْهُدٰى لَا يَتَّبِعُوْكُمْ ؕ سَوَآءٌ عَلَيْكُمْ اَدَعَوْتُمُوْهُمْ اَمْ اَنْتُمْ صَامِتُوْنَ ﴿١٩٣﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ فَادْعُوْهُمْ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿١٩٤﴾ اَلَهُمْ اَرْجُلٌ يَّمْشُوْنَ بِهَآ ۚ اَمْ لَهُمْ اَيْدٍ يَّبْطِشُوْنَ بِهَآ ۚ اَمْ لَهُمْ اَعْيُنٌ يُّبْصِرُوْنَ بِهَآ ۚ اَمْ لَهُمْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا ؕ قُلِ ادْعُوْا شُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ كِيْدُوْنِ فَلَا تُنْظِرُوْنِ ﴿١٩٥﴾ اِنَّ وَلِيِّ َۧ اللّٰهُ الَّذِيْ نَزَّلَ الْكِتٰبَ ۖ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ ﴿١٩٦﴾ وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَكُمْ وَلَآ اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ ﴿١٩٧﴾ وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْهُدٰى لَا يَسْمَعُوْا ؕ وَتَرٰىهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ﴿١٩٨﴾﴾ [الاعراف: ۱۹۱ تا ۱۹۸]

"کیا وہ ایسے کو شریک ٹھہراتے ہیں جو کسی چیز کو پیدا نہیں کر سکتے اور وہ خود ہی پیدا کیے گئے ہیں، اور ان کو کسی قسم کی مدد نہیں دے سکتے اور وہ خود کی بھی مدد نہیں کر سکتے، اور اگر تم ان کو ہدایت کی طرف بلاؤ تو تمہاری پیروی نہیں کریں گے، تمہارے لیے دونوں باتیں برابر ہیں، خواہ تم انھیں پکارو یا خاموش رہو، بے شک تم اللہ کو چھوڑ کر جن کی عبادت کرتے ہو وہ بھی تم ہی جیسے بندے ہیں، اگر تم سچے ہو تو انھیں پکارو اور پھر وہ تمہارا کہنا پورا کر دیں!!، کیا ان کے پاؤں ہیں جن سے

Marfat.com

وہ چلتے ہوں، یا ان کے ہاتھ ہیں جن سے وہ کسی چیز کو تھام سکیں، یا ان کی آنکھیں ہیں جن سے وہ دیکھتے ہوں، یا ان کے کان ہیں جن سے وہ سنتے ہوں، آپ کہہ دیجیے: تم اپنے سارے شرکاء کو بلالو، پھر میری ضرر رسانی کی تدبیر کرو، اور مجھے ذرا بھی مہلت نہ دو، یقیناً میرا مددگار (دوست) اللہ تعالیٰ ہے جس نے یہ کتاب نازل فرمائی اور وہ نیک بندوں کی مدد کرتا ہے، اور تم لوگ اللہ کو چھوڑ کر جن لوگوں کی عبادت کرتے ہو وہ تمہاری کچھ مدد نہیں کر سکتے اور نہ وہ خود اپنی ہی مدد کر سکتے ہیں، اور اگر تم ان کو کوئی بات بتلانے کے لیے بلاؤ تو وہ اس کو نہ سنیں گے اور ان کو آپ دیکھیں گے کہ وہ آپ کو دیکھ رہے ہیں، حالانکہ وہ کچھ بھی نہیں دیکھتے۔''

نیز ارشادِ باری ہے:

﴿ وَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اٰلِهَةً لَّا یَخْلُقُوْنَ شَیْـًٔا وَّ هُمْ یُخْلَقُوْنَ وَ لَا یَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَّ لَا نَفْعًا وَّ لَا یَمْلِكُوْنَ مَوْتًا وَّ لَا حَیٰوةً وَّ لَا نُشُوْرًا ۳ ﴾ [الفرقان: ۳]

''ان لوگوں نے اللہ کے سوا جنھیں اپنا معبود بنا رکھا ہے وہ کسی چیز کو پیدا نہیں کر سکتے بلکہ وہ خود پیدا کیے جاتے ہیں، یہ تو اپنی جان کے نقصان و نفع کا بھی اختیار نہیں رکھتے، اور نہ موت و حیات کے اور نہ دوبارہ جی اُٹھنے کے وہ مالک ہیں۔''

اور یہ معبودانِ باطلہ ان صفات کے ساتھ ساتھ نہ اپنے عابدوں سے تکلیف کے ہٹانے کے مالک ہیں اور نہ ہی اسے دوسرے کی طرف پھیرنے کے۔ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿ قُلِ ادْعُوا الَّذِیْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَا یَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَ لَا تَحْوِیْلًا ۵۶ ﴾ [الاسراء: ۵۶]

''کہہ دیجیے اللہ کے سوا جنھیں تم معبود سمجھ رہے ہو، انھیں پکارو، لیکن نہ تو وہ تم سے کسی تکلیف کو دُور کر سکتے ہیں اور نہ بدل سکتے ہیں۔''

Marfat.com

۴۔ یہ چیز یقینی طور پر معلوم ہے کہ مشرکین اللہ کو چھوڑ کر انبیاء یا صالحین یا فرشتوں یا مسلمان جنوں کی عبادت کرتے ہیں وہ ان سے بیزار ہو کر خود عمل صالح اور اپنے رب سے قریب ہونے میں منافست کے ذریعہ اللہ کی طرف محتاجی کا اہتمام کرتے ہیں، اس کی رحمت کی اُمید رکھتے ہیں اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں تو جس کی یہ حالت ہو اس کی عبادت کیسے کی جا سکتی ہے؟ ❶

ارشادِ باری ہے:

﴿أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلَىٰ رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ وَيَرْجُونَ رَحْمَتَهُ وَيَخَافُونَ عَذَابَهُ ۚ إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُورًا ﴿٥٧﴾﴾

[الاسراء: ٥٧]

’’جنھیں یہ لوگ پکارتے ہیں وہ خود اپنے رب کے تقرب کی جستجو میں رہتے ہیں کہ ان میں سے کون زیادہ نزدیک ہو جائے، وہ خود اس کی رحمت کی اُمید رکھتے اور اس کے عذاب سے خوف زدہ رہتے ہیں، بے شک تیرے رب کے عذاب سے ڈرنا ہی چاہیے۔‘‘

۵۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے انتہائی وضاحت کے ساتھ بیان فرما دیا ہے کہ اللہ کے علاوہ جن کی عبادت کی جاتی ہے ان میں تمام پہلو سے دعا کی عدم قبولیت اور عاجزی کے تمام اسباب موجود ہیں، کیونکہ یہ لوگ آسمانوں اور زمین میں ایک ذرہ کی مقدار کے بھی مالک نہیں، نا مستقل طور پر اور نہ ہی اشتراک کے طور پر، اور نہ ہی ان معبودانِ باطلہ میں سے اللہ کا کوئی اس کی بادشاہت اور تدبیر میں معاون اور مددگار ہے، اور نہ ہی سفارش اس کے پاس کچھ نفع دے سکتی ہے سوائے اس کے جس کے لیے اللہ کی اجازت ہو۔ ❷

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

---

❶ دیکھیے: تفسير ابن كثير: ٣/ ٤٨۔ وتفسير السعدي: ٤/ ٢٩١.

❷ دیکھیے: تفسير ابن كثير: ٣/ ٣٧۔ وتفسير السعدي: ٦/ ٢٧٤.

Marfat.com

﴿قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۚ لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَ لَا فِي الْاَرْضِ وَ مَا لَهُمْ فِيْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّ مَا لَهٗ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِيْرٍ ﴿۲۲﴾ وَ لَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ ؕ﴾

[سبا: ۲۲، ۲۳]

''کہہ دیجیے کہ اللہ کے سوا جن کا تمہیں گمان ہے ان سب کو پکار لو، نہ ان میں سے کسی کو آسمانوں اور زمین میں سے ایک ذرہ کا اختیار ہے، نہ ان کا ان میں کوئی حصہ ہے، نہ اُن میں سے کوئی اللہ کا مددگار ہے، سفارش بھی اس کے پاس کچھ نفع نہیں دے سکتی، سوائے ان کے جن کے لیے اجازت ہو جائے۔''

نیز ارشاد ہے:

﴿ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ؕ وَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ ﴿۱۳﴾ اِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا يَسْمَعُوْا دُعَآءَكُمْ ۚ وَ لَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ ؕ وَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ ؕ وَ لَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيْرٍ ﴿۱۴﴾﴾ [فاطر: ۱۳، ۱۴]

''یہی اللہ تمہارا رب ہے، اسی کی بادشاہت ہے، اور اس کے سوا جنھیں تم پکار رہے ہو وہ تو کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے بھی مالک نہیں، اگر تم انھیں پکارو تو وہ تمہاری پکار سنتے ہی نہیں اور اگر (بالفرض) سن بھی لیں تو فریاد رسی نہیں کریں گے، بلکہ قیامت کے دن تمہارے اس شرک کا صاف انکار کر جائیں گے، اور آپ کو کوئی بھی اللہ تعالیٰ جیسا خبردار خبر نہ دے گا۔''

۶۔ ارشادِ باری ہے:

﴿وَ لَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ؕ قُلْ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَنِيَ اللّٰهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كٰشِفٰتُ ضُرِّهٖۤ اَوْ اَرَادَنِيْ بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكٰتُ رَحْمَتِهٖ ؕ قُلْ حَسْبِيَ

Marfat.com

اللّٰهُ ۖ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُونَ ﴿٣٨﴾ [الزمر: ٣٨]

"آپ ان سے کہہ دیجیے کہ اچھا یہ تو بتاؤ جنھیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو اگر اللہ تعالیٰ مجھے نقصان پہنچانا چاہے تو کیا یہ اس کے نقصان کو ہٹا سکتے ہیں؟ یا اللہ تعالیٰ مجھ پر مہربانی کا ارادہ کرے تو کیا یہ اس کی مہربانی کو روک سکتے ہیں؟ آپ کہہ دیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے کافی ہے، بھروسا کرنے والے اسی پر بھروسا کرتے ہیں۔"

۷۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:

﴿ وَلَا تَدْعُ مِنْ دُونِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ ۖ فَإِنْ فَعَلْتَ فَإِنَّكَ إِذًا مِّنَ الظّٰلِمِينَ ﴿١٠٦﴾ وَإِنْ يَمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ ۖ وَإِنْ يُرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَادَّ لِفَضْلِهِ ۚ يُصِيبُ بِهِ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ ۚ وَهُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ﴿١٠٧﴾ ﴾ [يونس: ١٠٦، ١٠٧]

"اور اللہ کو چھوڑ کر ایسی چیز کی عبادت نہ کرنا جو تجھے نہ کوئی نفع پہنچا سکے اور نہ کوئی ضرر پہنچا سکے، پھر اگر ایسا کیا تو ایسی صورت میں تم ظالموں میں سے ہو جاؤ گے، اور اگر اللہ تم کو کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کے سوا اور کوئی اُسے دُور کرنے والا نہیں، اور اگر وہ تم کو کوئی خیر پہنچانا چاہے تو اس کے فضل کا کوئی ہٹانے والا نہیں، وہ اپنا فضل اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے نچھاور کر دے اور وہ بڑی مغفرت بڑی رحمت والا ہے۔"

اور یہ ہر مخلوق کا وصف ہے کہ نہ تو وہ نفع پہنچا سکتا ہے نہ نقصان، درحقیقت نفع ونقصان پہنچانے والا اللہ تعالیٰ ہے، اور جس شخص نے ایسے کو پکارا جو نہ تکلیف پہنچا سکتا ہے نہ نفع دے سکتا ہے، تو اس نے شرکِ اکبر کا ارتکاب کر کے اپنے آپ پر ظلم کیا، اور جب نبی کریم ﷺ غیر اللہ کو پکار کر مشرکین اور ظالموں میں سے ہو سکتے ہیں تو آپ کے علاوہ کی کیا حیثیت ہے؟ [1]

---

[1] دیکھیے: تيسير الكريم الرحمٰن في تفسير كلام المنان للسعدي، ص: ٣٣١.

Marfat.com

چنانچہ جو نفع ونقصان کا ملک ہے صرف وہی تنہا عبادت کا حق دار ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ ؕ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿١٧﴾ ﴾ [الانعام: ١٧]

''اور اگر اللہ تم کو کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کے سوا اور کوئی اسے دور کرنے والا نہیں ہے، اور اگر اللہ تمھیں کوئی نفع پہنچائے تو وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔''

۸۔ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿ وَ مَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗۤ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَ هُمْ عَنْ دُعَآىِٕهِمْ غٰفِلُوْنَ ﴿٥﴾ وَ اِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءً وَّ كَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ ﴿٦﴾ ﴾ [الاحقاف: ٥،٦]

''اور اس سے بڑھ کر گمراہ اور کون ہوگا جو اللہ کے سوا ایسوں کو پکارتا ہے جو قیامت تک اس کی دعا قبول نہ کر سکیں، بلکہ ان کی پکار سے محض غافل اور بے خبر ہوں، اور جب لوگوں کو جمع کیا جائے گا تو یہ ان کے دشمن ہو جائیں گے اور ان کی عبادت سے صاف انکار کر جائیں گے۔''

کیا ان لوگوں سے زیادہ گمراہ اور کوئی ہے جو ایسے لوگوں کو پکارتے ہیں جو دنیا میں اپنی اقامت کی مدت تک ان کی پکار کا جواب نہیں دے سکتے، وہ ان سے ذرہ کے برابر بھی فائدہ نہیں اُٹھا سکتے؛ وہ نہ تو ان کی پکار کو سن سکتے ہیں اور نہ ان کی پکار کا جواب دے سکتے ہیں، یہ تو ان کی دنیوی حالت ہے، ورنہ آخرت میں تو وہ ان کے شرک کا صریح انکار کر دیں گے اور ان کے دشمن ہو جائیں گے، ان کا بعض بعض کو لعنت کرے گا اور ایک دوسرے سے براءت کا اظہار کرے گا۔ [1]

---

[1] دیکھئے: تیسیر الكريم الرحمٰن في تفسير كلام المنان، ص: ٧٢٤.

Marfat.com

۹۔ معقول حقائق کو محسوس شکل میں ظاہر کرنے کے لیے مثالوں کا بیان کرنا واضح اور قوی ترین اسالیب میں سے ہے، اور یہ انتہائی عظیم شے ہے جس سے بت پرستوں کی ان کے عقیدہ اور عبادت و تعظیم میں ان کے خالق و مخلوق کو مساوی قرار دینے کے ابطال کے لیے ان کی تردید کی جاسکتی ہے، چوں کہ اس قسم کی مثالیں قرآنِ کریم میں بکثرت موجود ہیں، اس لیے میں مندرجہ ذیل صرف تین مثالوں پر اکتفا کروں گا، جن سے مقصود واضح ہو جائے گا۔

الف: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَٱسْتَمِعُوا۟ لَهُۥٓ ۚ إِنَّ ٱلَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِ ٱللَّهِ لَن يَخْلُقُوا۟ ذُبَابًا وَلَوِ ٱجْتَمَعُوا۟ لَهُۥ ۖ وَإِن يَسْلُبْهُمُ ٱلذُّبَابُ شَيْـًٔا لَّا يَسْتَنقِذُوهُ مِنْهُ ۚ ضَعُفَ ٱلطَّالِبُ وَٱلْمَطْلُوبُ ﴿٧٣﴾ مَا قَدَرُوا۟ ٱللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِۦٓ ۗ إِنَّ ٱللَّهَ لَقَوِىٌّ عَزِيزٌ ﴿٧٤﴾ ﴾ [الحج: ٧٣،٧٤]

"اے لوگو! ایک مثال بیان کی جارہی ہے ذرا کان لگا کر سنو! اللہ کے سوا جن جن کو تم پکارتے رہے ہو وہ ایک مکھی بھی تو پیدا نہیں کر سکتے گو سارے کے سارے ہی جمع ہو جائیں، بلکہ مکھی اگر ان سے کوئی چیز لے بھاگے تو یہ تو اسے اس سے چھین بھی نہیں سکتے، بڑا کمزور ہے طلب کرنے والا اور بڑا بودا ہے وہ جس سے طلب کیا جارہا ہے، ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی کما حقہ قدر نہ کی، بے شک اللہ تعالیٰ قوی اور غالب ہے۔"

ہر بندے کے لیے ضروری ہے کہ اس مثال کو سنے اور کما حقہ اس میں غور و تدبر کرے، کیونکہ یہ مثال اس کے دل سے شر و فساد کے جراثیم کو کاٹ کر رکھ دے گی، جب وہ معبودانِ باطلہ جن کی اللہ کے سوا عبادت کی جاتی ہے، انھیں ایک مکھی پیدا کرنے کی بھی قدرت نہیں ہے، اگرچہ سارے کے سارے اس کے پیدا کرنے کے لیے جمع ہو جائیں، تو اس سے بڑی چیز کے بارے میں کیا کہا جاسکتا ہے، بلکہ اگر مکھی ان سے کوئی چیز لے بھاگے، مثلاً: خوشبو وغیرہ

Marfat.com

تو اس سے بدلہ لینے کی بھی انھیں قدرت نہیں ہے کہ وہ اسے اس سے چھین لیں، یعنی نہ تو انھیں ایک مکھی پیدا کرنے کی قدرت ہے جو کہ سب سے کمزور مخلوق ہے، اور نہ ہی اس سے بدلہ لینے اور چھینی ہوئی چیز کے واپس لینے کی طاقت ہے، الغرض! ان معبودانِ باطلہ سے عاجز درماندہ اور کمزور کوئی چیز نہیں ہے تو کیسے ایک عقل مند شخص اللہ کو چھوڑ کر ان کی عبادت کو اچھا سمجھتا ہے؟

یہ مثال شرک کے بطلان اور مشرکین کی تجہیل میں اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ بلیغ ترین مثالوں میں سے ہے۔ [1]

ب: شرک کے بطلان، مشرکین کے خسارہ اور انھیں اپنے مقصود کے برعکس حاصل ہونے کے سلسلہ کی ایک بہترین اور واضح الدلالت مثال اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

﴿ مَثَلُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوْتِ اِتَّخَذَتْ بَيْتًا وَ اِنَّ اَوْهَنَ الْبُيُوْتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوْتِ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿٤١﴾ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ وَ هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿٤٢﴾ وَ تِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ وَ مَا يَعْقِلُهَآ اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ ﴿٤٣﴾ ﴾ [العنكبوت: ٤١-٤٣]

”جن لوگوں نے اللہ کے سوا اور کارساز مقرر کر رکھے ہیں، ان کی مثال مکڑی کی سی ہے کہ وہ بھی ایک گھر بنالیتی ہے، حالانکہ تمام گھروں سے کمزور اور بودا گھر مکڑی کا گھر ہی ہے، کاش! وہ جانتے، اللہ تعالیٰ ان تمام چیزوں کو جانتا ہے جنھیں وہ اس کے سوا پکار رہے ہیں اور وہ غالب حکمت والا ہے، ہم ان مثالوں کو لوگوں کے لیے بیان فرما رہے ہیں، انھیں صرف علم والے ہی سمجھتے ہیں۔“

---

[1] دیکھیے: أمثال القرآن لابن القیم، ص: ٤٧۔ والتفسیر القیم لابن القیم، ص: ٣٦٨۔ وتفسیر البغوي: ٣/ ٢٩٨۔ وتفسیر ابن کثیر: ٣/ ٢٣٦۔ وفتح القدیر للشوکانی: ٣/ ٤٧٠۔ وتفسیر السعدی: ٥/ ٣٢٦.

Marfat.com

یہ مثال ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اس شخص کے لیے بیان فرمایا ہے جو اللہ کے ساتھ غیر اللہ کی عبادت کرتا ہے اور اس کے ذریعہ عزت، قوت اور نفع کا خواہاں ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے وضاحت فرمائی کہ یہ لوگ ضعیف اور کمزور ہیں، اور جن لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر انھیں کارساز بنالیا ہے وہ ان سے بھی کمزور ہیں اور ان کی مثال اپنی کمزوری اور کارساز بنانے سے جو ان کا مقصد ہے اس میں اس مکڑی کی سی ہے جو سب سے کمزور جانور ہے، جو ایک گھر بنالیتی ہے جو سب سے کمزور گھر ہوتا ہے، چنانچہ اس کے گھر بنالینے سے اس کی کمزوری میں اضافہ ہی ہوتا ہے، اسی طرح جس نے اللہ کو چھوڑ کر دوسروں کو کارساز بنالیا وہ ضعیف اور کمزور ہیں اور انھیں کارساز بنانے سے ان کی کمزوری اور بے بسی میں اضافہ ہی ہوگا۔ [1]

ج: ان بلیغ ترین مثالوں میں جن سے اس بات کی وضاحت ہوتی ہے کہ مشرک کی چادر تارتار ہوتی ہے اور وہ اپنے معاملے میں حیران وششدر رہتا ہے، اللہ تعالیٰ کا درج ذیل فرمان ہے:

﴿ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلًا فِيْهِ شُرَكَآءُ مُتَشٰكِسُوْنَ وَ رَجُلًا سَلَمًا لِّرَجُلٍ ؕ هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا ؕ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝۲۹ ﴾

[الزمر : ۲۹]

”اللہ تعالیٰ مثال بیان فرمارہا ہے کہ ایک وہ شخص جس میں باہم ضد رکھنے والے شریک ہیں اور دوسرا وہ شخص جو صرف ایک ہی کا (غلام) ہے، کیا یہ دونوں صفت میں یکساں ہیں، اللہ تعالیٰ ہی کے لیے سب تعریف ہے لیکن ان میں سے اکثر لوگ نہیں جانتے۔“

یہ ایک مثال ہے جسے اللہ تعالیٰ نے مشرک اور موحد کے لیے بیان فرمایا ہے، چنانچہ مشرک چونکہ مختلف معبودوں کی پرستش کرتا ہے، اس لیے اس کی تشبیہ اس غلام سے دی گئی ہے

---

[1] دیکھیے: تفسیر البغوی: ۳/ ۳۶۸۔ وأمثال القرآن لابن القیم، ص: ۲۱۔ وفتح القدیر للشوکانی: ۴/ ۲۰۴.

Marfat.com

جو آپس میں جھگڑنے اور اختلاف کرنے والی ایک جماعت کی ملکیت میں ہو، جو بد اخلاق اور اس سے خدمت لینے کے اس قدر حریص ہوں کہ ان تمام لوگوں کو راضی کرنا اس کے لیے ممکن نہ ہو، اور اس طور پر وہ ایک طرح کے عذاب اور مصیبت میں ہو۔

اور موحد چونکہ صرف اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کرتا ہے، اس لیے اس کی مثال اس غلام کی سی ہے جو صرف ایک آقا کی ملکیت میں ہو، وہ صرف اسی کا ہو، اسے اس کے مقاصد کا علم ہو اور وہ اسے راضی کرنے کا گر سمجھتا ہو تو ایسا غلام شریکوں کے باہمی کشاکش اور اختلاف سے امن و سکون میں ہوتا ہے، بلکہ وہ خالص اپنے آقا کا ہوتا ہے جس میں کسی کا کوئی تنازعہ نہیں، ساتھ ہی اس کا مالک اس کے ساتھ رحم و کرم، شفقت اور حسن اخلاق سے پیش آتا ہے اور اس کی مصلحتوں کا خیال رکھتا ہے تو کیا یہ دونوں غلام برابر ہو سکتے ہیں؟ جواب یہ ہے کہ نہیں، ہرگز نہیں، دونوں کبھی برابر نہیں ہو سکتے!! [1]

۱۰۔ تنہا عبادت کا مستحق صرف وہی ہو سکتا ہے جو ہر چیز پر قدرت اور ہر چیز کا احاطہ کیے ہو، مکمل سلطنت و غلبہ اور ہر چیز کی نگہبانی کا مالک ہو، ہر چیز کا جسے علم ہو اور دنیا و آخرت اور نفع و ضرر کا جو مالک ہو، دینا اور نہ دینا جس کے ہاتھ میں ہو، جس کی یہ شان ہو وہ اس لائق ہے کہ یاد رکھا جائے تو بھلایا نہ جائے، شکر کیا جائے تو ناشکری نہ کی جائے، اطاعت کی جائے تو نافرمانی نہ کی جائے، اور اس کے ساتھ کسی غیر کو شریک نہ کیا جائے۔ [2]

اور کمال مطلق کے اوصاف صرف اور صرف اللہ عزوجل کے لیے ہیں جن کا کوئی احاطہ نہیں کرسکتا، لیکن ان میں سے چند اوصاف کمال درج ذیل ہیں:

---

[1] دیکھئے: تفسیر البغوی: ٤/ ٧٨۔ وابن کثیر: ٤/ ٥٢۔ والتفسیر القیم لابن القیم، ص: ٤٢٣۔ وفتح القدیر للشوکاني: ٤/ ٤٦٢۔ وتفسیر السعدي: ٦/ ٤٦٨۔ وتفسیر الجزائری: ٤/ ٤٣.

[2] دیکھئے: تفسیر البغوي: ١/ ٢٣٧، ٣/ ٧١، ٢/ ٨٨، ٣٧٢۔ وابن کثیر: ١/ ٣٠٩، ٢/ ٥٧٢، ٣/ ٤٢، ٢/ ١٢٧، ٤٣٥، ١/ ٣٤٤، ٢/ ١٣٨۔ وتفسیر السعدي: ١/ ٣١٣، ٧/ ٦٨٦، ٢/ ٣٨١، ٣/ ٣٩٧، ٤/ ٢٠٤، ٦/ ٣٦٤، ١/ ٣٥٦، ٢/ ٣٧٢۔ وأضواء البیان: ٢/ ١٨٧، ٣/ ٢٧١.

Marfat.com

ا۔ الوہیت میں منفرد:

عبادت کی مستحق تنہا اللہ وحدہ لاشریک کی ذات ہے، جو زندہ ہے جسے کبھی موت نہیں آئے گی، جو قیوم ہے، بذاتِ خود قائم ہے اور تمام مخلوقات سے بے نیاز ہے اور مخلوق ہر ہر چیز میں اس کی محتاج ہے اللہ تعالیٰ کی کمال زندگی اور کمال قیومیت کی ایک دلیل یہ ہے کہ اسے اُونگھ آتی ہے نہ نیند اور آسمانوں اور زمین کی تمام مخلوقات اس کے بندے ہیں اور اس کے قہر اور بادشاہت کے ماتحت ہیں، ارشادِ باری ہے:

﴿إِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْأَرْضِ إِلَّآ اٰتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا ﴿٩٣﴾ لَقَدْ أَحْصٰهُمْ وَ عَدَّهُمْ عَدًّا ﴿٩٤﴾﴾ [مریم: ۹۳، ۹۴]

”آسمانوں زمین میں جو بھی ہیں وہ سب کے سب اللہ کے غلام ہی بن کر آنے والے ہیں، ان سب کو اس نے گھیر رکھا ہے اور سب کو پوری طرح گن بھی رکھا ہے۔“

اللہ تعالیٰ کی کمال بادشاہت اور عظمت و کبریائی کی ایک دلیل یہ ہے کہ اس کے پاس اس کی اجازت کے بغیر کوئی سفارش نہیں کر سکتا، چنانچہ تمام اہل وجاہت اور سفارشی اللہ کے غلام اور بندے ہیں، وہ کسی کی سفارش نہیں کر سکتے یہاں تک کہ اللہ عزوجل کی اجازت ہو جائے، اور اللہ کی اجازت اسی کے لیے ہوگی جس سے وہ راضی ہوگا، اور اللہ تعالیٰ کا علم تمام کائنات کو محیط ہے، اس کے علم کے ادنیٰ حصہ پر کوئی مطلع نہیں ہو سکتا، سوائے اس کے جس کی اس نے ان کو اطلاع دے دی ہے۔ اور اس کی عظمت کی ایک دلیل یہ ہے کہ اس کی کرسی تمام آسمانوں اور زمین پر وسیع ہے، اور اللہ تعالیٰ آسمان و زمین اور ان کے درمیان کی مخلوقات کی حفاظت کیے ہوئے ہے، ان دونوں کی حفاظت اس کے لیے دشوار نہیں، بلکہ انتہائی سہل اور نہایت آسان ہے، وہ ہر چیز پر غالب اور اپنی ذات سے اپنی تمام مخلوقات پر بلند ہے، اور اپنی عظمت وصفات سے عالی و برتر ہے، وہ بلند ہے جو تمام مخلوقات پر غالب ہے اور تمام موجودات اس کے تابع ہیں، وہ عظیم، عظمت و کبریائی کی صفات کا جامع ہے، ان عظیم صفات کی دلیل اللہ تعالیٰ کا درج ذیل فرمان ہے:

Marfat.com

﴿اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَۚ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۚ۬ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّ لَا نَوْمٌؕ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِؕ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖؕ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَ مَا خَلْفَهُمْۚ وَ لَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَۚ وَسِعَ كُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَۚ وَ لَا یَـُٔوْدُهٗ حِفْظُهُمَاۚ وَ هُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ ﴿۲۵۵﴾﴾ [البقرہ: ۲۵۵]

”اللہ تعالیٰ ہی معبودِ برحق ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں جو زندہ اور سب کا تھامنے والا ہے، جسے نہ اُونگھ آتی ہے نہ نیند، اس کی ملکیت میں زمین اور آسمان کی تمام چیزیں ہیں۔ کون ہے جو اس کی اجازت کے بغیر اس کے سامنے سفارش کر سکے، وہ جانتا ہے جو ان کے سامنے ہے اور جو ان کے پیچھے ہے اور وہ اس کے علم میں سے کسی چیز کا احاطہ نہیں کر سکتے مگر جتنا وہ چاہے، اس کی کرسی کی وسعت نے زمین و آسمان کو گھیر رکھا ہے اور اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت سے نہ تھکتا اور نہ اُکتاتا ہے، وہ بہت بلند اور بہت بڑا ہے۔“

۲۔ وہ ایسا معبود ہے جس کی بادشاہت کے سامنے ہر چیز جھکی ہوئی ہے، ساری مخلوقات، خواہ وہ جمادات ہوں، حیوانات ہوں، انسان ہوں، جن ہوں یا فرشتے ہوں اسی کے تابع فرمان ہیں۔ ارشادِ باری ہے:

﴿وَ لَهٗۤ اَسْلَمَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ طَوْعًا وَّ كَرْهًا وَّ اِلَیْهِ یُرْجَعُوْنَ ﴿۸۳﴾﴾ [آل عمران: ۸۳]

”تمام آسمانوں والے اور زمین والے اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار اور تابع فرمان ہیں، خوشی سے ہوں یا ناخوشی سے، اور سب اسی کی طرف لوٹائے جائیں گے۔“

۳۔ وہ ایسا معبود ہے جس کے ہاتھ میں نفع ونقصان کا اختیار ہے، چنانچہ اگر ساری مخلوق کسی ایک مخلوق کو نفع پہنچانے پر متفق ہو جائے تو اسے اتنا ہی نفع پہنچا سکتی ہے، جتنا اس کے نصیب میں اللہ تعالیٰ نے لکھ دیا ہے، اور اگر ساری مخلوق کسی مخلوق کو کچھ نقصان پہنچانے

Marfat.com

پر متفق ہو جائے اور اللہ نہ چاہے تو اسے کچھ بھی نقصان نہیں پہنچا سکتی، ارشادِ باری ہے:

﴿وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ ۚ وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ ۭ يُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۭ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿١٠٧﴾﴾ [یونس: ۱۰۷]

''اور اگر اللہ تم کو کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کے سوا اور کوئی اُسے دور کرنے والا نہیں اور اگر وہ تم کو کوئی خیر پہنچانا چاہے تو اس کے فضل کا کوئی ہٹانے والا نہیں، وہ اپنا فضل اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے نچھاور کردے اور وہ بڑی مغفرت اور رحمت والا ہے۔''

۴۔ اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز پر قادر ہے، اسے کوئی چیز عاجز نہیں کر سکتی۔ ارشادِ باری ہے:

﴿اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَـيْـــــًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿٨٢﴾﴾ [یٰس: ۸۲]

''وہ جب کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو صرف اسے اتنا کہہ دینا کافی ہوتا ہے کہ ''ہوجا'' تو وہ چیز ہو جاتی ہے۔''

۵۔ اس کے علم کا ہر چیز کو محیط ہونا تمام امورِ غیب کو شامل ہے، اسے اس چیز کا علم ہے جو ہو چکا ہے اور جو ہوگا، اور جو نہیں ہوا اگر ہوتا تو کیسا ہوتا؟ [1] ارشادِ باری ہے:

﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَخْفٰى عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ ﴿٥﴾﴾

[آل عمران: ۵]

''یقیناً اللہ تعالیٰ سے زمین و آسمان کی کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔''

نیز ارشاد ہے:

﴿وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَّبِّكَ مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ وَلَآ اَصْغَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرَ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴿٦١﴾﴾

[یونس: ٦١]

---

[1] دیکھئے: تفسیر ابن کثیر: ۱/ ٤٤، ۲/ ۳٤٤، ۲/ ۱۳۸۔ والسعدي: ۲/ ۳٥٦، ۲/ ۳۷۲.

Marfat.com

"اور آپ کے رب سے کوئی چیز ذرہ برابر بھی غائب نہیں، نہ زمین میں نہ آسمان میں، نہ کوئی چیز اس سے چھوٹی اور نہ کوئی چیز بڑی مگر یہ سب کتابِ مبین میں ہے۔"

نیز ارشاد ہے:

﴿وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ ؕ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ؕ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝۵۹﴾

[الانعام: ۵۹]

"اور اللہ تعالیٰ ہی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں انھیں اللہ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا اور وہ تمام چیزوں کو جانتا ہے جو کچھ خشکی میں ہیں اور جو کچھ دریاؤں میں ہیں، اور کوئی پتا نہیں گرتا مگر وہ اس کو بھی جانتا ہے، اور کوئی دانہ زمین کے تاریک حصوں میں نہیں پڑتا نہ کوئی تر اور نہ کوئی خشک چیز گرتی ہے مگر یہ سب کتاب مبین میں ہیں۔"

نیز ارشاد ہے:

﴿اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝۷۵﴾ [الانفال: ۷۵]

"بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔"

اور اس میں کوئی شک نہیں کہ جو شخص ان صفات اور ان کے علاوہ کمال و عظمت کے دیگر اوصاف کو جانے گا وہ صرف اللہ واحد کی عبادت کرے گا، کیونکہ وہی عبادت کا مستحق اور برحق معبود ہے۔

تیسرا مطلب:...... شفاعت:

اوّلاً:......شفاعت کا لغوی مفہوم:

کہا جاتا ہے: " شفع الشیء " یعنی کسی چیز میں ایک اور چیز ملا کر طاق کو جفت بنا دیا۔ [1]

---

[1] دیکھیے: القاموس المحيط، باب العين، فصل الشين، ص: ۹۴۷، والنهاية في غريب الحديث: ۲/ ۴۸۵۔ والمعجم الوسيط: ۱/ ۴۸۷۔

Marfat.com

اصطلاحی تعریف:...... کسی دوسرے کو نفع پہنچانے یا اس سے نقصان کو دفع کرنے کے لیے سفارش کرنا۔ (شفاعت کہلاتا ہے) ❶

جو شخص غیر اللہ سے تعلق قائم کرتا ہے اور اس کی شفاعت کا طالب ہوتا ہے، اسے دعوت دینے میں قولی حکمت یہ ہے کہ اسے یہ سمجھایا جائے گا کہ شفاعت صرف تنہا اللہ کی ملکیت ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيْعًا ۭ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴾ [الزمر: ٤٤]

''کہہ دیجیے کہ تمام شفاعتوں کا مختار (مالک) اللہ تعالیٰ ہی ہے، تمام آسمانوں اور زمین کی بادشاہت اسی کے لیے ہے، پھر تم سب اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔''

ثانیا:...... غیر اللہ سے شفاعت طلب کرنے والے کی درج ذیل اقوال حکمت سے تردید کی جائے گی:

۱۔ مخلوق خالق کی طرح نہیں ہے، چنانچہ جو شخص یہ کہتا ہے کہ انبیاء، صالحین، فرشتے اور ان کے علاوہ دیگر مخلوقات کی اللہ کے یہاں بڑی وجاہت ہے اور ان کا بڑا اونچا مقام ہے، لہٰذا یہ اللہ کے ہاں ہماری سفارش کریں گے، جیسا کہ شاہان وسلاطین تک پہنچنے کے لیے اہل وجاہت اور وزراء کی قربت حاصل کی جاتی ہے، تاکہ انھیں اپنی ضرورتوں کی تکمیل کے لیے ذریعہ اور واسطہ بنایا جاسکے تو یہ بات انتہائی باطل اور لغو ہے کیونکہ ایسا کہہ کر اس نے اللہ عظیم و برتر شہنشاہ کو دنیا کے فقیر بادشاہوں کے مشابہ قرار دیا، جو اپنی بادشاہت کی تکمیل اور اپنی طاقت وقوت کی تنفیذ کے لیے وزراء اور اہل وجاہت کے محتاج ہوتے ہیں، کیونکہ بادشاہوں اور عام لوگوں کے درمیان جو واسطے ہوتے ہیں وہ مندرجہ ذیل تین وجوہات میں سے کسی ایک وجہ کی بنیاد پر ہوا کرتے ہیں:

---

❶ دیکھیے: شرح لمعة الاعتقاد للشيخ محمد بن صالح العثيمين، ص: ٨٠.

Marfat.com

پہلی وجہ: بادشاہوں کو لوگوں کے حالات سے آگاہ کرنے کے لیے جن کا انھیں علم نہیں ہوتا۔

دوسری وجہ: چونکہ بادشاہ اپنی رعایا کی تدبیر سے عاجز ہوتا ہے، لہٰذا اس کے لیے مددگاروں اور درباریوں کا ہونا ضروری ہوتا ہے۔

تیسری وجہ: بادشاہ اپنی رعایا کو نفع پہنچانا یا ان کے ساتھ احسان کرنا نہیں چاہتا، تو جب انھیں ایسا کوئی شخص ملتا ہے جو بادشاہ کو وعظ و نصیحت کرے، تو اپنی رعایا کی ضرورتوں کی تکمیل کے لیے بادشاہ کی ہمت اور اس کا ارادہ حرکت کرتا ہے۔

لیکن اللہ عزوجل اپنی کمزور مخلوق کی طرح نہیں ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں، وہ اپنے علاوہ ہر چیز سے بے نیاز ہے اور اپنے بندوں پر ایک ماں کے اپنے بچے پر رحم کرنے سے زیادہ رحم فرمانے والا ہے۔ اور یہ بات معلوم ہے کہ دنیوی بادشاہوں کے پاس سفارش کرنے والے کی کبھی تو مستقل ملکیت ہوتی ہے، کبھی وہ ان کا ساجھی و شریک ہوتا ہے اور کبھی ان کا معاون و مددگار، چنانچہ دنیا کے بادشاہ مندرجہ ذیل تین وجوہ میں سے کسی ایک وجہ سے ان کی سفارش قبول کرتے ہیں:

الف: کبھی تو انھیں خود اس سفارشی کی ضرورت ہوتی ہے۔

ب: کبھی انھیں اس کا خوف ہوتا ہے۔

ج: اور کبھی انھیں اپنے ساتھ کیے ہوئے اس کے احسان کا اسے بدلہ دینا ہوتا ہے۔

چنانچہ بندوں کی ایک دوسرے کے لیے سفارشیں اسی قبیل سے ہیں، جو بھی کسی کی سفارش قبول کرتا ہے وہ یا تو کسی چاہت کی وجہ سے قبول کرتا ہے، یا کسی چیز کے ڈر سے اور اللہ عزوجل کی شان یہ ہے کہ وہ نہ کسی سے کسی چیز کی اُمید کرتا ہے نہ کسی سے ڈرتا ہے اور نہ ہی کسی چیز کا محتاج اور ضرورت مند ہے۔ [1]

اور اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے علاوہ کے ساتھ تمام قسم کے تعلقات کی جڑ کاٹ کر رکھ

---

[1] دیکھیے: فتاویٰ ابن تیمیة: ۱/ ۱۲۶ ـ ۱۲۹.

Marfat.com

دی ہے اور اس کا بطلان واضح طور پر بیان کردیا ہے، ارشادِ باری ہے:

﴿ قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۚ لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّمَا لَهٗ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِيْرٍ ﴿٢٢﴾ وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ ۭ حَتّٰٓى اِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا مَاذَا ۙ قَالَ رَبُّكُمْ ۭ قَالُوا الْحَقَّ ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ﴿٢٣﴾ ﴾ [سبا: ۲۲، ۲۳]

”کہہ دیجیے کہ اللہ کے سوا جن جن کا تمھیں گمان ہے سب کو پکارلو، نہ ان میں سے کسی کو آسمانوں اور زمین میں سے ایک ذرہ کا اختیار ہے، نہ اُن کا ان میں کوئی حصہ ہے، نہ اُن میں سے کوئی اللہ کا مددگار ہے، سفارش بھی اس کے پاس کچھ نفع نہیں دیتی سوائے ان کے جن کے لیے اجازت ہو جائے، یہاں تک کہ جب ان کے دلوں سے گھبراہٹ دُور کر دی جاتی ہے تو پوچھتے ہیں کہ تمہارے پروردگار نے کیا فرمایا؟ وہ جواب دیتے ہیں کہ حق فرمایا اور وہ بلند و بالا اور بہت بڑا ہے۔“

اس آیت کریمہ نے مشرکین کے لیے شرک تک پہنچنے کے تمام راستوں کو بڑی اچھی طرح اور مضبوطی سے بند کر دیا ہے، کیونکہ عبادت کرنے والا معبود سے تعلق محض اس لیے قائم کرتا ہے کہ اس سے نفع کی اُمید ہوتی ہے، اور ایسی صورت میں یہ ضروری ہے کہ معبود اُن اسباب کا مالک ہو جن سے عابد فائدہ اُٹھا سکے، یا ان اسباب کے مالک کا شریک، یا مددگار، یا وزیر، یا اُس کا معاون ہو، یا صاحب جاہ و منزلت ہوتا کہ اس کے پاس سفارش کر سکے اور جب یہ چاروں چیزیں نہ پائی جائیں تو شرک کے اسباب و ذرائع بھی ختم ہو گئے۔ ❶

۲۔ شفاعت کی دو قسمیں ہیں:

(الف) مثبت شفاعت:......مثبت شفاعت وہ شفاعت ہے جو اللہ عزوجل سے طلب کی جاتی ہے اور اس کی دو شرطیں ہیں:

---

❶ دیکھئے: التفسير لابن القيم، ص: ٤٠٨.

Marfat.com

☆ پہلی شرط: سفارشی کو اللہ کی جانب سے سفارش کرنے کی اجازت ہو۔ ارشادِ باری ہے:

﴿مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ﴾ [البقرہ: ۲۵۵]

''کون ہے جو اس کے پاس اس کی اجازت کے بغیر سفارش کر سکے۔''

☆ دوسری شرط: سفارشی سے اور جس کے لیے سفارش کی جارہی ہے، اس سے اللہ کی رضامندی، ارشاد ہے:

﴿وَ لَا يَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى﴾ [الانبياء: ۲۸]

''اور وہ سفارش نہیں کر سکتے سوائے اس کے لیے جس سے اللہ راضی ہو جائے۔''

نیز ارشاد ہے:

﴿يَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَ رَضِيَ لَهٗ قَوْلًا ﴿۱۰۹﴾﴾ [طٰہٰ: ۱۰۹]

''اس دن سفارش کچھ کام نہ آئے گی مگر جسے رحمٰن اجازت دے دے اور اس کی بات سے راضی ہو جائے۔''

(ب) منفی شفاعت:...... منفی شفاعت وہ ہے جو غیر اللہ سے ایسی چیزوں میں طلب کی جاتی ہے جس کی قدرت صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہے اور اللہ کی اجازت اور رضامندی کے بغیر شفاعت، نیز کافروں کے لیے شفاعت (بھی اسی منفی شفاعت میں شامل ہے) ارشاد ہے:

﴿فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشّٰفِعِيْنَ ﴿۴۸﴾﴾ [المدثر: ۴۸]

''سفارشیوں کی سفارش انھیں کوئی فائدہ نہ پہنچائے گی۔''

البتہ اس سے نبی کریم ﷺ کی وہ سفارش مستثنیٰ ہے جو آپ ابوطالب کے عذاب میں تخفیف کے لیے فرمائیں گے۔ [1]

۳۔ غیر اللہ سے شفاعت طلب کرنے والے کے خلاف نص اور اجماع سے دلیل قائم کرنا

---

[1] دیکھیے: بخاري مع الفتح، مناقب الأنصار، باب قصة أبي طالب: ۷/ ۱۹۳، حديث: ۳۸۸۳۔ ومسلم، كتاب الايمان، باب أهون أهل النار عذابًا: ۱/ ۱۹۵، حديث: ۲۱۱.

Marfat.com

چنانچہ نہ تو نبی کریم ﷺ نے اور نہ آپ سے پہلے کے انبیاء نے لوگوں کے لیے یہ مشروع کیا کہ وہ فرشتوں، انبیاء، یا صالحین کو پکاریں اور ان سے سفارش طلب کریں۔ اور نہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ان کے سچے تابعین میں سے کسی نے ایسا کیا اور نہ مسلمانوں کے اماموں میں سے کسی نے اسے پسند کیا، نہ ائمۂ اربعہ نے، نہ ہی ان کے علاوہ کسی امام نے، نہ کسی ایسے مجتہد نے جس کے قول پر دین میں اعتماد کیا جاتا ہو، نہ کسی ایسے شخص نے جس کی بات کا اجماع کے مسائل میں اعتبار ہو۔ تمام تعریفیں اللہ ربّ العالمین کے لیے ہی لائق ہیں۔ ❶

چوتھا مطلب...... بھرپور نعمتوں سے نوازنے والا ہی عبادت کا مستحق ہے:

مشرکین کو اللہ کی طرف دعوت دینے میں حکمت کا تقاضا یہ ہے کہ ان کی نگاہوں اور دلوں کو اللہ کی ظاہری و باطنی اور دینی و دنیوی عظیم نعمتوں کی طرف پھیرا جائے، کیونکہ اللہ عزوجل نے اپنے بندوں پر تمام نعمتیں نچھاور کردی ہیں۔ ارشاد ہے:

﴿وَمَا بِكُم مِّن نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللَّهِ﴾ [النحل: ٥٣]

"اور تم پر جو بھی نعمتیں ہیں سب اللہ کی دی ہوئی ہیں۔"

یہ دنیا اور دنیا کی ساری مخلوقات اللہ تعالیٰ نے انسان کے لیے مسخر کی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ان نعمتوں کو بیان فرمایا ہے اور ان کے ذریعہ سے بندوں پر اپنا احسان جتلایا ہے اور یہ کہ وہی تنہا عبادت کا مستحق ہے۔ اللہ نے جن نعمتوں کے ذریعہ سے بندوں پر احسان جتلایا ہے، وہ درج ذیل ہیں:

☆ اوّلاً:...... اجمالی طور پر:

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

---

❶ دیکھیے: فتاویٰ ابن تیمیة: ١/ ١١٢، ١٥٨، ١٤/ ٣٩٩۔ ٤١٤، ١/ ١٠٨، ١٦٥، ١٤/ ٣٨٠، ٤٠٩، ١/ ١٦٠۔ ١٦٦، ١٩٥، ٢٢٨، ٢٢٩، ٢٤١۔ ودرء تعارض العقل والنقل لابن تيمية: ٥/ ١٤٧۔ واضواء البيان: ١/ ١٣٧.

Marfat.com

﴿هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا﴾ [البقرہ: ۲۹]

''وہ اللہ کی ذات ہے جس نے تمہارے لیے زمین کی ساری چیزیں پیدا فرمائیں۔''

نیز ارشاد ہے:

﴿اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ وَ اَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّ بَاطِنَةً﴾ [لقمان: ۲۰]

''کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کی ہر چیز کو تمہارے لیے مسخر کر دیا ہے اور تمھیں اپنی ظاہری و باطنی نعمتیں بھرپور دے رکھی ہیں۔''

نیز ارشاد ہے:

﴿وَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مِّنْهُ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝۱۳﴾ [الجاثیہ: ۱۳]

''اور آسمان و زمین کی ہر ہر چیز کو اس نے اپنی طرف سے تمہارے تابع کر دیا ہے، یقیناً اس میں غور و فکر کرنے والوں کے لیے بہت سی نشانیاں ہیں۔''

یہ احسان تمام ظاہری و باطنی، حسی و معنوی نعمتوں کو شامل ہے، چنانچہ آسمانوں اور زمین کی تمام چیزیں اس انسان کے لیے مسخر کر دی گئی ہیں۔ یہ آسمانوں و زمین، ان کے درمیان کی تمام مخلوقات، سورج، چاند، ستارے و سیارے، پہاڑ، سمندر، نہریں، ہر قسم کے حیوانات، درخت، پھل، معادن اور ان کے علاوہ بنی آدم کے مصالح اور عبرت، فائدہ اور لطف اندوزی کی ضرورتوں کے مصالح کو شامل ہیں۔ یہ ساری چیزیں اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ تنہا اللہ تعالیٰ کی ذات ہی وہ معبود ہے جس کے علاوہ کسی کے لیے عبادت، ذلت و انکساری اور حقیقی محبت لائق و سزاوار نہیں اور یہ اللہ عزوجل کے حق ہونے اور اس کے علاوہ جن کی عبادت کی جاتی ہے ان کے باطل ہونے کے وہ عقلی دلائل ہیں، جن میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں۔ [1]

[1] دیکھیے: تفسير البغوي: ١/ ٥٩، ٣/ ٧٢۔ وابن كثير: ٣/ ٤٥١، ٤/ ١٤٩۔ والشوكاني: ١/ ٦٠، ٤/ ٤٢٠۔ والسعدي: ١/ ٦٩، ٦/ ١٦١، ٧/ ٢١۔ وأضواء البيان للشنقيطي: ٣/ ٢٢٥۔ ٢٥٣۔

Marfat.com

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَ اَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ هُوَ الْبَاطِلُ وَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ﴿٦٢﴾﴾ [الحج: ٦٢]

''یہ سب اس لیے کہ اللہ ہی حق ہے اور اس کے سوا جسے بھی یہ پکارتے ہیں وہ باطل ہے، اور بے شک اللہ ہی بلندی والا کبریائی والا ہے۔''

☆ ثانیاً:...... تفصیلی طور پر:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِيَ فِي الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْاَنْهٰرَ ﴿٣٢﴾ وَ سَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَآئِبَيْنِ ۚ وَ سَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ﴿٣٣﴾ وَ اٰتٰكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ ۭ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ۭ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ ﴿٣٤﴾﴾ [ابراهيم: ٣٢-٣٤]

''اللہ عزوجل وہ ذات ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے، آسمانوں سے بارش برسا کر اس کے ذریعہ سے تمہاری روزی کے لیے پھل نکالے اور کشتیوں کو تمہارے بس میں کردیا ہے کہ دریاؤں میں اس کے حکم سے چلیں پھریں، اور اس نے ندیاں نہریں تمہارے بس میں کردی ہیں، اسی نے تمہارے لیے مسخر کردیا ہے، اسی نے تمھیں تمہاری منہ مانگی ہوئی کل چیزوں میں سے دے رکھا ہے، اگر تم اللہ کی نعمتوں کا شمار کرنا چاہو تو ان کا شمار نہیں کرسکتے، یقیناً انسان بڑا ظالم ناشکرا ہے۔''

نیز اللہ تعالیٰ نے بے شمار نعمتوں کا تذکرہ کرنے کے بعد فرمایا:

﴿وَ هُوَ الَّذِيْ سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَاْكُلُوْا مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا وَّ تَسْتَخْرِجُوْا مِنْهُ

Marfat.com

حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا ۚ وَ تَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِيْهِ وَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَ
لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۴﴾ وَ اَلْقٰى فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ وَ اَنْهٰرًا
وَّ سُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۵﴾ وَ عَلٰمٰتٍ ؕ وَ بِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ ﴿۱۶﴾
اَفَمَنْ يَّخْلُقُ كَمَنْ لَّا يَخْلُقُ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَ اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ
لَا تُحْصُوْهَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۸﴾ [النحل: ١٤-١٨]

"اور وہی وہ ذات ہے جس نے سمندر کو تمہارے بس میں کر دیا کہ تم اس سے نکلا ہوا تازہ گوشت کھاؤ اور اس میں سے اپنے پہننے کے لیے زیورات نکال سکو اور تم دیکھتے ہو کہ کشتیاں اس میں پانی کو چیرتی ہوئی چلتی ہیں، اس لیے بھی کہ تم اس کا فضل تلاش کرو ہو سکتا ہے کہ تم اس کی شکر گزاری بھی کرو، اور اس نے زمین میں پہاڑ گاڑ دیئے ہیں تا کہ تمھیں لے کر ہلے نہ، اور نہریں اور راہیں بنا دیں، تا کہ تم منزل مقصود کو پہنچو، اور بھی بہت سی نشانیاں مقرر فرمائیں، اور ستاروں سے بھی لوگ راہ حاصل کرتے ہیں، تو کیا وہ جو پیدا کرتا ہے، اس جیسا ہے جو پیدا نہیں کر سکتا؟ کیا تم بالکل نہیں سوچتے، اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کا شمار کرنا چاہو تو تم ان کا شمار نہیں کر سکتے، بے شک اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔"

کیا وہ ذات جو ان نعمتوں کو اور ان عجیب مخلوقات کو پیدا کرتی ہے اس جیسی ہو سکتی ہے جو ان میں سے کچھ نہیں پیدا کر سکتی؟

یہ بات قطعی طور پر معلوم ہے کہ بندوں میں سے کوئی فرد بھی اپنے کسی عضو یا کسی حاسہ کی بناوٹ و تخلیق کی نعمت کو شمار کرنے کی طاقت نہیں رکھتا، چہ جائیکہ اپنے جسم کی ساری نعمتوں اور ہر وقت و ہر لمحہ عطا ہونے والی مختلف انواع و اقسام کی نعمتوں کا شمار کر سکے؟ [1]

کسی عقل مند کے لیے اس کے بعد اس کے علاوہ کوئی چارۂ کار نہیں کہ وہ صرف اس اللہ کی عبادت کرے جس نے اپنے بندوں پر یہ نعمتیں نچھاور کی ہیں، اور اس کے ساتھ کسی بھی چیز

[1] دیکھیے: فتح القدير: ٣/ ١٥٤، ٣/ ١١٠ - وأضواء البيان للشنقيطي: ٣/ ٢٥٣.

Marfat.com

کو شریک نہ کرے کیونکہ وہی تنہا عبادت کا مستحق ہے، اس کی ذات پاک ہے۔

پانچواں مطلب......شرک کے اسباب و وسائل:

نبی کریم ﷺ نے (اپنی اُمت کو) ان تمام چیزوں سے ڈرایا ہے جو شرک تک پہنچاتی ہوں، یا اس میں واقع ہونے کا سبب ہوں، اور انھیں کھول کر واضح طور پر بیان بھی کر دیا ہے، ان میں سے چند وسائل و ذرائع مختصراً درج ذیل ہیں:

ا۔ صالحین کے بارے میں غلو:

یہ اللہ عزوجل کے ساتھ شرک کا ذریعہ ہے، چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام کے زمین پر اُتارے جانے کے بعد سے لوگ اسلام پر گامزن تھے، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

((كَانَ بَيْنَ آدَمَ وَنُوْحٍ عَشَرَةُ قُرُوْنٍ كُلُّهُمْ عَلَى الْإِسْلَامِ .)) ❶

''حضرت آدم اور نوح علیہما السلام کے درمیان دس صدیاں گزری ہیں، یہ سب کے سب اسلام (توحید) پر گامزن تھے۔''

اس کے بعد لوگ نیک لوگوں سے تعلق قائم کرنے لگے اور آہستہ آہستہ زمین میں شرک پیدا ہوا تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو مبعوث فرمایا، تاکہ وہ لوگوں کو اللہ واحد کی عبادت کی دعوت دیں اور غیر اللہ کی عبادت سے روکیں۔ ❷

حضرت نوح علیہ السلام کی قوم نے انھیں جواب دیتے ہوئے کہا:

﴿وَقَالُوا لَا تَذَرُنَّ آلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَلَا سُوَاعًا وَلَا يَغُوثَ وَيَعُوقَ وَنَسْرًا ﴿٢٣﴾﴾ [نوح: ٢٣]

''اور انھوں نے کہا: اپنے معبودوں کو ہرگز نہ چھوڑنا اور نہ ہی وُدّ، سواع، یغوث،

---

❶ مستدرک حاکم، کتاب التاریخ: ۵۴۶/۲، فرماتے ہیں: ''یہ حدیث امام بخاری کی شرط پر صحیح ہے، لیکن امام بخاری و مسلم نے اس کی تخریج نہیں کی ہے، اور امام ذہبی نے اس کی موافقت کی ہے، اور امام ابن کثیر نے اسے البدایہ والنہایہ: ۱۰۱/۱ میں ذکر فرمایا ہے اور امام بخاری کی طرف منسوب کیا ہے۔ دیکھئے: فتح الباری: ۳۷۲/۶۔

❷ دیکھئے: البداية والنهاية لابن كثير: ١/ ١٠٦.

Marfat.com

یعوق اور نسر کو چھوڑنا۔‘‘

یہ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے نیک لوگوں کے نام ہیں، جب یہ فوت ہو گئے تو شیطان نے ان کے ماننے والوں کو یہ بات سمجھائی کہ جہاں وہ بیٹھا کرتے تھے وہاں اُن کے مجسمے نصب کر لو اور انھیں انہی کے ناموں سے موسوم کرو، تو انھوں نے ایسا ہی کیا، لیکن ان کی عبادت نہیں کی گئی، یہاں تک کہ جب یہ لوگ (مجسمے نصب کرنے والے) بھی مر گئے اور علم بھلا دیا گیا تو ان کی پرستش ہونے لگی۔ ❶

اس شرک کا سبب صالحین کی شان میں غلو کرنا ہے، کیونکہ شیطان صالحین کی شان میں غلو اور قبر پرستی کی دعوت دیتا ہے اور لوگوں کے دلوں میں یہ ڈالتا ہے کہ ان قبروں پر عمارت تعمیر اور ان سے چمٹ کر بیٹھنا ان قبر والے انبیاء و صالحین سے محبت کی دلیل ہے، نیز یہ کہ ان قبروں کے پاس دعا قبول ہوتی ہے، پھر انھیں اس درجہ سے ہٹا کر ان کے وسیلہ سے دعا کرنے اور ان کے ذریعہ اللہ تعالیٰ پر قسم کھانے تک لے جاتا ہے، جب کہ اللہ کی شان اس سے عظیم تر ہے کہ اس کی مخلوق میں سے کسی کے واسطے سے اس سے سوال کیا جائے، پھر جب ان کے دلوں میں یہ بات راسخ ہو جاتی ہے تو انھیں صاحب قبر کو پکارنے، اس کی عبادت کرنے، اللہ کو چھوڑ کر اس سے شفاعت طلب کرنے اور اس کی قبر کو بت بنانے کی طرف لے جاتا ہے، جس پر پردے لٹکائے جائیں، اس کے گرد طواف کیا جائے، اسے چھوا جائے اور اس کا بوسہ لیا جائے اور اس کے پاس جانور ذبح کیے جائیں، اور پھر انھیں چوتھے درجے، یعنی لوگوں کو اس کی عبادت کرنے اور اسے میلہ گاہ بنانے کی دعوت دینے کی طرف پھیرتا ہے، اور پھر انھیں اس بات کی دعوت دیتا ہے کہ جو ان چیزوں سے منع کرتا ہے وہ ان اونچے مقام و مرتبہ والے انبیاء و صالحین کی تنقیص و توہین کرتا ہے اور ایسا کرنے سے وہ ناراض اور غضب ناک ہوتے ہیں۔ ❷

---

❶ بخاری مع فتح الباری، کتاب التفسیر، سورۃ نوح: ٨/ ٦٦٧، حدیث نمبر: ٤٩٢٠.

❷ دیکھیے: تفسیر الطبري: ٢٩/ ٦٢۔ وفتح المجید شرح کتاب التوحید، ص: ٢٤٦.

Marfat.com

اسی لیے اللہ عزوجل نے اپنے بندوں کو دین میں غلو کرنے، قول، فعل یا اعتقاد سے کسی کی بہت زیادہ تعظیم کرنے اور مخلوق کو اس کے اپنے مرتبہ سے جس پر اللہ تعالیٰ نے اسے فائز کیا ہے بلند کرنے سے ڈرایا ہے، چنانچہ ارشاد ہے:

﴿يَأَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ۭ اِنَّمَا الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهٗ ۚ اَلْقٰهَآ اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ﴾ [النساء: ۱۷۱]

''اے اہل کتاب! اپنے دین کے بارے میں حد سے نہ گزر جاؤ، اور اللہ پر حق بات ہی کہو، حضرت مسیح ابن مریم (علیہ السلام) تو صرف اللہ تعالیٰ کے رسول اور اس کے کلمہ (لفظ کُنْ سے پیدا شدہ) ہیں، جسے مریم (علیہا السلام) کی طرف ڈال دیا تھا اور اس کے پاس روح ہیں۔''

۲۔ تعریف میں مبالغہ، حد سے تجاوز اور دین میں غلو کی ممانعت:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو حد سے زیادہ بڑھانے سے منع فرمایا ہے، ارشاد ہے:

((لَا تُطْرُوْنِيْ كَمَا أَطْرَتِ النَّصَارٰى اِبْنَ مَرْيَمَ فَإِنِّيْ أَنَا عَبْدُهُ، فَقُوْلُوْا: عَبْدُاللّٰهِ وَرَسُوْلُهُ.)) [1]

''مجھے اس طرح سے نہ بڑھانا جس طرح عیسائیوں نے عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو بڑھا دیا، میں تو صرف اللہ کا بندہ ہوں، لہٰذا تم مجھے اللہ کا بندہ اور رسول ہی کہنا۔''

نیز ارشاد ہے:

((إِيَّاكُمْ وَالْغُلُوَّ فِي الدِّيْنِ، فَإِنَّمَا أَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمُ الْغُلُوُّ فِي الدِّيْنِ.)) [2]

---

[1] بخاری مع فتح الباری (انہی الفاظ کے ساتھ) كتاب الانبياء، باب قوله تعالىٰ: ﴿وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ....﴾، ۶/۴۷۸، ۱۲/۱۴۴، اس کی شرح فتح الباری میں دیکھیے: ۱۲/۱۴۹۔

[2] نسائي، كتاب مناسك الحج، باب التقاط الحصىٰ: ۵/ ۲۶۔ وابن ماجه، كتاب المناسك، باب قدر حصى الرمي: ۲/ ۱۰۰۸۔ واحمد: ۱/ ۳۴۷.

Marfat.com

''دین میں غلو کرنے سے بچنا، کیونکہ جو لوگ تم سے پہلے تھے، انھیں دین میں غلو ہی نے ہلاک کیا تھا۔''

۳۔ قبروں پر مساجد کی تعمیر اور ان میں تصویر کشی کی ممانعت:

نبی کریم ﷺ نے قبروں پر مساجد تعمیر کرنے اور قبروں کو سجدہ گاہ بنانے سے منع فرمایا ہے، کیونکہ صالحین کی قبروں کے پاس اللہ کی عبادت کرنا خود ان کی عبادت کرنے کا ذریعہ ہے۔ اور اسی لیے جب حضرت اُمّ حبیبہ اور حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ سے حبشہ کے ایک کنیسہ (گرجا گھر) کا تذکرہ کیا جس میں تصویریں تھیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ أُولٰئِكَ إِذَا كَانَ فِيهِمُ الرَّجُلُ الصَّالِحُ فَمَاتَ بَنَوْا عَلَى قَبْرِهِ مَسْجِدًا وَصَوَّرُوا فِيهِ تِلْكَ الصُّوَرِ ، أُولٰئِكَ شِرَارُ الْخَلْقِ عِنْدَاللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ .)) ❶

''بے شک یہ وہ لوگ ہیں کہ جب ان میں کوئی نیک آدمی ہوتا اور پھر مر جاتا تو یہ لوگ اس کی قبر پر مسجد تعمیر کر لیتے اور اس میں تصویریں نصب کر دیتے، یہ قیامت کے روز اللہ کے نزدیک سب سے بدترین لوگ ہیں۔''

اور یہ نبی کریم ﷺ کی اپنی اُمت کے لیے (بھلائی کی) حرص اور چاہت ہی تھی کہ جب آپ ﷺ کی موت کا وقت آیا تو آپ نے فرمایا:

((لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ أَنْبِيَاءِ هِمْ مَسَاجِدَ .)) قَالَتْ عَائِشَةُ رضی اللہ عنہا: ((يَحْذُرُ مَا صَنَعُوْا .)) ❷

---

❶ بخاری مع فتح الباری، کتاب هل تنبش قبور مشركي الجاهلية ويتخذ مكانها مساجد: ۱/ ۵۲۳، ۳/ ۲۰۸، ۷/ ۱۸۷۔ ومسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب النهي عن بناء المساجد على القبور: ۱/ ۳۷۵.

❷ بخاری مع فتح الباری، کتاب الصلاة، باب: حدثنا ابو اليمان: ۱/ ۵۳۲، ۳/ ۲۰۰، ۶/ ۴۹۴، ۷/ ۱۸۶، ۸/ ۱۴۰، ۱۰/ ۲۷۷۔ ومسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب النهي عن بناء المساجد على القبور واتخاذ الصور فيها: ۱/ ۳۳۷۔

Marfat.com

"اللہ کی لعنت ہو یہود و نصاریٰ پر جنھوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا۔" حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: "آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہود و نصاریٰ کے عمل سے ڈرارہے تھے۔"

اور وفات سے پانچ روز قبل فرمایا:

((أَلَا وَإِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ كَانُوْا يَتَّخِذُوْنَ قُبُوْرَ أَنْبِيَائِهِمْ وَصَالِحِيهِمْ مَسَاجِدَ، أَلَا فَلَا تَتَّخِذُوْا الْقُبُوْرَ مَسَاجِدَ، فَإِنِّي أَنْهَاكُمْ عَنْ ذٰلِكَ .)) ❶

"سنو! جو لوگ تم سے پہلے تھے وہ اپنے انبیاء اور صالحین کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیتے تھے، خبردار! تم قبروں کو سجدہ گاہ نہ بنانا، میں تمھیں اس سے منع کر رہا ہوں۔"

۴۔ قبروں کو سجدہ گاہ بنانا:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کو اپنی قبر کو بت بنانے سے ڈرایا ہے کہ اللہ کو چھوڑ کر اس کی پرستش کی جائے، اور آپ کے علاوہ مخلوق کے دیگر افراد بدرجۂ اولیٰ اس تحذیر و تنبیہ کے مستحق ہیں، ارشاد ہے:

((أَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِيْ وَثَنًا يُعْبَدْ، اِشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلَى قَوْمٍ اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ .)) ❷

"اے اللہ! میری قبر کو بت نہ بننے دینا کہ اس کی عبادت کی جائے، ایسے لوگوں پر اللہ کا غضب شدید تر ہو، جنھوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا۔"

❶ مسلم، كتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب النهي عن بناء المساجد على القبور: ۱/ ۳۷۷۔

❷ مؤطا امام مالك، كتاب قصر الصلاة في السفر، باب جامع الصلاة: ۱/ ۱۷۲۔ یہ روایت امام مالک کے نزدیک مرسل ہے، اور مسند احمد کے الفاظ یہ ہیں: ((أَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِيْ وَثَنًا، وَلَعَنَ اللّٰهُ قَوْمًا اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ.)) ...... والحلية لابی نعيم: ۷/ ۳۱۷، نیز دیکھیے: فتح المجيد، ص: ۱۵۰۔

Marfat.com

۵۔قبروں پر چراغاں کرنا اور عورتوں کا ان کی زیارت کرنا:

رسول اللہ ﷺ نے قبروں پر چراغاں کرنے سے منع فرمایا ہے، کیوں کہ قبروں پر عمارت بنانا، ان پر چراغاں کرنا، ان کی گچکاری کرنا اور ان پر لکھنا (کتبے وغیرہ لکھ کر لٹکانا یا نصب کرنا) اور ان پر مساجد تعمیر کرنا وغیرہ شرک کے وسائل میں سے ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں:

((لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ زَائِرَاتِ الْقُبُوْرِ وَالْمُتَّخِذِيْنَ عَلَيْهَا الْمَسَاجِدَ وَالسُّرُجَ .)) ❶

"اللہ کے رسول ﷺ نے قبروں کی زیارت کرنے والیوں پر اور ان پر مساجد بنانے اور چراغاں کرنے والوں پر لعنت فرمائی ہے۔"

۶۔قبروں پر بیٹھنا اور ان کی جانب رُخ کر کے نماز ادا کرنا منع ہے:

رسول اللہ ﷺ نے شرک تک پہنچنے کے تمام دروازوں کو بند کر دیا ہے۔ ❷ اسی ضمن میں آپ کا یہ فرمان بھی ہے:

((لَا تَجْلِسُوْا عَلَى الْقُبُوْرِ وَلَا تُصَلُّوْا إِلَيْهَا .)) ❸

"قبروں پر نہ بیٹھو اور نہ ان کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھو۔"

---

❶ نسائی كتاب الجنائز، باب التغليظ في اتخاذ السرج على القبور: ٤/ ٩٤۔ وابو داؤد، كتاب الجنائز، باب في زيارة النساء القبور: ٣/ ٢١٨۔ وترمذي، كتاب الصلاة، باب كراهية أن يتخذ على القبر مسجدًا: ٢/ ١٣٦۔ وابن ماجه في الجنائز، باب النهي عن زيارة النساء للقبور: ١/ ٥٠٢۔ وأحمد: ١/ ٢٢٩، ٢٨٧، ٣٢٤، ٢/ ٣٣٧، ٣/ ٤٤٢، ٤٤٣۔ وحاكم: ١/ ٣٧٤۔ نیز حدیث کی تصحیح کے سلسلہ میں صاحب فتح المجید نے امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے جو کلام نقل فرمایا ہے، اسے دیکھیے، ص: ٢٧٦۔

❷ نیز دیکھیے: فتح المجيد، ص: ٢٨١۔

❸ مسلم، كتاب الجنائز، باب النهي عن الجلوس على القبر والصلاة عليه: ٢/ ٦٦٨۔

Marfat.com

۷۔ قبروں کو میلہ گاہ بنانا اور گھروں میں (نفل) نماز نہ پڑھنا:

نبی کریم ﷺ نے واضح طور پر بیان فرما دیا ہے کہ قبریں نماز کی جگہ نہیں ہے، نیز یہ کہ جو شخص بھی آپ ﷺ پر دُرود بھیجے گا اور آپ کو سلام عرض کرے گا وہ آپ تک پہنچ جائے گا، خواہ وہ آپ کی قبر سے دُور ہو یا نزدیک، لہٰذا آپ کی قبر کو میلہ گاہ بنانے کی کوئی ضرورت نہیں، ارشاد ہے:

((لَا تَجْعَلُوْا بُيُوتَكُمْ قُبُوْرًا وَلَا تَجْعَلُوْا قَبْرِيْ عِيْدًا، وَصَلُّوْا عَلَيَّ فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ تُبَلِّغُنِيْ حَيْثُ كُنْتُمْ.)) ❶

''اپنے گھروں کو قبرستان اور میری قبر کو میلہ گاہ نہ بناؤ، اور مجھ پر دُرود پڑھا کرو کیونکہ تمہارا دُرود مجھ تک پہنچ جائے گا تم جہاں کہیں بھی ہو۔''

نیز ارشاد ہے:

((إِنَّ لِلّٰهِ مَلَائِكَةً سَيَّاحِيْنَ يُبَلِّغُوْنَ مِنْ أُمَّتِي السَّلَامَ.)) ❷

''بے شک زمین میں چکر لگانے والے اللہ کے کچھ فرشتے ہیں، جو میری اُمت کا سلام مجھ تک پہنچاتے ہیں۔''

تو جب نبی کریم ﷺ کی قبر کو جو کہ روئے زمین پر سب سے افضل قبر ہے، اس کو میلہ گاہ بنانے سے آپ ﷺ نے منع فرمایا ہے تو آپ کے علاوہ کسی کی قبر کو میلہ گاہ بنانا بدرجۂ اولیٰ منع ہوگا، خواہ کوئی بھی ہو۔ ❸

---

❶ ابو داؤد، کتاب المناسك، باب زيارة القبور: ۲/ ۲۱۸، (حسن سند سے) واحمد: ۲/ ۳۵۷، نیز دیکھئے: صحیح سنن ابی داؤد: ۱/ ۳۸۳۔

❷ نسائی، ابواب السهو، باب السلام على النبى ﷺ: ۳/ ۴۳۔ وأحمد: ۱/ ۴۵۲۔ وفضل الصلاة على النبى ﷺ لاسماعيل القاضي، حديث نمبر: ۲۱، ص: ۲۴۔ اور اس کی سند صحیح ہے۔

❸ دیکھئے: الدرر السنية فى الأجوبة النجدية لعبد الرحمٰن بن قاسم: ۶/ ۱۶۵ تا ۱۷۴.

Marfat.com

۸۔ تصویریں اور قبروں پر قبوں کی تعمیر کی ممانعت:

نبی کریم ﷺ روئے زمین کو شرک باللہ کے وسائل سے پاک کر رہے تھے، چنانچہ آپ ﷺ اپنے بعض صحابہ کو قبروں پر بنے ہوئے قبوں (گنبدوں) کو گرانے اور تصویروں کو مٹانے اور مسخ کرنے کے لیے بھی بھیجا کرتے تھے۔

حضرت ابوالہیاج اسدی سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا میں تمھیں ایک ایسے کام کے لیے نہ بھیجوں جس کے لیے اللہ کے رسول ﷺ نے مجھے بھیجا تھا کہ:

((أَلَا تَدَعْ تِمْثَالًا إِلَّا طَمَسْتَهُ وَلَا قَبْرًا مُشْرِفًا إِلَّا سَوَّيْتَهُ)) ❶

''کوئی مجسمہ (اسٹیچو) نہ چھوڑنا مگر اسے مٹا کر رکھ دینا، اور نہ کوئی اونچی قبر چھوڑنا مگر اسے (توڑ کر) برابر کر دینا۔''

۹۔ تین مسجدوں کے علاوہ کسی جگہ کے لیے کجاوہ کسنا (سفر کرنا) منع ہے:

جہاں نبی کریم ﷺ نے شرک تک پہنچانے والے تمام دروازوں کو بند کیا ہے، وہیں شرک سے قریب کرنے والی اور توحید کو شرک اور اس کے اسباب سے خلط ملط کرنے والی تمام چیزوں سے توحید کی حفاظت بھی فرمائی ہے، چنانچہ ارشاد ہے:

((لَا تَشُدُّوا الرِّحَالَ إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ: مَسْجِدِيْ هٰذَا، وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ، وَالْمَسْجِدِ الْأَقْصٰى.)) ❷

''تین مسجدوں کے علاوہ کہیں اور کے لیے کجاوے نہ کسو (سفر نہ کرو) میری یہ مسجد (مسجد نبوی)، مسجد حرام اور مسجد اقصیٰ۔''

---

❶ مسلم، كتاب الجنائز، باب الأمر بتسويه القبر: ٢/ ٦٦٦.

❷ بخاري مع فتح الباري، كتاب فضل الصلاة في مسجد مكة والمدينة: ٣/ ٦٣۔ ومسلم، (انہی الفاظ کے ساتھ)، كتاب الحج، باب سفر المرأة مع الحرام الى حج وغيره: ٢/ ٩٧٦۔

Marfat.com

چنانچہ اس ممانعت میں قبروں اور مزاروں کے لیے کجاوے کسنا شامل ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یہی سمجھا ہے، اسی لیے جب حضرت ابو ہریرہؓ کوہِ طور گئے اور (واپس آ کر) بصرہ بن ابو بصرہ غفاری سے ان کی ملاقات ہوئی تو انھوں نے ان سے پوچھا کہاں سے آ رہے ہو؟ فرمایا: کوہِ طور سے، انھوں نے کہا: اگر میں نے تمھیں وہاں جانے سے پہلے پایا ہوتا تو تم وہاں نہ جاتے! میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے:

((لَا تُعْمَلُ المطی إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ ......)) ❶

''سفر نہیں کیا جا سکتا مگر تین مسجدوں کے لیے......''

اسی لیے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ ''ائمہ اس بات پر متفق ہیں کہ اگر کوئی شخص نبی کریم ﷺ یا آپ کے علاوہ انبیاء و صالحین کی قبروں کی طرف سفر کرنے کی نذر مانے تو اس کے لیے اپنی نذر کا پورا کرنا ضروری نہ ہوگا، بلکہ اسے اس سے منع کیا جائے گا۔'' ❷

۱۰۔ قبروں کی بدعی زیارت شرک کے اسباب میں سے ہے:

قبروں کی بدعی زیارت شرک کے اسباب میں سے ہے، کیونکہ زیارت قبور کی دو قسمیں ہیں:

پہلی قسم: مشروع زیارت جس کا مقصد اہل قبور کو سلام کرنا اور ان کے لیے دعا کرنا ہوتا ہے، جیسا کہ کسی کے مرنے پر نمازِ جنازہ کا مقصد ہوتا ہے، اور موت کی یاد کے لیے۔ بشرطیکہ اسی کے لیے خاص سفر نہ کیا جائے۔ بلکہ سنت نبویؐ کی اتباع کے لیے۔

---

❶ نسائی، كتاب الجمعة، باب الساعة التي يستجاب فيها الدعاء يوم الجمعة: ٣/ ١١٤۔ ومالك في الموطا، كتاب الجمعة، باب الساعة التي في يوم الجمعة: ١/ ١٠٩۔ مسند أحمد: ٦/ ٧، ٣٩٧۔ نیز دیکھیے: فتح المجيد، ص: ٢٨٩۔ وصحيح النسائي: ١/ ٣٠٩.

❷ دیکھیے: فتاوی ابن تیمیہ: ١/ ٢٣٤۔

Marfat.com

دوسری قسم: مشرکانہ اور بدعی زیارت۔ ❶

اور اس قسم کی تین قسمیں ہیں:

الف:...... جو مردے سے اپنی حاجت کا سوال کرتے ہیں اور یہ لوگ بت پرستوں کے قبیل سے ہیں۔

ب:...... جو مردے کے وسیلہ سے اللہ سے سوال کرتے ہیں، مثلاً: کوئی کہتا ہے کہ میں تیری طرف تیرے نبی یا فلاں شیخ کے حق کا وسیلہ قائم کرتا ہوں، یہ چیز دین اسلام میں ایجاد کردہ بدعات میں سے ہے، لیکن شرک اکبر تک نہیں پہنچتی اور نہ ہی ایسا کہنے والے کو دین اسلام سے خارج کرتی ہے، جیسا کہ پہلی قسم خارج کردیتی ہے۔

ج:...... جو لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ قبروں کے پاس دعائیں قبول ہوتی ہیں، یا وہاں دعا کرنا مسجد میں دعا کرنے سے افضل ہے، یہ چیز متفقہ طور پر عظیم گناہوں میں سے ہے۔ ❷

۱۱۔ سورج کے طلوع وغرب کے وقت نماز ادا کرنا شرک کے وسائل میں سے ہے، کیونکہ ایسا کرنے سے ان لوگوں کی مشابہت ہوتی ہے جو ان دونوں وقتوں میں سورج کا سجدہ کرتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

((لَا تَحَرَّوْا بِصَلَاتِكُمْ طُلُوْعَ الشَّمْسِ وَلَا غُرُوْبِهَا فَإِنَّهَا تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيِ الشَّيْطَانِ .)) ❸

''اپنی نماز کے لیے سورج کے طلوع وغروب کے وقت کی تلاش نہ کرو، کیوں کہ سورج شیطان کے دوسینگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے۔''

---

❶ دیکھئے: فتاویٰ ابن تیمیه: ۱/ ۲۳۳۔ والبدایه والنهایه: ۱۴/ ۱۲۳۔

❷ دیکھئے: الدرر السنية في الاجوبة النجديه: ۶/ ۱۶۵۔ ۱۷۴۔

❸ صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب الأوقات التي نهي عن صلاة فيها: ۱/ ۵۶۸، حديث نمبر: ۸۲۸.

Marfat.com

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ شرک کے وسائل جو شرک تک پہنچاتے ہیں، ہر وہ وسیلہ و ذریعہ ہے جو شرک اکبر کا راستہ ہو، اور جن وسائل کا تذکرہ یہاں نہیں کیا گیا ہے، ان میں سے ذی روح اشیا کی تصویر، ایسی جگہ نذر کا پورا کرنا جہاں کسی بت کی پرستش ہوتی ہو، یا جاہلیت کا کوئی تہوار، یا میلہ لگتا رہا ہو اور دیگر وسائل ہیں۔ ❶

چھٹا مطلب:......شرک کے انواع واقسام:

اوّلاً:......شرک کی بہت ساری قسمیں ہیں، ان میں سے چند درج ذیل ہیں:

پہلی قسم:......شرک اکبر جو دین اسلام سے خارج کر دیتا ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَن يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَن يَشَاءُ ۚ وَمَن يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا ﴿١١٦﴾ ﴾ [النساء: ١١٦]

''یقیناً اللہ تعالیٰ اس چیز کو ہرگز نہیں معاف کرے گا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے اور اس کے علاوہ گناہوں کو جس کے لیے چاہے گا بخش دے گا، اور جو اللہ کے ساتھ شرک کرے وہ بہت دُور کی گمراہی میں جا پڑا۔''

شرک اکبر کی چار قسمیں ہیں:

ا۔ دعا کا شرک:

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ فَإِذَا رَكِبُوا فِي الْفُلْكِ دَعَوُا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ فَلَمَّا نَجَّاهُمْ إِلَى الْبَرِّ إِذَا هُمْ يُشْرِكُونَ ﴿٦٥﴾ ﴾ [العنکبوت: ٦٥] ❷

''تو جب یہ لوگ کشتیوں میں سوار ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ہی کو پکارتے ہیں اس کے لیے عبادت کو خالص کر کے، پھر جب وہ انھیں خشکی کی طرف بچالاتا ہے تو اسی وقت شرک کرنے لگتے ہیں۔''

---

❶ دیکھئے: الارشاد الی صحیح الاعتقاد، تالیف ڈاکٹر صالح الفوزان، ص: ٥٤۔ ٧٠، ١١٣۔ ١٥٢.

❷ نیز دیکھئے: الجواب الکافي لابن القیم، ص: ٢٣٠۔ ٢٤٤۔ ومدارج السالکین لابن القیم: ١/ ٣٣٩۔ ٣٤٦.

Marfat.com

۲۔نیت، ارادہ اور قصد کا شرک

ارشادِ باری ہے:

﴿مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا نُوَفِّ إِلَيْهِمْ أَعْمَالَهُمْ فِيهَا وَهُمْ فِيهَا لَا يُبْخَسُونَ ﴿١٥﴾ أُولٰٓئِكَ الَّذِينَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ إِلَّا النَّارُ ۖ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوا فِيهَا وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٦﴾﴾

[هود: ۱۵-۱٦]

"جو لوگ دنیوی زندگی اور اس کی رونق چاہتے ہیں، ہم انھیں ان کے سارے اعمال کا بدلہ یہیں بھرپور دیتے ہیں، اور یہاں انھیں کوئی کمی نہیں کی جاتی ہے، یہی وہ لوگ ہیں جن کے لیے آخرت میں سوائے آگ کے اور کچھ نہیں اور جو کچھ یہاں انھوں نے کیا ہوگا وہ سب اکارت ہے، اور ان کے سارے اعمال برباد ہونے والے ہیں۔"

۳۔اطاعت کا شرک:

یہ اللہ کی نافرمانی میں احبار و رہبان، یعنی اپنے علماء اور پادریوں وغیرہ کی اطاعت کرنا ہے۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿اِتَّخَذُوٓا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِّنْ دُونِ اللّٰهِ وَالْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ ۚ وَمَآ أُمِرُوٓا إِلَّا لِيَعْبُدُوٓا إِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ ۚ سُبْحٰنَهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿٣١﴾﴾ [التوبة: ۳۱]

"ان لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے عالموں اور درویشوں کو اپنا رب بنالیا ہے اور مریم کے بیٹے مسیح کو، حالانکہ انھیں صرف ایک تنہا اللہ کی عبادت کا حکم دیا گیا تھا جس کے سوا کوئی معبودِ حقیقی نہیں، وہ ان کے شرک سے منزہ اور پاک ہے۔"

۴۔محبت کا شرک:

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

Marfat.com

﴿وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ ؕ﴾ [البقرة: ١٦٥]

''اور بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو اللہ کے علاوہ اَوروں کو شریک ٹھہرا کر ان سے ایسی محبت رکھتے ہیں جیسی محبت اللہ سے ہونی چاہیے۔''

خلاصہ یہ ہے کہ شرک اکبر عبادات کی قسموں میں سے کچھ بھی غیر اللہ کے لیے پھیر دینے کا نام ہے، جیسے غیر اللہ کو پکارے، یا غیر اللہ کے لیے ذبح کرے، یا غیر اللہ کے لیے نذر مانے، یا قبر والوں کا یا جن وشیاطین کا کسی بھی قسم کی عبادت کے ذریعہ سے تقرب حاصل کرے، یا مردوں سے ڈرے کہ وہ اسے نقصان پہنچائیں گے، یا غیر اللہ سے حاجت برآری اور پریشانیوں سے نجات کی اُمید کرے جس کی طاقت صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہوسکتی ہیں۔ ❶

دوسری قسم :...... شرکِ اصغر جو مشرک کو دین اسلام سے خارج نہیں کرتا، معمولی ریا ونمود اسی قبیل سے ہے۔ ارشادِ باری ہے:

﴿فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّ لَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖۤ اَحَدًا ؒ۝۱۱۰﴾ [الكهف: ١١٠]

''تو جسے بھی اپنے پروردگار سے ملنے کی آرزو ہو اسے چاہیے کہ نیک اعمال کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔''

اور اسی قبیل سے غیر اللہ کی قسم کھانا بھی ہے، ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

((مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللّٰهِ فَقَدْ كَفَرَ أَوْ أَشْرَكَ .)) ❷

''جس نے غیر اللہ کی قسم کھائی اس نے کفر کیا یا شرک کیا۔''

---

❶ دیکھیے: كتاب التوحيد، تاليف ڈاكٹر صالح الفوزان، ص: ١١۔

❷ اس روایت کو امام ترمذی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے اور حسن قرار دیا ہے۔ کتاب النذور والایمان، باب ماجاء في كراهية الحلف بغير الله: ٤/ ١١٠۔ نیز علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح سنن ترمذی (٢/٩٩) میں صحیح قرار دیا ہے۔

Marfat.com

اور اسی قبیل سے آدمی کا ''اگر اللہ نہ ہوتا اور آپ'' یا ''جو اللہ چاہے اور آپ'' وغیرہ کہنا بھی ہے۔

اور شرک کی قسموں میں سے شرک خفی بھی ہے:

((الشرك في هذه الأمة أخفى من دبيب النملة السوداء على صفاةٍ سوداء في ظلمة الليل.)) ❶

''شرک اس اُمت میں رات کی تاریکی میں کالی چٹان پر کالی چیونٹی کی چال سے بھی پوشیدہ تر ہے۔''

اور اس کا کفارہ یہ ہے کہ بندہ کہے:

((أَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُبِكَ أَنْ أُشْرِكَ بِكَ شَيْئًا وَأَنَا أَعْلَمُ، وَأَسْتَغْفِرُكَ مِنَ الذَّنْبِ الَّذِي لا أَعْلَمُ.)) ❷

''اے اللہ! میں تجھ سے اس بات کی پناہ چاہتا ہوں کہ میں تیرے ساتھ کچھ بھی شریک کروں، درآں حالیکہ میں جانتا ہوں اور میں تجھ سے اس گناہ کی بخشش چاہتا ہوں جو میں نہیں جانتا۔''

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اس فرمانِ باری تعالیٰ:

﴿فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿٢٢﴾﴾ [البقرہ: ٢٢]

''اللہ تعالیٰ کے لیے شریک نہ بناؤ اس حال میں کہ تمھیں علم ہو۔''

کے بارے میں فرماتے ہیں: ''انداد'' وہ شرک ہے جو رات کی تاریکی میں کالی چٹان پر چیونٹی کی چال سے بھی پوشیدہ ہے اور وہ یہ ہے کہ کوئی کہے: اے فلاں! اللہ کی قسم اور تیری زندگی کی قسم اور میری زندگی کی قسم اور کہے: اگر اس کی کتیا نہ ہوتی تو کل رات ہمارے یہاں چور

---

❶ اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔ دیکھیے: صحيح الجامع: ٣/ ٢٣٣۔ اور تخریج الطحاویہ از ارناؤوط، ص: ٨٣۔

❷ اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔ دیکھیے: صحيح الجامع: ٣/ ٢٣٣۔ ومجموعه التوحيد از محمد بن عبدالوهاب، وابن تيميه، ص: ٦۔

Marfat.com

آ جاتے، اگر بطخ گھر میں نہ ہوتی تو چور آ گھستے، آدمی کا اپنے ساتھی سے یہ کہنا کہ جو اللہ چاہے اور آپ، اور آدمی کا یہ کہنا کہ اگر اللہ نہ ہوتا اور فلاں۔'' ❶

اور نبی کریم ﷺ کے فرمان:

((مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللّٰهِ فَقَدْ كَفَرَ أَوْ أَشْرَكَ .)) ❷

''جس نے غیر اللہ کی قسم کھائی اس نے کفر کیا یا شرک کیا۔''

کے سلسلہ میں امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بعض اہل علم کے نزدیک نبی کے فرمان ((فَقَدْ كَفَرَ أَوْ أَشْرَكَ)) کی تفسیر یہ کی گئی ہے کہ یہ شدت اور تغلیظ پر محمول ہے (یعنی حقیقت مقصود نہیں ہے) اور اس کی دلیل حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عمرؓ کو ((وَأَبِي وَأَبِي)).....''میرے باپ کی قسم، میرے باپ کی قسم!'' کہتے ہوئے سنا تو آپ نے فرمایا:

((أَلَا إِنَّ اللّٰهَ يَنْهَاكُمْ أَنْ تَحْلِفُوْا بِآبَائِكُمْ .)) ❸

''سن لو! اللہ تعالیٰ تمھیں اپنے باپ دادوں کی قسم کھانے سے منع فرماتا ہے۔''

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث نبی کریم ﷺ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ قَالَ فِيْ حَلَفِهِ بِاللَّاتِ وَالْعُزّٰى فَلْيَقُلْ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ .)) ❹

''جس نے اپنی قسم میں کہا: ''لات وعزیٰ کی قسم!'' تو اسے چاہیے کہ وہ ''لا الہ الا

---

❶ اسے امام ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں ذکر کیا ہے: ۱/۵۶۔ اور ابن ابی حاتم کی طرف منسوب کیا ہے۔

❷ اس روایت کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے: ۴/۱۱۰۔ اس حدیث کی تخریج، ص: ۱۱۹ میں گزر چکی ہے۔

❸ اس روایت کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے، كتاب النذور والايمان، باب ماجاء فی كراهية الحلف بغير الله: ٤/ ١١٠۔ نیز دیکھئے: صحيح الترمذی: ٢/ ٩٢۔

❹ اس روایت کو امام ترمذی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ كتاب النذور والايمان، باب ماجاء فی كراهية الحلف بغير الله: ٤/ ١١٠۔ نیز دیکھئے: صحيح الترمذی: ٢/ ٩٢۔

Marfat.com

اللہ'' کہے۔''

اور ممکن ہے کہ شرک خفی شرک اصغر میں داخل ہو، تو ایسی صورت میں شرک کی دو ہی قسمیں ہوں گی، شرکِ اکبر اور شرکِ اصغر۔ اس بات کی طرف ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے اشارہ کیا ہے۔ ❶

خلاصہ یہ ہے کہ شرکِ اصغر کی دو قسمیں ہیں۔

پہلی قسم شرکِ ظاہر:......اور وہ کچھ الفاظ واعمال ہیں۔

الفاظ کی مثال جیسے غیر اللہ کی قسم کھانا، یا جو اللہ چاہے اور آپ، یا اگر اللہ نہ ہوتا اور آپ، یا یہ اللہ کی طرف سے ہے اور آپ کی طرف سے، یا یہ اللہ کی برکتوں سے ہے اور آپ کی، وغیرہ کہنا، جبکہ صحیح یہ ہے کہ کہے: جو صرف اللہ چاہے، یا جو اللہ کی جانب سے ہے، یا یہ اللہ کی جانب سے ہے اور پھر آپ کی جانب سے وغیرہ۔

اور اعمال کی مثال جیسے مصیبت کے رفع و دفع کرنے کے لیے چھلا یا دھاگہ وغیرہ پہننا، جن یا نظر بد وغیرہ کے خوف سے تعویذیں لٹکانا، اور جو شخص یہ عقیدہ رکھتے ہوئے ایسا کرے کہ یہ چیزیں مصیبت کے آنے کے بعد اُسے رفع کرتی ہیں یا آنے سے قبل اُسے دُور بھگاتی ہیں تو ایسا شخص شرکِ اکبر کا مرتکب ہے اور یہ ربوبیت میں شرک ہے، کیونکہ اس شخص نے تخلیق و تدبیر میں اللہ کے شریک ہونے کا عقیدہ رکھا اور عبادت میں بھی شرک ہے اس طور پر کہ ایک طرح سے اس نے اس کی عبادت کی، اور اس کے نفع کی اُمید اور لالچ میں اس کا دل اس سے لگا رہا، اور اگر اس نے یہ عقیدہ رکھا کہ اللہ تعالیٰ ہی تنہا مصیبتوں کا رفع و دفع کرنے والا ہے لیکن مذکورہ چیزوں کو مصیبت کے دفع کرنے کا ایک سبب اور ذریعہ سمجھا تو بھی اس شخص نے ایک ایسی چیز کو جو نہ شرعی طور پر کوئی سبب ہے اور نہ ہی قدری طور پر، مصیبت کے رفع و دفع کرنے کا سبب بنا دیا۔ اور ایسا کرنا حرام، شریعت اور تقدیر پر جھوٹ باندھنا ہے، شریعت پر جھوٹ یوں کہ شریعت نے ان چیزوں سے بڑی سختی سے منع فرمایا ہے، اور جس چیز سے شریعت

❶ دیکھئے: الجواب الکافی لمن سأل عن الدواء والشافی، تالیف ابن القیم، ص: ۲۳۳۔

Marfat.com

نے منع کر دیا ہو وہ چیز نفع بخش اسباب میں سے نہیں ہو سکتی۔

اور تقدیر پر جھوٹ یوں کہ یہ چیزیں نہ تو معہود وغیر معہود اسباب میں سے ہیں جن سے مقصد حاصل ہو، اور نہ ہی جائز نفع بخش دواؤں میں سے ہیں، بلکہ یہ چیزیں منجملہ شرک کے وسائل میں سے ہیں، کیونکہ لازمی طور پر ان چیزوں کے لٹکانے والے کا دل ان سے لگا رہتا ہے اور یہ چیز ایک قسم کا شرک اور شرک کا ذریعہ ہے۔

دوسری قسم: شرکِ خفی:......شرکِ خفی ارادوں، نیتوں اور مقاصد کا شکر ہے۔ اس کی دو قسمیں ہے:

پہلی قسم: ریا و نمود:...... ریا، عبادت کو اس نیت سے ظاہر کرنے کو کہتے ہیں کہ لوگ دیکھیں اور اس کی عبادت پر اس کی تعریف و ستائش کریں۔

''ریا'' اور ''سمعت'' (نمود) میں فرق یہ ہے کہ ریا دکھائی دینے والے اعمال میں ہوتا ہے، مثلاً: نماز، صدقہ، حج اور جہاد وغیرہ جبکہ سمعت سنے جانے والے اعمال میں ہوتا ہے، جیسے تلاوتِ قرآن، وعظ و نصیحت، ذکر و اذکار، انسان کا اپنے اعمال کے بارے میں گفتگو کرنا اور اس کی خبر دینا بھی اسی میں داخل ہے۔

دوسری قسم: انسان کا اپنے عمل سے دنیا چاہنا:......یعنی انسان اپنے اس عمل سے جس سے اللہ کی رضا کا حصول مقصود ہونا چاہیے، دنیوی ساز و سامان کا ارادہ رکھے۔

یہ نیتوں اور ارادوں کا شرک ہے اور کمالِ توحید کے منافی ہے اور انسان کے عمل کو رائیگاں کر دیتا ہے۔ [1]

ہم اللہ سے دنیا و آخرت میں عفو و عافیت کا سوال کرتے ہیں۔

---

[1] دیکھئے: القول السدید فی مقاصد التوحید للسعدی، ص: ٤٣۔ والجواب الکافی لمن سأل عن الدواء الشافی، لابن القیم، ص: ٢٤٠۔ وکتاب التوحید، للعلامة صالح بن فوزان الفوزان، ص: ١١، ١٢۔ والارشاد الی صحیح الاعتقاد للفوزان، ص: ١٣٤۔ ١٤٣۔

Marfat.com

ثانیاً: شرک اکبر اور شرکِ اصغر کے درمیان فرق:

۱۔ شرکِ اکبر انسان کو دین اسلام سے خارج کر دیتا ہے، جب کہ شرکِ اصغر دین اسلام سے خارج نہیں کرتا۔

۲۔ شرکِ اکبر کا مرتکب جہنم میں ہمیشہ ہمیشہ رہے گا جبکہ شرکِ اصغر کا مرتکب اگر جہنم میں داخل ہوگا تو ہمیشہ ہمیشہ نہیں رہے گا۔

۳۔ شرکِ اکبر مشرک کے تمام اعمال کو ضائع و برباد کر دیتا ہے جب کہ شرکِ اصغر تمام اعمال کو ضائع نہیں کرتا، بلکہ ریا کاری اور دنیا طلبی صرف اسی عمل کو ضائع کرتی ہے، جس میں وہ پائی جائے۔

۴۔ شرکِ اکبر خون و مال کو حلال کر دیتا ہے، جب کہ شرکِ اصغر کا معاملہ ایسا نہیں۔ [1]

۵۔ شرکِ اکبر مشرک اور مومنوں کے درمیان دشمنی و عداوت کو واجب کر دیتا ہے، چنانچہ مومنوں کے لیے مشرک سے دوستی رکھنا جائز نہیں، خواہ وہ کتنا ہی قریبی کیوں نہ ہو۔ رہا شرک اصغر تو وہ مطلق طور پر دوستی رکھنے سے منع نہیں کرتا، بلکہ شرکِ اصغر کے مرتکب سے اس قدر محبت کی جائے گی جس قدر اس میں توحید ہوگی، اس سے اس قدر دشمنی اور بغض رکھا جائے گا جس قدر اس میں شرکِ اصغر ہوگا۔ [2]

ساتواں مطلب:......شرک کے آثار و نقصانات:

شرک کے بڑے خطرناک آثار، عظیم مفاسد اور ہلاکت انگیز نقصانات ہیں، ان میں سے چند نقصانات مختصراً اور اجمالاً درج ذیل ہیں:

۱۔ دنیا و آخرت کی برائی شرک کے آثار و نقصانات میں سے ہے۔

۲۔ شرک ہی دنیا و آخرت میں مصائب کا عظیم ترین سبب ہے۔

۳۔ شرک دنیا و آخرت میں خوف کا سبب ہے اور امن و امان کو عنقا بنا دیتا ہے۔

---

[1] دیکھئے: کتاب التوحید، تالیف ڈاکٹر صالح الفوزان، ص: ۱۲۔

[2] دیکھئے: مصدر سابق، ص: ۱۵۔

Marfat.com

۴۔ مشرک دنیا وآخرت میں ضلالت وگمراہی کا شکار ہوتا ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًاۢ بَعِيْدًا ۝١١٦﴾ [النساء: ١١٦]

''اور جو اللہ کے ساتھ شرک کرے وہ بہت دُور کی گمراہی میں جا پڑا۔''

۵۔ اگر شرک اکبر کا مرتکب بغیر توبہ کیے ہوئے مرگیا تو اللہ تعالیٰ اس کی بخشش نہیں فرمائے گا، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰٓى اِثْمًا عَظِيْمًا ۝٤٨﴾ [النساء: ٤٨]

''یقیناً اللہ تعالیٰ اس چیز کو ہرگز معاف نہیں کرے گا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے، اور اس کے علاوہ گناہوں کو جس کے لیے چاہے بخش دے گا اور جو اللہ کے ساتھ شرک کرے اس نے بہت بڑا گناہ اور بہتان باندھا۔''

۶۔ شرکِ اکبر تمام اعمال کو ضائع اور اکارت کردیتا ہے، اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿وَلَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝٨٨﴾ [الانعام: ٨٨]

''اور اگر ان لوگوں نے بھی شرک کیا تو ان کے سارے اعمال برباد ہوجائیں گے۔''

نیز ارشاد ہے:

﴿لَىِٕنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝٦٥﴾

[الزمر: ٦٥]

''اگر آپ نے بھی شرک کیا تو یقیناً آپ کے اعمال ضائع ہوجائیں گے اور آپ خسارہ اُٹھانے والوں میں سے ہوں گے۔''

۷۔ شرکِ اکبر کے مرتکب پر اللہ تعالیٰ جنت کو حرام اور جہنم واجب کردیتا ہے، چنانچہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ ، وَمَنْ مَاتَ يُشْرِكُ

Marfat.com

بِاللّٰہِ شَیْئًا دَخَلَ النَّارَ.)) ❶

''جو شخص اس حال میں مرا کہ اس نے اللہ کے ساتھ کچھ بھی شریک نہ کیا تو وہ جنت میں داخل ہوگا اور جو اس حال میں مرا کہ اس نے اللہ کے ساتھ شریک کیا تو وہ جہنم میں داخل ہوگا۔''

نیز اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّهُ مَنْ يُشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوٰهُ النَّارُ ۖ وَمَا لِلظّٰلِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ ﴿٧٢﴾﴾ [المائدة: ٧٢]

''بے شک جو اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے اس پر اللہ نے جنت حرام کردی ہے اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے اور ظالموں کے لیے کوئی مددگار نہیں ہوگا۔''

۸۔ شرکِ اکبر کا مرتکب ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا، اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِينَ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خٰلِدِينَ فِيهَا ۚ أُولٰٓئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ ﴿٦﴾﴾ [البينة: ٦]

''بے شک اہل کتاب کے کفار و مشرکین جہنم میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، یہ مخلوق کے سب سے بدترین لوگ ہیں۔''

۹۔ شرک سب سے بڑا ظلم اور جھوٹ ہے، حضرت لقمان کی بات جو انھوں نے اپنے بیٹے سے کہی تھی، اس کو نقل کرتے ہوئے اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا:

﴿يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ۖ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ ﴿١٣﴾﴾ [لقمان: ١٣]

''اے میرے بیٹے! اللہ کے ساتھ شرک نہ کرنا، یقیناً شرک سب سے بڑا ظلم ہے۔''

نیز ارشاد ہے:

---

❶ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب من مات لا یشرك باللّٰه شیئا دخل الجنة، ومن مات مشركا دخل النار: ١/ ٩٤، حدیث نمبر: ٩٣.

Marfat.com

﴿وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰىٓ اِثْمًا عَظِيْمًا ﴾ [النساء: ٤٨]

''اور جس نے اللہ کے ساتھ شرک کیا اس نے بہت بڑا گناہ اور بہتان باندھا۔''

۱۰۔ اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ مشرکین سے بری ہیں، اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ اَنَّ اللّٰهَ بَرِيْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۙ وَرَسُوْلُهٗ ﴾ [التوبة: ٣]

''اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے بڑے حج کے دن لوگوں کو صاف اعلان ہے کہ اللہ اور اس کے رسول مشرکین سے بری (بیزار) ہیں۔''

۱۱۔ شرک اللہ کے غضب و عقاب کے حصول اور اس کی رحمت سے دُوری کا سب سے عظیم سبب ہے، ہم اللہ کو ناراض کرنے والی ہر چیز سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں۔

۱۲۔ شرک نورِ فطرت کو گل کر دیتا ہے، کیوں کہ اللہ عزوجل نے لوگوں کو اپنی توحید و اطاعت پر پیدا کیا ہے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ۭ لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ڎ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝۳۰﴾ [الروم: ٣٠]

''اللہ تعالیٰ کی وہ فطرت جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے، اللہ تعالیٰ کی پیدائش میں کوئی تبدیلی نہیں، یہی سیدھا دین ہے، لیکن اکثر لوگ نہیں سمجھتے۔''

اور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَا مِنْ مَوْلُوْدٍ إِلَّا يُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ، فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ، أَوْيُنَصِّرَانِهِ، أَوْ يُمَجِّسَانِهِ .)) ❶

---

❶ متفق علیه بروایت ابوهریره رضی اللہ عنہ۔ بخاری، کتاب الجنائز، باب اذا اسلم الصبی فمات هل یصلی علیه: ٢/ ١١٩، حدیث: ١٣٥٨۔ ومسلم، کتاب القدر، باب معنی کل مولود یولد علی الفطرة: ٤/ ٢٠٤٧، حدیث: ٢٦٥٨۔

Marfat.com

’’ہر بچہ فطرت ہی پر پیدا ہوتا ہے، پھر اس کے ماں باپ اسے یہودی، عیسائی یا مجوسی بنا لیتے ہیں۔‘‘

نیز حدیث قدسی میں نبی کریم ﷺ اپنے رب سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

((إِنِّي خَلَقْتُ عِبَادِي حُنَفَاءَ كُلَّهُمْ وَإِنَّهُمْ أَتَتْهُمُ الشَّيَاطِينُ فَاجْتَالَتْهُمْ عَنْ دِينِهِمْ، وَحُرِّمَتْ عَلَيْهِمْ مَا أُحِلَّتْ لَهُمْ، وَأَمَرَتْهُمْ أَنْ يُشْرِكُوا بِي مَا لَمْ أُنْزِلْ بِهِ سُلْطَانًا.)) [1]

’’بے شک میں نے اپنے تمام بندوں کو اپنی طرف یکسو (خالص موحد) پیدا کیا، پھر ان کے پاس شیاطین آئے اور انھیں ان کے دین سے پھیر دیا اور جن چیزوں کو میں نے ان کے لیے حلال کیا تھا، انھیں ان پر حرام کر دیا اور انھیں اس بات کا حکم دیا کہ وہ میرے ساتھ شرک کریں، جس پر میں نے کوئی دلیل نہیں اُتاری۔‘‘

۱۳۔ شرک اخلاقِ حمیدہ کو ملیا میٹ کر دیتا ہے، کیوں کہ نفس کے پاکیزہ اخلاق فطرت سے منسلک ہیں، اور شرک جب فطرت ہی کو مٹا کر رکھ دیتا تو اللہ کی فطرت پر مبنی پاکیزہ اچھے اخلاق کو بدرجۂ اولیٰ ضائع و برباد کر دے گا۔

۱۴۔ شرک عزتِ نفس (غیرت انسانی) کو مٹا دیتا ہے، کیوں کہ مشرک روئے زمین کے تمام طاغوتوں (غیر اللہ) کے سامنے سرِ تسلیم خم کرتا ہے کیوں کہ اس کا عقیدہ ہوتا ہے کہ ان کے علاوہ اسے کوئی پناہ دینے والا نہیں، لہٰذا (اس عقیدہ کی بنیاد پر) وہ ہر اس چیز کے سامنے جھکتا ہے جو نہ سنتی ہے نہ دیکھتی ہے، اور نہ ہی سمجھتی ہے، چنانچہ وہ غیر اللہ کی عبادت کرتا ہے اور اسی کے لیے ذلت اختیار کرتا ہے اور یہ انتہائی اہانت اور محرومی کی

---

[1] مسلم، كتاب الجنة، باب الصفات التي يعرف بها أهل الجنة وأهل النار: ۱/ ۲۱۹۷، حديث نمبر: ۲۸۶۵.

Marfat.com

بات ہے، ہم اللہ سے عافیت کا سوال کرتے ہیں۔

۱۵۔ شرکِ اکبر جان و مال کو حلال کر دیتا ہے، کیوں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

((أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَشْهَدُوْا أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ، وَيُقِيْمُوْا الصَّلَاةَ ، وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ ، فَإِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ عَصَمُوْا مِنِّيْ دِمَاءَ هُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّ الْإِسْلَامِ وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ .)) ❶

"مجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے لڑتا رہوں یہاں تک کہ وہ اس بات کی شہادت دے دیں کہ اللہ کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں اور محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں، اور نماز قائم کریں، زکوٰۃ دیں جب وہ ایسا کریں تو انھوں نے مجھ سے اپنی جان و مال کو بچالیا، سوائے اسلام کے حق کے، اور ان کا حساب اللہ تعالیٰ پر ہے۔"

۱۶۔ شرکِ اکبر مشرک اور مومنوں کے درمیان عداوت کو واجب کر دیتا ہے، چنانچہ مومنوں کے لیے اس سے دوستی رکھنا جائز نہیں، خواہ وہ کتنی ہی قریبی کیوں نہ ہو۔

۱۷۔ شرکِ اصغر ایمان میں نقص پیدا کرتا ہے، اور وہ شرکِ اکبر کے وسائل و ذرائع میں سے ہے۔

۱۸۔ شرکِ خفی، یعنی ریاکاری اور دنیا طلبی کا شرک جس عمل میں پایا جاتا ہے، اُسے ضائع و برباد کر دیتا ہے، اور یہ مسیح دجال سے بھی زیادہ خوف ناک ہے، کیوں کہ یہ بہت ہی زیادہ پوشیدہ ہے، اور اس کی خطرناکی اُمت محمدیہ (ﷺ) پر بہت ہی زیادہ ہے۔

---

❶ متفق علیه: بخاری، کتاب الایمان، باب: ﴿فَإِنْ تَابُوْا وَأَقَامُوْا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ﴾ ۱/ ۱٤، حدیث نمبر: ۲۵ ۔ ومسلم، کتاب الایمان، باب الأمر بقتال الناس حتی یقولوا لا اله الا اللّٰه: ۱/ ۵۳، حدیث نمبر: ۲۰۔

Marfat.com

اے اللہ کے بندو! ہر طرح کے چھوٹے اور بڑے شرک سے بچو، ہم شرک سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں، اور دنیا و آخرت میں عفو و عافیت اور سلامتی کا سوال کرتے ہیں۔

اللہ کی رحمت اور سلامتی نازل ہو ہمارے نبی سیّدنا محمد ﷺ پر اور آپ کے آل و اصحاب پر اور تا قیامت آنے والے ان کے سچے متبعین پر۔

❀❀❀❀

Marfat.com

ایمان کا نور

Marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرض مترجم

أَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى أَشْرَفِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِيْنَ، أَمَّا بَعْدُ:

دین اسلام عقیدہ (ایمان) عبادات، معاملات اور سیاسیات وغیرہ کا مجموعہ ہے، لیکن عقیدہ اور پھر عبادات کا مقام ومرتبہ اسلام میں سب سے بلند ہے، کیوں کہ عقیدہ پورے دین کی اساس، جڑ، اور عبادات کائنات کی تخلیق کا مقصد اصیل ہے، نیز قرآنِ کریم اور سنت صحیحہ کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ عقائد کی اصلاح کی خاطر اللہ تبارک وتعالیٰ نے انبیائے کرام کا زریں سلسلہ شروع کیا اور اسی کے لیے کتابیں اور صحیفے نازل فرمائے اور اسی کے سبب تمام تر اسلامی جنگیں لڑی گئیں اور ہزاروں کی تعداد میں جانثارانِ اسلام نے اپنی جانیں قربان کیں۔

ایمان کے بالمقابل کفر ونفاق ہیں، یہ دونوں چیزیں اسلام کے منافی ہیں، لیکن کفر کی بہ نسبت نفاق اسلام اور مسلمانوں کے لیے زیادہ خطرناک ہے۔ ''نفاق'' کے معنی اسلام ظاہر کرنے اور کفر چھپانے کے ہیں، مدینہ میں مسلمانوں کو ظاہری کافروں سے زیادہ منافقوں سے نقصان اُٹھانا پڑا، منافقین حسب موقع اپنی چالوں، مکر وفریب، غداری، جھوٹ، خیانت، وعدہ خلافی، شماتت، بے وفائی، غیبت، چغل خوری اور دیگر ناپاک خصائل سے مسلمانوں کو نقصان پہنچانے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کرتے تھے۔ اللہ عزوجل نے قرآنِ کریم بالخصوص سورۂ توبہ میں ان کی نقاب کشائی کی ہے، اوران کے گھناؤنے کردار اور برے اوصاف سے

Marfat.com

نبی کریم ﷺ اور مسلمانوں کو مطلع فرمایا ہے۔ اور انھیں ان کے دنیوی و اخروی انجام کار سے بھی آ گاہ فرمایا ہے۔

نفاق کی دو قسمیں ہیں: نفاق عملی اور نفاق اعتقادی۔

عملی نفاق یہ ہے کہ آدمی عقیدتاً تو اسلام ظاہر کر کے کفر نہ چھپائے لیکن علانیہ نیکی ظاہر کرے اور اس کے خلاف پوشیدہ رکھے، یعنی عملاً اس کی انجام دہی میں کوتاہی کرے، عملی نفاق سے انسان دائرۂ اسلام سے خارج نہیں ہوتا لیکن گناہ گار ضرور ہوتا ہے، جب کہ اعتقادی نفاق سے انسان دائرۂ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔

یہ موضوع اس ناحیہ سے زیادہ اہمیت کا حامل ہے کہ موجودہ وقت میں بہت سے لوگ شعوری یا غیر شعوری طور پر عملی نفاق میں ملوث ہیں، ایسی حالت میں لوگوں کو نفاق کی حقیقت، اس کی علامتوں اور اس کے دنیوی و اخروی انجام وغیرہ سے آ گاہ کرنا ناگزیر ہے تاکہ لوگ (اللہ ہمیں عافیت عطا فرمائے) اعتقادی نفاق میں ملوث نہ ہو جائیں، کیوں کہ شیطان رفتہ رفتہ کفر کے قریب لاتا ہے اور عملی کوتاہیاں اعتقادی کوتاہیوں کا آغاز ہوا کرتی ہیں۔

زیرِ نظر کتاب میں مملکت سعودی عرب کے معروف عالم دین فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر سعید بن علی قحطانی حفظہ اللہ نے (اپنی تمام تالیفات کی طرح) کتاب وسنت کے نصوص اور سلف صالحین کے فرمودات پر مشتمل مستند حوالوں کی روشنی میں ایمان کے مفہوم، اس کے ثمرات وفوائد، اس کی شاخوں، مومنوں کے اوصاف، نیز نفاق کے مفہوم، اس کے انواع واقسام اور منافقین کے اوصاف کی وضاحت فرمائی ہے۔

راقم کی یہ پانچویں طالب علمانہ کاوش ہے جو اللہ کی توفیق سے زیور طبع سے آراستہ ہو رہی ہے، میں اپنے تمام اسلامی بھائیوں، بالخصوص طالبان علوم نبویہ کے سامنے اس کتاب کا اُردو ترجمہ پیش کرتے ہوئے سب سے پہلے اللہ ذوالجلال کا شکریہ ادا کرتا ہوں جس کی توفیق اور مدد سے کتاب کا ترجمہ پایۂ تکمیل کو پہنچا، اس کے بعد اپنے والدین بزرگوار کا شکر ادا کرتا ہوں جن کی انتھک تعلیمی و تربیتی کوششوں کی بدولت دین اسلام کی ادنیٰ سی خدمت کا شرف

Marfat.com

حاصل ہوا، اللہ تعالیٰ انھیں دنیا وعقبیٰ کی بھلائیوں سے نوازے اور اسے ان کے لیے صدقۂ جاریہ بنائے، نیز اپنی اہلیہ، اہل خانہ اور جملہ معاونین کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر سے نوازے۔ (آمین!)

بعدہ! فاضل بھائی جناب فضیلۃ الشیخ ابوالمکرّم عبدالجلیل حفظہ اللہ (مترجم وزراتِ اسلامی امور واوقاف ودعوت وارشاد، ریاض) کا شکریہ ادا کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں، جنھوں نے بڑی ژرف نگاہی سے ترجمہ پر نظر ثانی کر کے تصحیح فرمائی اور پھر کتابت، طباعت اور دیگر ضروری اُمور میں بھرپور تعاون سے نوازا، دیگر معاونین کا بھی ممنون ومشکور ہوں، جنھوں نے کتاب میں کسی بھی طرح سے ہاتھ بٹایا، جزاہم اللہ خیراً۔

اخیر میں تمام اہل علم اور طالبانِ علم سے میری پرخلوص درخواست ہے کہ اگر کتاب میں کسی بھی قسم کی فروگزاشت نظر آئے تو ضرور مطلع فرمائیں اور اپنے مفید مشوروں سے نوازیں۔

اللہ عزوجل سے دُعا ہے کہ اس کتاب کے ذریعے اُردو دان حلقہ کو فائدہ پہنچائے، نیز اس کے مؤلف، مترجم، مصحح، ناشر اور جملہ معاونین کو اخلاصِ قبول وعمل کی توفیق عطا فرمائے۔

(آمین)

وَصَلَّى اللّٰهُ وَسَلَّمَ عَلٰى عَبْدِهٖ وَرَسُوْلِهٖ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ أَجْمَعِيْنَ.

۹ رجب ۱۴۲۴ھ

ابوعبداللہ رعنایت اللہ بن حفیظ اللہ سنابلی

مدینہ طیبہ، مملکت سعودی عرب

❀❀❀❀

Marfat.com

مقدمہ

إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ، نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ، صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَمَنْ تَبِعَهُمْ بِإِحْسَانٍ إِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ، وَسَلَّمْ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا، أَمَّا بَعْدُ!

ایمان کے نور اور نفاق کی تاریکیوں کے سلسلہ میں یہ ایک مختصر سا رسالہ ہے، جس میں مَیں نے ایمان کا مفہوم، اس کے حصول کے طریقے، اس کے فوائد و ثمرات، اس کی شاخیں اور مومنوں کے اوصاف، نیز نفاق کا مفہوم، اس کے انواع و اقسام، اس کے نقصانات اور منافقوں کے اوصاف بیان کیے ہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ مومنوں کا مددگار ہے، اپنی نصرت و توفیق سے ان کی دیکھ ریکھ کرتا ہے اور انھیں کفر، نفاق، گمراہی اور جہالت کی تاریکیوں سے نکال کر علم، ایمان اور ہدایت کی روشنی کی طرف لاتا ہے، اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ﴾

(البقرة: ٢٥٧)

”اللہ تعالیٰ ایمان والوں کا ولی ہے، وہ انھیں تاریکیوں سے نکال کر روشنی کی طرف لاتا ہے۔“

ساتھ ہی اللہ عزوجل نے بیان فرمایا ہے کہ کافروں کے مددگار جو ان کی دیکھ بھال کرتے

Marfat.com

ہیں وہ ''طاغوت'' ہیں، یعنی وہ شرکاء اور بت جن کی وہ اللہ کے علاوہ عبادت کرتے ہیں، اور ہر وہ ذات جس کی اللہ کے علاوہ پرستش کی جائے اور وہ اس سے راضی ہو، یہ طواغیت اپنے عبادت گزاروں کو ایمان کی روشنی سے نکال کر جہالت، کفر، نفاق اور غفلت کی تاریکیوں کی طرف لاتے ہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْلِيٰٓـُٔهُمُ الطَّاغُوْتُ ۙ يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴾ (البقرۃ: ۲۵۷)

''اور کافروں کے اولیاء طاغوت ہیں، جو انھیں روشنی سے نکال کر تاریکیوں کی طرف لاتے ہیں، یہ جہنمی لوگ ہیں جو اس میں ہمیشہ رہیں گے۔''

میں نے اس بحث کو دو مباحث میں تقسیم کیا ہے، اور ہر مبحث کے تحت حسب ذیل مطالب ہیں:

☆ پہلا مبحث...... ایمان کا نور

پہلا مطلب: ایمان کا مفہوم

دوسرا مطلب: حصولِ ایمان اور اس میں زیادتی کے اسباب و ذرائع

تیسرا مطلب: ایمان کے فوائد وثمرات

چوتھا مطلب: ایمان کی شاخیں

پانچواں مطلب: مومنوں کے اوصاف

☆ دوسرا مبحث...... نفاق کی تاریکیاں

پہلا مطلب: نفاق کا مفہوم

دوسرا مطلب: نفاق کی قسمیں

تیسرا مطلب: منافقوں کے اوصاف

چوتھا مطلب: نفاق کے اثرات ونقصانات

میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے سوال کرتا ہوں کہ وہ اس تھوڑے عمل کو مبارک اور خالص اپنے

Marfat.com

رخِ کریم کے لیے بنائے اور اسے میرے لیے میری زندگی میں اور مرنے کے بعد نفع بخش بنائے، اور جس شخص تک بھی یہ کتاب پہنچے اسے اس کے ذریعے نفع پہنچائے، بے شک اللہ کی ذات سب سے بہتر ذات ہے، جس سے سوال کیا جاتا ہے اور انتہائی کریم ہے، جس سے اُمید وابستہ کی جاتی ہے، وہی ہمارے لیے کافی اور بہترین کارساز ہے، نیز میں اللہ عزوجل سے سوال کرتا ہوں کہ وہ نبی ُامین، خاتم الانبیاء والمرسلین، ہمارے نبی محمد (ﷺ) پر، آپ کے تمام آل واصحاب پر اور قیامت تک آنے والے ان کے سچے متبعین پر (اپنی) رحمت وسلامتی اور برکت نازل فرمائے۔

وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی عَبْدِهٖ وَرَسُوْلِهِ الْأَمِيْنُ، نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَمَنْ تَبِعَهُمْ بِإِحْسَانٍ إِلٰی يَوْمِ الدِّيْنِ.

مؤلف

بروز منگل، بوقت عصر، مطابق ۱۴۱۹/۱۰/۱۶ ہجری

❀❀❀❀

Marfat.com

پہلا مبحث

ایمان کا نور

پہلا مطلب:...... ایمان کا مفہوم:

اوّلاً: ایمان کا لغوی و اصطلاحی مفہوم:...... ایمان کے لغوی معنی، تصدیق کے ہیں، برادرانِ یوسف نے اپنے والد سے کہا تھا: ﴿وَمَا أَنتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا﴾ (یوسف:۱۷) یعنی آپ ہماری (باتوں کی) تصدیق کرنے والے نہیں ہیں۔

ایمان کی حقیقت (اصطلاحی مفہوم):...... ایمان قول وعمل سے مرکب ہے، یعنی دل وزبان کا اقرار اور دل وزبان اور اعضا و جوارح کا عمل، یہ چار چیزیں دین اسلام کی جامع ہیں:

۱۔ دل کا قول (اقرار): یعنی دل کی تصدیق، یقین اور اعتقاد۔

۲۔ زبان کا قول یعنی شہادتین (کلمہ شہادت): ''لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ'' (ﷺ) کی زبان سے ادائی اور اس کے لوازمات کا اقرار۔

۳۔ دل کا عمل: یعنی نیت، اخلاص، محبت، تابعداری، اللہ کی طرف کامل توجہ، اس پر توکل و اعتماد اور اس کے لوازمات ومتعلقات۔

۴۔ زبان اور اعضا و جوارح کا عمل: زبان کا عمل وہ چیزیں ہیں جو زبان کے بغیر ادا نہیں ہوسکتیں، جیسے تلاوتِ قرآنِ کریم، بقیہ اذکار و وظائف اور دُعا و استغفار وغیرہ اور اعضا و جوارح کا عمل وہ چیزیں ہیں جن کی ادائی اعضا و جوارح سے ہی ممکن ہے، جیسے قیام، رکوع، سجدہ اور اللہ کی مرضی میں چلنا پھرنا، جیسے مساجد، حج، جہاد فی سبیل اللہ، امر بالمعروف ونہی عن لمنکر اور ان کے علاوہ ان تمام کاموں کے لیے آمد و رفت جن کا

Marfat.com

ذکر ایمان کی شاخوں والی حدیث میں ہوا ہے۔ ❶

علامہ عبدالرحمٰن بن ناصر سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حکم کردہ تمام باتوں کو مان کر اور ظاہری و باطنی طور پر ان کی تابعداری کر کے اس کے مکمل اعتراف اور پختہ تصدیق کا نام ایمان ہے، چنانچہ ایمان دل کی تصدیق و اعتقاد کا نام ہے جو کہ قلب و قالب (جسم) کے تمام اعمال کو شامل ہے، اور یہ پورے دین اسلام کی انجام دہی کو شامل ہے، اسی لیے ائمہ کرام اور سلف صالحین کہا کرتے تھے کہ ایمان، دل و زبان کے قول اور دل، زبان اور اعضا و جوارح کے عمل کا نام ہے، یعنی ایمان قول، عمل اور عقیدہ کا نام ہے جو اطاعت گزاری سے بڑھتا اور معصیت کاری سے گھٹتا ہے، چنانچہ وہ ایمان کے جملہ عقائد، اخلاق اور اعمال کو شامل ہے۔'' ❷

ثانیاً: ایمان اور اسلام کے درمیان فرق:......شریعت میں ایمان کی دو حالتیں ہیں:
پہلی حالت یہ ہے کہ اسلام کا ذکر نہ کر کے صرف ایمان کا ذکر کیا جائے، ایسی صورت میں ایمان سے پورا دین مراد ہوگا، جیسا کہ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۙ يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۭ﴾ (البقرۃ: ۲۵۷)

''اللہ تعالیٰ ایمان والوں کا ولی (سرپرست) ہے، وہ انھیں تاریکیوں سے نکال کر روشنی کی طرف لاتا ہے۔''

سلف صالحین رحمہم اللہ اپنے قول ''ایمان: عقیدہ اور قول و عمل کا نام ہے، اور سارے

---

❶ دیکھیے: شرح العقیدۃ الطحاویۃ لابن ابی العز، ص: ۳۷۳۔ معارج القبول شرح سلم الوصول الی علم الاصول فی التوحید از شیخ حافظ الحکمی: ۲/ ۵۸۷۔ ۵۹۱۔ اصول و ضوابط فی التکفیر للعلامۃ عبداللطیف بن عبدالرحمن بن حسن آل الشیخ، ص: ۳۴۔ نیز دیکھیے: کتاب الایمان لابن مندہ: ۱/ ۳۰۰۔ ۳۴۱۔

❷ التوضیح والبیان لشجرۃ الایمان، ص: ۹۔ نیز دیکھیے: کتاب الایمان لابن مندہ: ۱/ ۳۴۱، فتاویٰ ابن تیمیہ: ۷/ ۵۰۵۔

Marfat.com

اعمال ایمان کے نام میں داخل ہیں'' سے یہی معنی مراد لیتے ہیں۔

دوسری حالت یہ ہے کہ ایمان اور اسلام کا ایک ساتھ ذکر کیا جائے، ایسی صورت میں ایمان کی تفسیر پوشیدہ عقائد سے کی جائے گی، جیسے اللہ، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں، یوم آخرت اور اچھی و بری تقدیر پر ایمان رکھنا، جیسا کہ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ﴾ (النساء: ۵۷)

''جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال انجام دیئے۔''

اور اسلام کی تفسیر اعضا و جوارح کے ظاہری اعمال سے کی جائے گی، جیسے شہادتین کا اقرار، نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج اور ان کے علاوہ دیگر اعمال، [1] جیسے اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ﴾

(الاحزاب: ۳۵)

''بے شک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اور مومن مرد اور مومن عورتیں۔''

چنانچہ جب ایمان و اسلام کا علیحدہ علیحدہ ذکر ہوگا تو دونوں کا معنی ایک ہوگا، اور جب دونوں کا اکٹھا ذکر ہوگا تو دونوں کے معانی مختلف ہوں گے، بعینہ ''فقیر اور مسکین'' کی طرح، کہ جب دونوں میں سے ایک کا تنہا ذکر ہوگا تو دوسرا بھی (اس میں) شامل ہوگا، اور جب دونوں اکٹھا ذکر کیے جائیں گے تو ہر ایک کا خاص اور الگ مفہوم ہوگا۔ [2]

دوسرا مطلب:...... حصولِ ایمان اور اس میں زیادتی کے اسباب و ذرائع:

ایمان بندے کا کمال ہے، اسی سے دنیا و آخرت میں اس کے درجات بلند ہوتے ہیں، وہی ہر طرح کی دیر سویر بھلائی کے حصول کا سبب اور ذریعہ ہے۔ ایمان کا حصول، اس میں

---

[1] فتاویٰ ابن تیمیة: ۷/ ۱۳ تا ۱۵، ۵۵۱ تا ۵۵۵۔ معارج القبول للشیخ حافظ الحکمی: ۲/ ۵۹۷ تا ۶۰۸.

[2] دیکھئے: فتاویٰ ابن تیمیة: ۷/ ۵۵۱، ۵۷۵، ۶۲۳۔ جامع العلوم والحکم لابن رجب: ۱/ ۱۰۴.

Marfat.com

تقویت اور اس کی تکمیل اس چیز کی معرفت ہی سے ہو سکتی ہے جس سے ایمان حاصل ہوتا ہے (یعنی جو ایمان کا مرجع و مصدر ہے) کیونکہ ایمان کے حصول، اس میں تقویت اور اضافہ کے اسباب بکثرت ہیں، جن میں سے چند حسب ذیل ہیں:

پہلا سبب :...... کتاب اللہ اور سنت رسول میں وارد اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ کی معرفت، ان کے معانی کو سمجھنے کی کوشش اور ان کے ذریعے اللہ کی عبادت و بندگی۔ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿ وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا ۪ وَذَرُوا الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اَسْمَآىِٕهٖ ۭ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿١٨٠﴾ ﴾ [الاعراف: ۱۸۰]

”اور اچھے اچھے نام اللہ ہی کے لیے ہیں لہٰذا اللہ کو انہی ناموں سے پکارو اور ایسے لوگوں سے تعلق بھی نہ رکھو جو اس کے ناموں میں (الحاد) کج روی کرتے ہیں، ان لوگوں کو ان کے کیے کی سزا ضرور ملے گی۔“

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

((إِنَّ لِلّٰهِ تِسْعَةً وَتِسْعِيْنَ أَسْمَاءً، مِائَةً إِلَّا وَاحِدًا، مَنْ أَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ.)) [1]

”بے شک اللہ عزوجل کے ایک کم سو یعنی ننانوے (۹۹) نام ایسے ہیں کہ جس نے انھیں شمار کیا وہ جنت میں داخل ہوگا۔“

چنانچہ معلوم ہوا کہ یہ ایمان کا سب سے عظیم سرچشمہ اور اس کے حصول اور اس کی قوت و ثبات کا مرکز اصیل ہے، اللہ عزوجل کے اسماء حسنیٰ کی معرفت ایمان کی بنیاد ہے اور توحید کی تینوں

---

[1] متفق علیہ بروایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، صحیح بخاری، کتاب الشروط، باب مایجوز من الاشتراط والثنیا في الاقرار والشروط التي یتعارفها الناس بینهم: ۳/ ۲٤۲۔ حدیث: ۲۷۳٦۔ وصحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب في اسماء الله تعالیٰ وفضل من احصاها: ٤/ ۲۰٦۳۔ مذکورہ الفاظ صحیح مسلم ہی کے ہیں۔

Marfat.com

قسموں توحید ربوبیت، توحید الوہیت اور توحید اسماء وصفات کو شامل ہے۔ توحید کی یہ قسمیں ایمان کی روح، اس کی اصل اور اس کی غایت ہیں، چنانچہ جس قدر بندے کی اللہ کے اسماء و صفات کی معرفت میں اضافہ ہوگا، اسی قدر اس کے ایمان میں زیادتی اور یقین میں پختگی اور استحکام پیدا ہوگا، لہٰذا بندۂ مومن کو چاہیے کہ اپنی طاقت ومقدور بھر اللہ کے اسماء وصفات کی معرفت حاصل کرے اس طور پر کہ ان کو نہ تو مخلوق کی صفات سے تشبیہ دے، نہ ان کے معنی کی نفی کرے، نہ ان کی کیفیت بیان کرے اور نہ ہی ان میں تحریف وتبدیلی کرے۔ [1]

دوسرا سبب: ...... عمومی طور پر قرآنِ کریم میں غور وتدبر کرنا: کیونکہ (اس میں) غور وتدبر کرنے والا اس کے علوم ومعارف سے استفادہ کرتا ہے جس سے اس کے ایمان میں اضافہ ہوتا ہے، اسی طرح جب وہ قرآن کریم کے نظم واستحکام میں غور کرتا ہے اور یہ کہ قرآنِ کریم کے بیانات باہم ایک دوسرے کی تصدیق اور موافقت کرتے ہیں، ان میں باہم کوئی اختلاف وتعارض نہیں ہے، جب یہ ساری چیزیں سوچتا ہے تو اسے یقین ہو جاتا ہے کہ یہ (کتاب) منزل من جانب اللہ ہے، یہ ایمان کی تقویت کے عظیم ترین اسباب میں سے ہے۔ [2]

تیسرا سبب: ...... نبی کریم ﷺ کی احادیث کی اور ان میں جن ایمانی علوم و اعمال کی دعوت پائی جاتی ہے ان کی معرفت: یہ ساری چیزیں ایمان کے حصول اور اس کی تقویت کے اسباب میں سے ہیں، چنانچہ جس قدر بندے کی کتاب اللہ اور سنت رسول (ﷺ) کی معرفت میں اضافہ ہوگا، اسی قدر اس کے ایمان ویقین میں اضافہ ہوگا۔

چوتھا سبب: ...... نبی کریم ﷺ اور آپ کے اعلیٰ اخلاق اور کامل صفات کی معرفت: کیونکہ جس شخص کو ان چیزوں کی کما حقہ معرفت ہوگی اسے آپ ﷺ اور آپ کی لائی ہوئی کتاب (قرآن) اور دین حق کی صداقت میں ذرا بھی شک وشبہ نہ ہوگا۔

---

[1] دیکھئے: التوضیح والبیان لشجرة الایمان للعلامة السعدی، ص: ٤٠۔

[2] دیکھئے: مدارج السالکین لابن القیم ٢/ ٢٨۔ التوضیح والبیان لشجرة الایمان للسعدي، ص: ٤١۔

Marfat.com

پانچواں سبب: ......کائنات عالم میں غور وفکر: یعنی آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور ان میں موجود نوع بنوع مخلوقات میں غور کرنا، انسان کی ذات اور اس کی (کونی) صفات میں غور کرنا، یہ چیزیں ایمان کا قوی سبب ہیں، کیوں کہ ان مخلوقات کے اندر خالق کی قدرت وعظمت پر دلالت کرنے والی خلقت کی عظمت کا شاہکار اور محیر العقول استحکام اور حسن انتظام پایا جاتا ہے۔

اسی طرح تمام مخلوقات کی بے بسی اور ہر طرح سے اللہ کی طرف ان کی محتاجی اور ضرورت، نیز یہ کہ مخلوق اللہ عزوجل سے ایک لمحہ کے لیے بھی بے نیاز نہیں ہوسکتی، ان تمام چیزوں میں غور وفکر کرنا، یہ چیز بندے کے لیے اپنے تمام تر دینی ودنیاوی منافع کے حصول اور نقصان دہ امور کے دور کرنے میں اللہ کے لیے کمال خضوع، کثرت دعا، اللہ کی طرف محتاجی اور الحاح زاری کے اظہار، نیز اپنے رب پر قوی بھروسا، اس کے وعدے پر پورا اعتماد اور اس کے احسان وکرم کی شدید لالچ وخواہش کو واجب کرتی ہے، اور انہی چیزوں سے حقیقی معنوں میں ایمان حاصل ہوتا ہے اور اس میں قوت واستحکام پیدا ہوتا ہے۔

اسی طرح اللہ عزوجل کی ان بے شمار خاص وعام نعمتوں میں غور وفکر کرنا جن سے کوئی بھی مخلوق ایک لمحہ کے لیے بھی خالی نہیں۔

چھٹا سبب: ......ہمہ وقت کثرت سے اللہ عزوجل کا ذکر اور دعا (عبادت) کرنا: کیونکہ ذکر الٰہی دل میں ایمان کا پودا اُگاتا ہے اور اسے غذا وقوت بہم پہنچاتا ہے اور بندہ جتنا زیادہ اللہ کا ذکر کرے گا اتنا ہی اس کے ایمان میں قوت پیدا ہوگی، اور ذکر، زبان، دل، عمل اور حال ہر طرح سے ہوتا ہے، چنانچہ بندہ کو ایمان کا اتنا حصہ ہی ملے گا جتنا وہ اللہ کا ذکر کرے گا۔

ساتواں سبب: ......اسلام کی خوبیوں کی معرفت: کیونکہ دین اسلام مکمل طور پر خوبیوں کا گنجینہ ہے، اس کے عقائد سب سے زیادہ صحیح، سچے اور نفع بخش ہیں۔ اس کے اخلاق سب سے اچھے اخلاق ہیں، اس کے اعمال واحکام سب سے بہتر اور اعتدال پر مبنی ہیں۔ ان تمام چیزوں میں غور فکر کرنے سے اللہ تعالیٰ بندے کے دل میں ایمان کو مزین کر دیتا ہے اور

Marfat.com

اسے اس کے نزدیک محبوب بنا دیتا ہے، چنانچہ بندہ (اس کے نتیجہ میں) ایمان کی چاشنی پانے لگتا ہے، اور ایمان کے اصول اور اس کے حقائق سے اس کا باطن اور ایمان کے اعمال سے اس کا ظاہر حسین وجمیل اور خوب تر ہو جاتا ہے۔

آٹھواں سبب:...... اللہ عزوجل کی عبادت میں ''احسان'' کا وصف پیدا کرنے اور اس کی مخلوق کے ساتھ حسن سلوک کرنے میں جدوجہد اور کوشش کرنا: چنانچہ انسان اللہ کی عبادت میں اس طرح کوشش کرے کہ گویا وہ اسے دیکھ رہا ہے، اگر اس کی یہ طاقت نہ ہو تو یہ تصور کرے کہ اللہ تو اسے دیکھ ہی رہا ہے، پھر عمل کو مکمل کرنے اور اسے بطریق احسن انجام دینے، نیز قول وفعل، مال وجاہ اور منافع کی دیگر قسموں کے ذریعہ مخلوق کے ساتھ احسان کرنے میں جدوجہد اور کوشش کرے۔ جب وہ اچھی طرح خالق (اللہ) کی عبادت کرے گا، اس کی مخلوق کے ساتھ حسن سلوک کرے گا اور اس پر ہمیشگی برتے گا تو اس کے ایمان ویقین میں قوت پیدا ہوگی اور وہ ''حق الیقین'' تک جا پہنچے گا جو کہ یقین کا سب سے اونچا مرتبہ ہے، اور اس وقت اسے اطاعت کے کاموں میں چاشنی اور مٹھاس ملے گی اور (حسن) معاملات کے ثمرہ سے لطف اندوز ہوگا، اور یہی ایمان کامل ہے۔

نواں سبب:...... مومنوں کے اوصاف سے متصف ہونا: جیسے نماز میں خشوع وخضوع، اس میں حضور قلبی، زکاۃ کی ادائی، فضول چیزوں یعنی ہر وہ قول وفعل جس میں کوئی بھلائی نہ ہو اس سے اعراض وغیرہ، بلکہ مسلمان (کو چاہیے کہ وہ) بھلی بات ہی بولے اور بھلا کام ہی کرے، قول وفعل کی برائی ترک کردے، اس میں کوئی شک نہیں کہ ان تمام چیزوں سے ایمان میں اضافہ ہوتا ہے اور اس میں قوت پیدا ہوتی ہے، اسی طرح فواحش ومنکرات سے اجتناب، امانتوں اور وعدوں کا پاس ولحاظ وغیرہ ایمان کی علامتیں ہیں۔

دسواں سبب:...... اللہ عزوجل اور اس کے دین کی دعوت دینا، باہم حق وصبر کی وصیت کرنا، دین کی بنیاد کی طرف دعوت دینا اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ذریعہ دینی احکام کی پابندی کرنا، اس سے بندہ اپنی ذات کی اور دیگر لوگوں کی تکمیل کرسکتا ہے۔

Marfat.com

گیارھواں سبب: ......کفر ونفاق اور فسق ونافرمانی کی شاخوں سے دور رہنا: کیونکہ ایمان کے لیے ایمان کوتقویت پہنچانے اور اس میں اضافہ کرنے والے تمام اسباب کو اختیار کرنا ضروری ہے، اسی طرح اضافہ اور تقویت سے مانع اور اس کے آڑے آنے والے امور کو دُور کرنا بھی ضروری ہے، یعنی گناہ کے کاموں کو ترک کرنا، ماضی میں سرزد ہوئے گناہوں سے توبہ کرنا، حرام چیزوں سے تمام اعضاء و جوارح کی حفاظت کرنا، ایمانی علوم میں قادح اور انھیں کمزور کرنے والے شبہات کے فتنوں، نیز ایمان کے ارادوں کو کمزور کردینے والی خواہشات کا ڈٹ کر مقابلہ کرنا۔

بارھواں سبب: ......فرائض کے بعد نوافل کے ذریعہ اللہ عزوجل کا قرب حاصل کرنا اور خواہشاتِ نفس کے غلبہ کے وقت اللہ کے محبوب اور پسندیدہ امر کو تمام خواہشات پر ترجیح دینا۔

تیرھواں سبب: ......اللہ کے نزول کے وقت اللہ سے مناجات (سرگوشی)، اس کے کلام کی تلاوت، دل کی حضوری اور اس کے روبرو آداب عبادت بجالانے کی خاطر خلوت (تنہائی) اپنانا، اور پھر آخر میں توبہ واستغفار کرنا۔

چودھواں سبب: ......سچے اور مخلص علماء کی صحبت اختیار کرنا اور ان کے اقوال سے بہترین ثمرات چننا جس طرح عمدہ ترین میوے چنے جاتے ہیں۔ [1]

تیسرا مطلب: ......ایمان کے فوائد وثمرات:

ایمان کے فوائد وثمرات بے حساب و بے شمار ہیں، چنانچہ دل، جسم، راحت، پاکیزہ زندگی اور دنیا و آخرت میں نہ جانے کتنے فوائد وثمرات ہیں، مختصر یہ کہ دنیا و آخرت کی ساری بھلائیاں اور تمام تر برائیوں سے دُوری (عافیت) یہ ایمان ہی کے ثمرات ہیں، ایمان کے چند فوائد وثمرات حسب ذیل ہیں:

---

[1] دیکھئے: مدارج السالكين لابن القيم: ٣/ ١٧۔ التوضيح والبيان لشجرة الايمان للسعدي، ص: ٤٠ تا ٦٢۔

Marfat.com

۱۔ اللہ عزوجل کی ولایت پر رشک:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿أَلَآ إِنَّ أَوْلِيَآءَ ٱللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝٦٢﴾

[یونس: ٦٢]

''سنو! بے شک اللہ کے اولیاء (دوستوں) کو نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے۔''

پھر ان کا وصف بیان کرتے ہوئے فرمایا:

﴿ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ وَكَانُوا۟ يَتَّقُونَ ۝٦٣﴾ [یونس: ٦٣]

''یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرتے ہیں۔''

نیز ارشاد ہے:

﴿ٱللَّهُ وَلِىُّ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ يُخْرِجُهُم مِّنَ ٱلظُّلُمَٰتِ إِلَى ٱلنُّورِ﴾

[البقرة: ٢٥٧]

''اللہ تعالیٰ ایمان والوں کا ولی ہے، وہ انھیں تاریکیوں سے نکال کر روشنی کی طرف لاتا ہے۔''

یعنی انھیں کفر کی تاریکیوں سے نکال کر ایمان کی روشنی کی طرف، جہالت کی تاریکیوں سے نکال کر علم کی روشنی کی طرف، گناہوں کی تاریکیوں سے نکال کر اطاعت کی روشنی کی طرف اور غفلت کی تاریکیوں سے نکال کر بیداری اور ذکر کی روشنی کی طرف لاتا ہے۔

۲۔ رضائے الٰہی کا حصول:

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿وَٱلْمُؤْمِنُونَ وَٱلْمُؤْمِنَٰتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَآءُ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِٱلْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ ٱلْمُنكَرِ وَيُقِيمُونَ ٱلصَّلَوٰةَ وَيُؤْتُونَ ٱلزَّكَوٰةَ وَيُطِيعُونَ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥٓ ۚ أُو۟لَٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ ٱللَّهُ ۗ إِنَّ ٱللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۝٧١

Marfat.com

وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ۭ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿٧٢﴾ [التوبة: ٧١-٧٢]

''مومن مرد اور مومن عورتیں آپس میں ایک دوسرے کے دوست (معاون و مددگار) ہیں، وہ بھلائیوں کا حکم دیتے ہیں اور برائیوں سے منع کرتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرتے ہیں، یہی لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ عنقریب رحم فرمائے گا، بے شک اللہ تعالیٰ غالب حکمت والا ہے۔ ان مومن مردوں اور مومن عورتوں سے اللہ تعالیٰ نے ان جنتوں کا وعدہ فرمایا ہے جن کے نیچے نہریں جاری ہیں، جہاں وہ ہمیشہ ہمیش رہیں گے اور ان صاف ستھرے پاکیزہ محلات کا جو ان ہمیشگی والی جنتوں میں ہیں اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی سب سے بڑی چیز ہے اور یہی عظیم کامیابی ہے۔''

چنانچہ انھیں اللہ کی رضا و رحمت اور ان پاکیزہ محلوں کی کامیابی ان کے اس ایمان کے سبب حاصل ہوئی جس سے انھوں نے فریضۂ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی انجام دہی اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی تابعداری کرکے اپنے آپ کو اور دیگر لوگوں کو مکمل کیا تھا، اس طور پر یہ حضرات عظیم ترین فلاح و کامرانی سے ہمکنار ہوئے۔

۳۔ کامل ایمان (سرے سے) جہنم میں داخل ہونے سے روکتا ہے، جب کہ کمزور (ناقص) ایمان جہنم میں ہمیشہ ہمیش کے لیے رہنے سے مانع ہوتا ہے، کیونکہ جو شخص ایمان لاکر تمام واجبات بجالائے اور تمام حرام امور ترک کردے، وہ جہنم میں داخل نہیں ہوگا، اسی طرح جس شخص کے دل میں ذرا بھی ایمان ہوگا، وہ جہنم میں ہمیشہ ہمیشہ نہیں رہے گا۔

۴۔ اللہ تعالیٰ تمام ناپسندیدہ چیزوں سے مومنوں کا دفاع کرتا ہے اور انھیں مصائب سے نجات عطا فرماتا ہے، اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

Marfat.com

﴿إِنَّ اللَّهَ يُدَٰفِعُ عَنِ الَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ﴾ [الحج: ۳۸]

''اللہ تعالیٰ مومنوں کا دفاع کرتا ہے۔''

یعنی ہر ناپسندیدہ چیز سے، جن وانس کے شیاطین کے شر سے اور دشمنوں سے ان کا دفاع کرتا ہے، نیز پریشانیوں کے نزول سے قبل ہی انھیں ان سے دُور کر دیتا ہے اور نزول کے بعد انھیں ختم کر دیتا ہے یا ان میں تخفیف کرتا ہے، اللہ عزوجل کا ارشادِ گرامی ہے:

﴿وَذَا النُّونِ إِذ ذَّهَبَ مُغَٰضِبًا فَظَنَّ أَن لَّن نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادَىٰ فِي الظُّلُمَٰتِ أَن لَّآ إِلَٰهَ إِلَّآ أَنتَ سُبْحَٰنَكَ إِنِّي كُنتُ مِنَ الظَّٰلِمِينَ ۝٨٧ فَاسْتَجَبْنَا لَهُۥ وَنَجَّيْنَٰهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذَٰلِكَ نُـۨجِي الْمُؤْمِنِينَ ۝٨٨﴾

[الانبیاء: ۸۷۔۸۸]

''اور مچھلی والے (یونس علیہ السلام) کو یاد کرو، جب وہ غصہ سے نکل کر گئے اور سوچا کہ ہم انھیں پکڑ نہ سکیں گے، بالآخر وہ اندھیروں کے اندر سے پکار اُٹھے کہ ''الٰہی تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو پاک ہے، بے شک میں ظالموں سے ہوگیا!'' تو ہم نے ان کی پکار سن لی اور انھیں غم سے نجات دے دی اور ہم مومنوں کو اسی طرح نجات دیا کرتے ہیں۔''

نیز ارشاد ہے:

﴿ثُمَّ نُنَجِّي رُسُلَنَا وَالَّذِينَ ءَامَنُواْ كَذَٰلِكَ حَقًّا عَلَيْنَا نُنجِ الْمُؤْمِنِينَ ۝١٠٣﴾ [یونس: ۱۰۳]

''پھر ہم اپنے پیغمبروں کو اور ایمان والوں کو نجات دے دیتے ہیں، اسی طرح ہمارے ذمہ ہے کہ ہم ایمان والوں کو نجات دیا کرتے ہیں۔''

نیز اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِينَ ۝١٧١ إِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنصُورُونَ ۝١٧٢ وَإِنَّ جُندَنَا لَهُمُ الْغَٰلِبُونَ ۝١٧٣﴾

[الصافات: ۱۷۱۔۱۷۳]

Marfat.com

''اور البتہ ہمارا وعدہ پہلے ہی اپنے رسولوں کے لیے صادر ہو چکا ہے کہ یقیناً ان کی مدد کی جائے گی اور یقیناً ہمارا لشکر ہی غالب و فتح یاب ہوگا۔''

نیز ارشاد ہے:

﴿وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ③﴾ [الطلاق : ۳]

''اور جو اللہ کا تقویٰ اختیار کرتا ہے اللہ اس کے لیے سبیل پیدا فرما دیتا ہے۔''

یعنی لوگوں پر آنے والی ہر پریشانی سے نجات کی سبیل پیدا کر دیتا ہے، نیز ارشاد ہے:

﴿وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ اَمْرِهٖ يُسْرًا ④﴾ [الطلاق : ٤]

''اور جو اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کے ہر معاملہ میں آسانی پیدا کر دیتا ہے۔''

چنانچہ متقی مومن کے مسائل اللہ تعالیٰ آسان فرماتا ہے، اسے آسانی کی توفیق عطا کرتا ہے، پریشانی سے نجات دیتا ہے، دشواریوں کو سہل کرتا ہے، اسے اس کے ہر غم سے چھٹکارا اور ہر تنگی سے نجات کی سبیل عطا کرتا ہے، اور اسے ایسے ذریعہ سے روزی عطا کرتا ہے جس کا اسے گمان بھی نہیں ہوتا، ان تمام باتوں کے شواہد کتاب وسنت میں بکثرت موجود ہیں۔

۵۔ ایمان، دنیا و آخرت میں پاکیزہ زندگی عطا کرتا ہے، اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ⑨⑦﴾

[النحل: ۹۷]

''جو مرد و عورت نیک عمل کرے دراں حالیکہ وہ مومن ہو تو ہم اسے یقیناً نہایت بہتر زندگی عطا فرمائیں گے اور ان کے نیک اعمال کا بہتر بدلہ بھی انھیں ضرور دیں گے۔''

وہ اس طرح سے کہ ایمان کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ ایمان دل کا سکون و اطمینان، اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ روزی پر دل کی قناعت اور غیر اللہ سے بے تعلقی پیدا کرتا ہے، اور یہی پاکیزہ زندگی ہے، کیونکہ دل کا سکون و اطمینان اور ان تمام چیزوں سے دل کو تشویش نہ ہونا جن سے

Marfat.com

ایمان صحیح سے محروم شخص کو تشویش ہوتی ہے، یہی پاکیزہ زندگی کی بنیاد ہیں۔ ❶

اور پاکیزہ زندگی، پاکیزہ حلال روزی، قناعت، نیک بختی، دنیا میں عبادت کی لذت و حلاوت اور انشراح صدر کے ساتھ اطاعت کے کاموں کی بجا آوری کو شامل ہے۔ ❷

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''صحیح بات یہ ہے کہ پاکیزہ زندگی ان (مذکورہ) تمام چیزوں کو شامل ہے۔'' ❸

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

((قَدْ أَفْلَحَ مَنْ أَسْلَمَ ، وَرُزِقَ كَفَافًا وَقَنَّعَهُ اللّٰهُ بِمَا آتَاهُ .)) ❹

''جو شخص اسلام لایا، اسے بقدر کفاف (گزر بسر کی) روزی عطا ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے اسے عطا کردہ چیزوں پر قانع (قناعت کرنے والا) بنا دیا وہ کامیاب و کامران ہو گیا۔''

نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ الْمُؤْمِنَ حَسَنَةً ، يُعْطٰى بِهَا فِي الدُّنْيَا وَيُجْزٰى بِهَا فِي الْآخِرَةِ ، وَأَمَّا الْكَافِرُ فَيُطْعَمُ بِحَسَنَاتِ مَا عَمِلَ بِهَا لِلّٰهِ فِي الدُّنْيَا ، حَتّٰى إِذَا أَفْضٰى إِلَى الْآخِرَةِ لَمْ يَكُنْ لَهُ حَسَنَةٌ يُجْزٰى بِهَا .)) ❺

''اللہ تعالیٰ کسی مومن کی ایک نیکی بھی کم نہیں کرتا، اسے دنیا میں بھی اس کا صلہ دیا جاتا ہے اور آخرت میں بھی اس کا بدلہ دیا جائے گا، رہا کافر تو وہ اللہ کے لیے کی

---

❶ التوضيح والبيان لشجرة الايمان للسعدي، ص: ٦٨۔

❷ دیکھیے: تفسير القرآن العظيم لابن كثير: ٢/ ٥٦٦.

❸ دیکھیے: مصدر سابق: ٢/ ٥٦٦.

❹ صحيح مسلم، كتاب الزكاة، باب الكفاف والقناعة: ٢/ ٧٣٠، حديث: ١٠٥٤

❺ صحيح مسلم، كتاب صفات المنافقين واحكامهم، باب جزاء المؤمن بحسناته في الدنيا والآخرة وتعجيل حسنات الكافر في الدنيا: ٤/ ٢١٦٢، حديث: ٢٨٠٨۔

Marfat.com

ہوئی اپنی نیکیوں کے عوض دنیا میں کھاتا پیتا ہے، یہاں تک کہ جب وہ آخرت میں پہنچے گا تو اس کے پاس کوئی نیکی نہ ہوگی جس کا اسے بدلہ دیا جائے۔"

۶۔ تمام اقوال واعمال کی صحت وکمال خود عمل کرنے والے کے دل میں ایمان واخلاص کے اعتبار سے ہوا کرتی ہے، اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿فَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهٖ﴾

[الانبياء: ٩٤]

"تو جو بھی نیک عمل کرے دراں حالیکہ وہ مومن بھی ہو تو اس کی کوشش کی ناقدری نہیں کی جائے گی۔"

یعنی ایسے شخص کی کوشش اکارت اور اس کا عمل ضائع نہیں کیا جائے گا، بلکہ اسے اس کی ایمانی قوت کے اعتبار سے (بڑھا کر) دگنا چوگنا (اجر) عطا کیا جائے گا۔

نیز ارشادِ گرامی ہے:

﴿وَ مَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَ سَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا ۝١٩﴾ [الاسراء: ١٩]

"اور جس کا ارادہ آخرت کا ہو اور جیسی کوشش اس کے لیے ہونی چاہیے وہ کرتا بھی ہو اور وہ باایمان بھی ہو، تو یہی لوگ ہیں جن کی کوشش کی اللہ کے یہاں پوری قدردانی کی جائے گی۔"

"آخرت کے لیے کوشش" کا مطلب آخرت سے قریب کرنے والے ان اعمال کی بجاآوری اور ان پر عمل کرنا ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کی زبانی مشروع فرمایا ہے۔

۷۔ صاحب ایمان کو اللہ تعالیٰ صراطِ مستقیم کی ہدایت عطا فرماتا ہے، اور صراطِ مستقیم میں اللہ اسے علم حق اور اس پر عمل کی نیز محبوب و پر مسرت چیزوں کے حصول پر شکر گزاری کی اور مصائب و پریشانیوں پر اظہار رضامندی اور صبر کی ہدایت دیتا ہے۔

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

Marfat.com

﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ يَهْدِيهِمْ رَبُّهُمْ بِإِيمَانِهِمْ﴾ ❶

[یونس : ۹]

"بے شک جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے انھیں ان کا پروردگار ان کے ایمان کے سبب ہدایت عطا فرماتا ہے۔"

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "اس بات کا احتمال ہے کہ یہاں (آیت ﴿بِإِيمَانِهِمْ﴾ میں) باء سببیت کے لیے ہو، اور اس صورت میں تقدیری عبارت یوں ہوگی کہ دنیا میں ان کے ایمان کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ انھیں قیامت کے روز صراطِ مستقیم کی راہنمائی فرمائے گا تاکہ وہ اس سے گزر کر جنت میں پہنچیں۔ اور اس بات کا بھی احتمال ہے کہ باء استعانت کے لیے ہو، جیسا کہ امام مجاہد اللہ تعالیٰ کے قول ﴿يَهْدِيهِمْ رَبُّهُمْ بِإِيمَانِهِمْ﴾ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے لیے نور بنائے گا جس میں وہ چلیں گے۔ ❷

اور کہا گیا ہے کہ اس کے عمل کو ایک خوبصورت اور پاکیزہ خوشبو کی شکل دی جائے گی۔ جب وہ اپنی قبر سے اُٹھے گا تو وہ اس کے سامنے آ کر اسے ہر قسم کی خیر و بھلائی کی بشارت دے گا، وہ (صاحب ایمان) اس سے کہے گا: تم کون ہو؟ وہ جواب دے گا کہ میں تمہارا عمل ہوں۔ اور پھر اس کے سامنے ایک نور بنایا جائے گا جو اسے جنت میں داخل کر دے گا۔ ❸

۸۔ ایمان بندے کے لیے اللہ کی محبت پیدا کرتا ہے اور مومنوں کے دلوں میں اس کی محبت بھر دیتا ہے، اور جس سے اللہ عزوجل اور مومن بندے محبت کرنے لگیں اسے سعادت و کامرانی حاصل ہوتی ہے، اور مومنوں کی محبت کے فوائد بے شمار ہیں، جیسے ذکر خیر اور زندگی میں اور مرنے کے بعد اس کے لیے دُعائے خیر وغیرہ۔

---

❶ نیز دیکھیے: سورة الحج: ٥٤۔ نیز ملاحظہ کریں: التوضيح والبيان لشجرة الايمان للسعدي، ص: ٧٠۔

❷ تفسير القرآن العظيم: ٢/ ٣٩٠.

❸ دیکھیے: جامع البيان عن تأويل آي القرآن للطبري: ١٥/ ٢٧۔ طبری نے اسے قتادہ تک بسند روایت کیا ہے۔

Marfat.com

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمَٰنُ وُدًّا ﴿٩٦﴾﴾

[مريم: ٩٦]

"بے شک جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کیے ان کے لیے اللہ رحمٰن محبت پیدا کر دے گا۔"

۹۔ دین میں امامت کا حصول، یہ ایمان کے عظیم ترین ثمرات میں سے ہے کہ اللہ تعالیٰ علم و عمل کے ذریعے اپنے ایمان کی تکمیل کرنے والے مومن بندوں کو سچی زبان عطا فرمادے اور انھیں ایسے ائمہ بنادے جو اس کے حکم سے لوگوں کی راہنمائی کریں اور ان کی اقتدا و پیروی کی جائے۔ ارشادِ باری ہے:

﴿وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ أَئِمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوا ۖ وَكَانُوا بِآيَاتِنَا يُوقِنُونَ ﴿٢٤﴾﴾ [السجدة: ٢٤]

"اور جب ان لوگوں نے صبر کیا تو ہم نے ان میں سے ایسے پیشوا بنائے جو ہمارے حکم سے لوگوں کو ہدایت کرتے تھے اور وہ ہماری آیتوں پر یقین رکھتے تھے۔"

چنانچہ صبر و یقین ہی سے دین میں امامت کا مقام حاصل ہوتا ہے، کیونکہ صبر و یقین ہی ایمان کی اساس اور کمال ہے۔

۱۰۔ رفع درجات کا حصول، اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿يَرْفَعِ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ ۚ﴾

[المجادلة: ١١]

"اللہ تعالیٰ تم میں سے ایمان اور علم والوں کے درجات بلند فرماتا ہے۔"

چنانچہ یہ لوگ اللہ کے نزدیک اور اللہ کے بندوں کے نزدیک دنیا و آخرت میں پوری مخلوق میں سب سے اعلیٰ مقام کے مالک ہیں۔

Marfat.com

انھیں یہ رتبۂ بلند محض ان کے سچے ایمان اور علم و یقین کی بدولت حاصل ہوا ہے۔

۱۱۔ اللہ کی کرامت (عزت و مقام) اور ہر طرح سے امن و سکون کی بشارت کا حصول، جیسا کہ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ [البقرة: ۲۲۳]

''اور مومنوں کو خوش خبری سنا دیجیے۔''

(اس آیت کریمہ میں) اللہ نے بشارت کا مطلق ذکر فرمایا ہے تاکہ ہر طرح کی دیر سویر بھلائی کو شامل ہو، جب کہ درج ذیل آیت کریمہ میں بشارت کا مقید ذکر فرمایا ہے:

﴿وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ﴾ [البقرة: ۲۵]

''اور ایمان لانے والوں اور نیک عمل کرنے والوں کو اس بات کی بشارت دے دیجیے کہ ان کے لیے ایسی جنتیں ہوں گی جن کے نیچے نہریں جاری ہیں۔''

چنانچہ اہل ایمان کے لیے عام اور خاص خوش خبری ہے، اور انہی کے لیے دنیا و آخرت میں عمومی امن بھی ہے، جیسا کہ ارشادِ باری ہے:

﴿اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿۸۲﴾﴾ [الانعام: ۸۲]

''جو لوگ ایمان لائے اور اپنے ایمان کو ظلم (شرک) کے ساتھ خلط ملط نہیں کیا، ایسے ہی لوگوں کے لیے امن ہے اور وہی راہِ راست پر گامزن ہیں۔''

اور انہی کے لیے خالص امن بھی ہے، جیسا کہ ارشاد ہے:

﴿فَمَنْ اٰمَنَ وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۴۸﴾﴾

[الانعام: ۴۸]

''تو جو ایمان لے آئے اور اصلاح کر لے ایسے لوگوں کو نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے۔''

Marfat.com

چنانچہ (اس آیت کریمہ میں) اللہ تعالیٰ نے ان سے مستقبل کے خوف و ہراس اور ماضی کے رنج والم کی نفی فرمائی ہے، اور اسی سے ان کا امن و قرار مکمل ہوتا ہے، غرضیکہ مومن کے لیے دنیا و آخرت میں مکمل امن و سکون اور ہر خیر کی بشارت ہے۔ ❶

۱۲۔ ایمان سے گنا در گنا ثواب اور وہ مکمل نور حاصل ہوتا ہے، جس کی روشنی میں بندہ اپنی زندگی میں چلتا ہے اور قیامت کے روز چلے گا، چنانچہ دنیا میں اپنے علم و ایمان کی روشنی میں چلتا ہے اور جب قیامت کے روز ساری روشنیاں گل ہوں گی تو وہ اپنے نور سے پل صراط پر چلے گا، یہاں تک کہ کرامت و نعمت کے مقام (جنت) میں جا داخل ہوگا، اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ایمان پر بخشش و مغفرت مرتب فرمائی ہے، اور جس کے گناہ بخش دیے جائیں وہ عذابِ الٰہی سے محفوظ ہو کر اجر عظیم سے ہمکنار ہوتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا ٱتَّقُوا ٱللَّهَ وَءَامِنُوا بِرَسُولِهِۦ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِن رَّحْمَتِهِۦ وَيَجْعَل لَّكُمْ نُورًا تَمْشُونَ بِهِۦ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۚ وَٱللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٢٨﴾﴾ [الحديد: ٢٨]

''اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو! اللہ سے ڈرتے رہو اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لاؤ، اللہ تمھیں اپنی رحمت کا دوہرا حصہ دے گا اور تمھیں وہ نور عطا فرمائے گا جس کی روشنی میں تم چلو پھرو گے اور تمہارے گناہ بھی معاف فرما دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔''

۱۳۔ مومنوں کو اپنے ایمان کے سبب ہدایت و کامرانی نصیب ہوگی، اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ اور آپ سے پہلے کے انبیاء پر نازل کردہ احکام پر مومنوں کے ایمان، ایمان بالغیب، نماز کی اقامت اور زکوٰۃ کی ادائی کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا:

﴿أُو۟لَٰٓئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِّن رَّبِّهِمْ ۖ وَأُو۟لَٰٓئِكَ هُمُ ٱلْمُفْلِحُونَ ﴿٥﴾﴾ [البقرة: ٥]

---

❶ دیکھیے: التوضيح والبيان لشجرة الايمان للسعدي، ص: ٧٧-٨٨

Marfat.com

”یہی لوگ اپنے رب کی ہدایت پر (گامزن) ہیں اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔“

چنانچہ یہی مکمل ہدایت و کامرانی ہے، کامل و مکمل ایمان کے بغیر ہدایت و کامیابی کی کوئی سبیل نہیں۔

۱۴۔ پند و نصائح سے استفادہ ایمان کے ثمرات میں سے ہے، اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرَىٰ تَنفَعُ الْمُؤْمِنِينَ ﴿٥٥﴾﴾ [الذاریات: ۵۵]

”اور آپ نصیحت فرمایئے کیوں کہ نصیحت مومنوں کو فائدہ پہنچاتی ہے۔“

یہ اس لیے کہ ایمان، صاحب ایمان کو علمی و عملی طور پر حق کی پابندی اور اس کی اتباع پر آمادہ کرتا ہے، ساتھ ہی ساتھ اس کے پاس نفع بخش نصائح کے حصول کا عظیم آلہ اور پوری تیاری ہوتی ہے اور حق کی قبولیت اور اس پر عمل سے کوئی چیز مانع نہیں ہوتی۔

۱۵۔ ایمان، صاحب ایمان کو خوشی میں شکر گزاری، پریشانی میں صبر اور اپنے تمام اوقات میں خیر و بھلائی حاصل کرنے پر آمادہ کرتا ہے، اللہ عزوجل کا ارشادِ گرامی ہے:

﴿مَا أَصَابَ مِن مُّصِيبَةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي أَنفُسِكُمْ إِلَّا فِي كِتَابٍ مِّن قَبْلِ أَن نَّبْرَأَهَا ۚ إِنَّ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ ﴿٢٢﴾ لِّكَيْلَا تَأْسَوْا عَلَىٰ مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوا بِمَا آتَاكُمْ ۗ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ ﴿٢٣﴾﴾

[الحدید: ۲۲۔۲۳]

”تمھیں جو کوئی مصیبت دنیا میں یا (خاص) تمھاری جان میں پہنچتی ہے قبل اس کے کہ ہم اسے پیدا کریں وہ ایک خاص کتاب میں لکھی ہوئی ہے، بلاشبہ یہ چیز اللہ تعالیٰ کے لیے (نہایت) آسان ہے تاکہ تم اپنے سے فوت شدہ کسی چیز پر رنجیدہ نہ ہو اور نہ عطا کردہ کسی چیز پر اتراؤ اور اللہ تعالیٰ اترانے، فخر کرنے والے سے محبت نہیں کرتا۔“

نیز ارشادِ باری ہے:

Marfat.com

﴿مَآ أَصَابَ مِنْ مُّصِيبَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللّٰهِ ۗ وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهُ ﴾

[التغابن: ١١]

’’جو بھی مصیبت پہنچتی ہے وہ اللہ کے حکم سے ہوا کرتی ہے، اور جو اللہ پر ایمان لائے اللہ اس کے دل کو ہدایت دیتا ہے۔‘‘

اگر ایمان کے ثمرات میں سے صرف یہی ہوتا کہ ایمان، صاحب ایمان کو مصائب و مشکلات میں جن سے ہر ایک دوچار ہوتا ہے، تسلی دیتا ہے تو بھی کافی تھا، جب کہ ایمان و یقین سے شرف یابی (بذاتِ خود) مصائب میں تسلی کا عظیم ترین سبب ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((عَجَبًا لِأَمْرِ الْمُؤْمِنِ إِنَّ أَمْرَهُ كُلَّهُ خَيْرٌ وَلَيْسَ ذٰلِكَ لِأَحَدٍ إِلَّا لِلْمُؤْمِنِ: إِنْ أَصَابَتْهُ سَرَّاءُ شَكَرَ، فَكَانَ خَيْرًا لَّهُ، وَإِنْ أَصَابَتْهُ ضَرَّاءُ صَبَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَّهُ.)) [1]

’’مومن کا معاملہ بڑا عجیب ہے، اس کا سارا معاملہ خیر ہی خیر ہے اور یہ شرف صرف مومن ہی کو حاصل ہے، اگر اسے کوئی خوشی حاصل ہوتی ہے تو وہ شکر ادا کرتا ہے اور وہ اس کے لیے بہتر ہے اور اگر اسے کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ اس پر صبر کرتا ہے اور وہ اس کے لیے بہتر ہوتا ہے۔‘‘

صبر و شکر تمام بھلائیوں کا سرچشمہ ہیں، مومن اپنے تمام اوقات میں بھلائیوں کو غنیمت جانتا ہے اور ہر حالت میں فائدہ اُٹھاتا ہے، نعمت و خوشحالی کے حصول پر اسے بیک وقت دو نعمتیں حاصل ہوتی ہیں: محبوب و پسندیدہ امر کے حصول کی نعمت، اور اس سے بڑھ کر اس پر شکر گزاری کی توفیق کی نعمت اور اس طرح اس پر نعمتوں کی تکمیل ہوتی ہے اور پریشانی سے دوچار ہونے پر اسے بیک وقت تین نعمتیں حاصل ہوتی ہیں: گناہوں کے کفارہ کی نعمت، اس سے بڑھ کر مرتبہ صبر کے حصول کی نعمت اور اس پر پریشانی کے آسان اور سہل ہونے کی نعمت،

[1] صحیح مسلم، کتاب الزهد، باب المؤمن امره كله خير: ٤/ ٢٢٩٥، حديث: ٢٩٩٩

Marfat.com

کیونکہ جب اسے اجر وثواب کے حصول کی معرفت اور صبر کی مشق ہوگی تو اس پر مصیبت آسان اور سہل ہو جائے گی۔ ❶

۱۶۔ سچا ایمان، شک وشبہ ختم کر دیتا ہے اور ان تمام شکوک کی جڑ کاٹ دیتا ہے جو بہت سے لوگوں کو لاحق ہو کر انھیں دین کے اعتبار سے نقصان پہنچاتے ہیں، جن وانس کے شیاطین اور برائی کا حکم دینے والے نفوس کے پیدا کردہ شکوک وشبہات کی بیماریوں کا سچے ایمان کے سوا کوئی علاج نہیں، اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوا﴾

[الحجرات: ۱۵]

”بے شک (سچے حقیقی) مومن وہ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لائے اور پھر شک میں مبتلا نہ ہوئے۔“

ان وسوسوں کا علاج (مندرجہ ذیل) چار چیزیں ہیں:

۱: ان شیطانی وسوسوں سے باز رہنا۔

۲: ان وسوسوں کے ڈالنے والے، یعنی شیطان کے شر سے (اللہ کی) پناہ مانگنا۔

۳: ایمانی عصمت (ڈھال) سے بچاؤ کرنا، چنانچہ بندہ کہے ”آمَنْتُ بِاللّٰهِ“ میں اللہ پر ایمان لایا۔

۴: ان وسوسوں کے بارے میں زیادہ سوچنے سے باز رہنا۔ ❷

۱۷۔ اللہ عزوجل پر ایمان، خوشی وغم، خوف وامن، اطاعت ونافرمانی اور ان کے علاوہ ان سارے امور میں جو ہر شخص کو لامحالہ پیش آتے ہیں مومنوں کا ماویٰ وملجا ہے، چنانچہ وہ خوشی ومسرت کے وقت ایمان ہی کی طرف رجوع کرتے (پناہ لیتے) ہیں، چنانچہ وہ اللہ کی حمد کرتے اور اس کی ثنا بیان کرتے ہیں اور نعمتوں کو اللہ کے محبوب کاموں میں

---

❶ دیکھیے: التوضیح والبیان لشجرة الایمان للسعدي، ص: ۷۱۔ ۸۸۔

❷ دیکھیے: التوضیح والبیان لشجرة الایمان للسعدي، ص: ۸۳۔

Marfat.com

استعمال کرتے ہیں، اسی طرح پریشانیوں، دشواریوں اور ہموم وغموم کے وقت مختلف انداز میں ایمان کی طرف رجوع کرتے (پناہ لیتے) ہیں، اپنے ایمان اور اس کی حلاوت ومٹھاس، نیز اس پر مرتب ہونے والے اجر وثواب سے تسلی حاصل کرتے ہیں اور رنج و ملال اور قلق و اضطراب کا مقابلہ دل کے سکون اور رنج وغم کو کافور کرنے والی پاکیزہ زندگی کی طرف رجوع کر کے کرتے ہیں، اور خوف کے وقت بھی ایمان ہی کی طرف رجوع کرتے اور اس سے اطمینان حاصل کرتے ہیں اور اس سے ان کے ایمان، ثابت قدمی، قوت اور بہادری میں اضافہ ہوتا ہے اور لاحق ہونے والا خوف جاتا رہتا ہے، جیسا کہ اللہ عزوجل نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے بارے میں ارشاد فرمایا:

﴿ اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا ۖ وَّ قَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ ﴿١٧٣﴾ فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ فَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ ۙ وَّ اتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِيْمٍ ﴿١٧٤﴾ ﴾ [آل عمران: ١٧٣-١٧٤]

”وہ لوگ کہ جب ان سے لوگوں نے کہا کہ کافروں نے تمھارے مقابلے پر لشکر جمع کر لیے ہیں، تم ان سے خوف کھاؤ تو اس بات نے ان کے ایمان میں اضافہ کر دیا اور کہنے لگے: ہمیں اللہ کافی ہے اور وہ بہت اچھا کارساز ہے۔ (نتیجہ یہ ہوا کہ) یہ اللہ کی نعمت وفضل کے ساتھ لوٹے، انھیں کوئی برائی نہ پہنچی، اور انھوں نے اللہ کی رضامندی کی پیروی کی اور اللہ بہت بڑے فضل والا ہے۔“

۱۸۔ سچا ایمان، بندے کو ہلاکت انگیز چیزوں سے محفوظ رکھتا ہے، چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا:

((لَا يَـزْنِي الزَّانِي حِيْنَ يَزْنِيْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَا يَسْرِقُ السَّارِقُ حِيْنَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَا يَشْرَبُ الْخَمْرَ حِيْنَ يَشْرَبُهَا وَهُوَ

Marfat.com

مُؤْمِنٌ .)) ❶

"زنا کار زنا کاری کے وقت ایمان کی حالت میں نہیں ہوتا، چور چوری کے وقت ایمان کی حالت میں نہیں ہوتا، شرابی شراب پینے کے وقت ایمان کی حالت میں نہیں ہوتا۔"

جس شخص سے یہ ساری چیزیں صادر ہوتی ہیں وہ اس کے ایمان کی کمزوری، نور ایمانی کے فقدان اور اللہ تعالیٰ سے شرم وحیا کے ختم ہوجانے کا سبب ہوتی ہیں یہ بات معروف اور مشاہدہ میں ہے۔ صحیح سچا ایمان، اللہ سے شرم وحیا، اس کی محبت، اس کے ثواب کی قوی اُمید، اس کا عذاب کا خوف اور نور ایمانی کے حصول کی خواہش سے معمور ہوتا ہے، اور یہ ساری چیزیں صاحب ایمان کو ہر طرح کی بھلائی کا حکم دیتی ہیں اور ہر قسم کی برائی سے منع کرتی ہیں۔

۱۹۔ مخلوق میں سب بہتر لوگ دو قسم کے ہیں، اور وہ اہل ایمان ہی ہیں، چنانچہ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَثَلُ الْمُؤْمِنُ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ مِثْلُ الْأَتْرجَةِ رِيْحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا طَيِّبٌ ، وَمَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ مِثْلُ التَّمْرَةِ لَا رِيْحَ لَهَا وَطَعْمُهَا حُلْوٌ ، وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ مِثْلُ الرَّيْحَانَةِ رِيْحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ ، وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الْحَنْظَلَةِ لَيْسَ لَهَا رِيْحٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ)) ❷

"قرآن پڑھنے والے مومن کی مثال اس نارنگی کی ہے جو خوشبودار ہوتی ہے اور اس کا مزہ بھی عمدہ ہوتا ہے، اور قرآن نہ پڑھنے والے مومن کی مثال اس کھجور کی

---

❶ متفق عليه: صحيح بخاري، كتاب المظالم، باب النهبي بغير اذن صاحبه: ۳/ ۱۴۶، حديث: ۲۴۷۵۔ صحيح مسلم، (الفاظ مسلم ہی کے ہیں) كتاب الايمان، باب نقصان الايمان بالمعاصي: ۱/ ۷۶، حديث: ۵۷.

❷ صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين وقصرها، باب فضيلة حافظ القرآن: ۱/ ۵۴۹، حديث نمبر: ۷۹۷.

Marfat.com

ہے جس میں خوشبو تو نہیں ہوتی لیکن اس کا مزہ شیریں ہوتا ہے، اور قرآن پڑھنے والے منافق کی مثال اس ریحانہ (ایک قسم کا پھول) کی طرح ہے جو خوشبودار ہوتا ہے مگر اس کا مزہ تلخ ہوتا ہے، اور قرآن نہ پڑھنے والے منافق کی مثال اس اندرائن کی طرح ہے جس میں خوشبو بھی نہیں ہوتی اور اس کا مزہ بھی تلخ اور کڑوا ہوتا ہے۔"

چنانچہ لوگوں کی چار قسمیں ہیں:

پہلی قسم: ...... وہ جو بذاتِ خود اچھے ہیں اور ان کی اچھائی دوسروں تک پہنچتی ہے، یہ سب سے بہتر قسم کے لوگ ہیں۔

چنانچہ یہ قرآن پڑھنے والا اور دینی علوم کی معرفت حاصل کرنے والا مومن خود اپنی ذات کے لیے بھی مفید ہے اور دوسروں کے لیے بھی نفع بخش ہے، ایسا شخص بابرکت ہے جہاں کہیں بھی ہو۔

دوسری قسم: ...... جو بذاتِ خود اچھا اور بھلائی والا ہے، یہ وہ مومن شخص ہے جس کے پاس اتنا علم نہیں جس کا فائدہ غیروں کو بھی عام ہو۔

یہ (مذکورہ) دونوں قسموں کے لوگ مخلوق کے سب سے بہتر لوگ ہیں، اور ان میں ودیعت کردہ خیر و بھلائی مومنوں کے حالات کے اعتبار سے خود ان کے لیے محدود ہوتی ہے یا دوسروں کو بھی اس سے فائدہ پہنچتا ہے۔

تیسری قسم: ...... وہ جو خیر و بھلائی سے محروم ہے، لیکن اس کا نقصان غیروں تک پہنچتا ہے۔

چوتھی قسم: ...... جو خود اپنی ذات کے لیے اور دوسروں کے لیے بھی نقصان دہ ہے، یہ سب سے بدترین قسم کے لوگ ہیں۔

چنانچہ ساری خیر و بھلائی کا مرجع ایمان اور اس سے متعلقہ امور ہیں، اور ساری شر و برائی کا مرجع ایمان کا فقدان اور اس کی ضد (بے ایمانی) کے وصف سے متصف

Marfat.com

ہونا ہے۔ [1]

۲۰۔ ایمان زمین میں خلافت (جانشینی) عطا کرتا ہے، ارشاد ہے:

﴿وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَ لَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَ لَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ؕ وَ مَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝۵۵﴾ [النور: ٥٥]

”تم میں سے ان لوگوں سے جو ایمان لائے ہیں اور نیک اعمال کیے ہیں، اللہ تعالیٰ وعدہ فرما چکا ہے کہ انھیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ ان لوگوں کو خلیفہ بنایا تھا جو ان سے پہلے تھے اور یقیناً ان کے لیے ان کے اس دین کو مضبوطی کے ساتھ محکم کر کے جما دے گا جسے ان کے لیے وہ پسند فرما چکا ہے اور ان کے خوف و خطر کو وہ امن و امان سے بدل دے گا، وہ میری عبادت کریں گے میرے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ ٹھہرائیں گے، اور جو لوگ اس کے بعد کفر کریں وہ یقیناً فاسق ہیں۔“

۲۱۔ ایمان کے ذریعے اللہ تعالیٰ بندے کی مدد فرماتا ہے۔ ارشادِ باری ہے:

﴿وَ كَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۴۷﴾ [الروم: ٤٧]

”اور ہم پر مومنوں کی مدد کرنا حق (لازم) ہے۔“

۲۲۔ ایمان بندے کو عزت (غلبہ و سربلندی) عطا کرتا ہے۔ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿وَ لِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَ لِرَسُوْلِهٖ وَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَ لٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝۸﴾

[المنافقون: ٨]

”عزت صرف اللہ تعالیٰ، اس کے رسول ﷺ اور مومنوں ہی کے لیے لیکن یہ منافق نہیں جانتے۔“

---

[1] دیکھیے: التوضيح والبيان لشجرة الايمان للسعدي، ص: ٦٣ تا ٩٠۔

Marfat.com

۲۳۔ ایمان، اہل ایمان پر دشمنوں کے غلبہ وتسلط کو روکتا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا ۝١٤١﴾

[النساء: ١٤١]

''اور اللہ تعالیٰ کافروں کو مومنوں پر ہرگز راہ (غلبہ وتسلط) نہ دے گا۔''

۲۴۔ مکمل امن وسکون اور ہدایت یابی:

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝٨٢﴾ [الانعام: ٨٢]

''جو لوگ ایمان لائے اور اپنے ایمان کو ظلم (شرک) کے ساتھ خلط ملط نہیں کیا، ایسے ہی لوگوں کے لیے امن ہے اور وہی راہِ راست پر گامزن ہیں۔''

۲۵۔ مومنوں کی کدو کاوش کی حفاظت:

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا ۝٣٠﴾ [الكهف: ٣٠]

''بے شک جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کیے تو ہم کسی نیک عمل کرنے والے کا اجر وثواب ضائع نہیں کرتے۔''

۲۶۔ مومنوں کے ایمان میں زیادتی اور اضافہ:

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاِذَا مَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ اَيُّكُمْ زَادَتْهُ هٰذِهٖٓ اِيْمَانًا ۚ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَزَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّهُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ۝١٢٤﴾

[التوبة: ١٢٤]

''اور جب کوئی سورت نازل کی جاتی ہے تو بعض منافقین کہتے ہیں کہ اس سورت

Marfat.com

سے تم میں سے کس کے ایمان میں اضافہ ہوا ہے، تو جو لوگ ایمان والے ہیں اس سورت نے ان کے ایمان میں اضافہ کیا ہے اور وہ خوش ہو رہے ہیں۔"

۲۷۔ مومنوں کی نجات:

اللہ عزوجل نے حضرت یونس علیہ السلام کے واقعہ میں فرمایا:

﴿فَاسْتَجَبْنَا لَهُ ۙ وَنَجَّيْنَاهُ مِنَ الْغَمِّ ۚ وَكَذَٰلِكَ نُنجِي الْمُؤْمِنِينَ ﴿٨٨﴾﴾

[الانبياء: ٨٨]

"تو ہم نے ان کی پکار سن لی اور انھیں غم سے نجات دے دی، اور ہم مومنوں کو اسی طرح نجات دیا کرتے ہیں۔"

۲۸۔ اہل ایمان کے لیے اجر عظیم:

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿وَسَوْفَ يُؤْتِ اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ أَجْرًا عَظِيمًا ﴿١٤٦﴾﴾ [النساء: ١٤٦]

"اور عنقریب اللہ تعالیٰ مومنوں کو اجر عظیم سے نوازے گا۔"

۲۹۔ مومنوں کے لیے اللہ کی (خاص) معیت:

یہ خاص معیت ہے، یعنی توفیق، الہام اور درست راہ پر ثابت رکھنے کی معیت، اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَأَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿١٩﴾﴾ [الأنفال: ١٩]

"بے شک اللہ تعالیٰ مومنوں کے ساتھ ہے۔"

۳۰۔ اہل ایمان خوف وملال سے امن میں ہوں گے۔ اللہ عزوجل کا ارشادِ گرامی ہے:

﴿فَمَنْ آمَنَ وَأَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿٤٨﴾﴾

[الانعام: ٤٨]

"تو جو ایمان لائے اور اصلاح کرلے ایسے لوگوں کو نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے۔"

Marfat.com

۳۱۔ بڑا اجر و ثواب:

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿ وَ يُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا كَبِيْرًا ۝ ﴾ [الاسراء: ۹]

''اور وہ خوش خبری ان لوگوں کو بے شک جو ایمان لائے اور نیک اعمال کیے ان کے لیے کبھی نہ ختم ہونے والا اجر ہے۔''

۳۲۔ قرآنِ کریم مومنوں کے لیے ہدایت و رحمت ہے۔ [1] اور شفا و رحمت ہے۔ [2]، نیز ذریعے ہدایت اور شفا ہے۔ [3]

۳۳۔ اہل ایمان کے لیے اللہ کے یہاں بلند درجات، بخشش اور باعزت روزی ہے۔ ارشادِ باری ہے:

﴿ لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝ ﴾ [الانفال: ٤]

''ان کے لیے ان کے رب کے پاس درجات، مغفرت اور عزت کی روزی ہے۔''

چوتھا مطلب:...... ایمان کی شاخیں:

ایمان کی بہت زیادہ شاخیں ہیں، یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ایمان جب تنہا ذکر ہو تو پورے دین اسلام کو شامل ہوگا، نبی کریم ﷺ نے ایمان کی شاخیں اجمالی اور تفصیلی طور پر بیان فرمائی ہیں، اجمالی بیان حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَلْاِيْمَانُ بِضْعٌ وَّسَبْعُوْنَ شُعْبَةً، وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْاِيْمَانِ .))

''ایمان کی ستر سے زیادہ شاخیں ہیں اور حیا بھی ایمان کی ایک شاخ ہے۔''

---

[1] دیکھئے: سورۃ یونس: ٥٧۔ [2] دیکھئے: سورۃ الاسراء: ٨٢۔

[3] دیکھئے: سورۃ حٰم السجدۃ: ٢٤۔

Marfat.com

اور ایک دوسری روایت میں ہے:

((اَلْاِیْمَانُ بِضْعٌ وَّسَبْعُوْنَ، أَوْ بِضْعٌ وَّسِتُّوْنَ شُعْبَةً، فَأَفْضَلُهَا قَوْلُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَدْنَاهَا إِمَاطَةُ الْأَذٰی عَنِ الطَّرِيْقِ، وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْإِيْمَانِ.)) ❶

''ایمان کی ستر سے زیادہ یا ساٹھ سے زیادہ شاخیں ہیں۔ ان میں سب سے افضل ''لا الٰہ الا اللہ'' کہنا ہے اور سب سے کم تر درجہ راستے سے تکلیف دہ چیز کا ہٹانا ہے، اور حیا بھی ایمان کی ایک شاخ ہے۔''

امام ابوبکر بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ایمان کی شاخوں میں سے ستتر (۷۷) شاخیں ذکر فرمائی ہیں۔ ❷ یہ شاخیں مختصراً حسب ذیل ہیں:

۱: اللہ عزوجل پر ایمان۔

۲: انبیاء و رسل علیہم الصلاۃ والسلام پر ایمان۔

۳: فرشتوں پر ایمان۔

۴: قرآنِ کریم اور تمام آسمانی کتابوں پر ایمان۔

۵: تقدیر پر ایمان کہ اچھی اور بری تقدیر اللہ عزوجل کی طرف سے ہے۔

۶: یومِ آخرت پر ایمان۔

۷: مرنے کے بعد دوبارہ اُٹھائے جانے پر ایمان۔

۸: لوگوں کے اپنی قبروں سے اُٹھائے جانے کے بعد موقف میں اکٹھا کیے جانے پر ایمان۔

---

❶ متفق علیه: (الفاظ صحیح مسلم کے ہیں۔) صحیح بخاری، کتاب الایمان، باب امور الایمان: ۱/ ۱۰، حدیث: ۹۔ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان عدد شعب الایمان، وأفضلها وادناها، وفضیلة الحیاء وکونه من الایمان: ۱/ ۶۳، حدیث: ۳۵۔

❷ (امام بیہقی رحمہ اللہ نے) انھیں سات جلدوں میں ذکر کیا ہے اور اپنی سند سے روایت کردہ احادیث سے ان کی بڑی عمدہ شرح فرمائی ہے۔

Marfat.com

۹: اس بات پر ایمان کہ مومنوں کا ٹھکانا جنت اور کافروں کا ٹھکانا جہنم ہے۔

۱۰: اللہ عزوجل کی محبت واجب ہونے پر ایمان۔

۱۱: اللہ عزوجل سے خوف کھانے کے وجوب پر ایمان۔ ❶

۱۲: اللہ عزوجل سے اُمید رکھنے کے وجوب پر ایمان۔

۱۳: اللہ عزوجل پر اعتماد وتوکل کرنے کے وجوب پر ایمان۔

۱۴: نبی کریم ﷺ سے محبت کے واجب ہونے پر ایمان۔

۱۵: غلو کیے بغیر نبی کریم ﷺ کی تعظیم وتوقیر اور احترام کے واجب ہونے پر ایمان۔

۱۶: آدمی کا اپنے دین سے اس قدر محبت کرنا کہ جہنم میں ڈالا جانا اس کے نزدیک کفر کرنے سے زیادہ محبوب وپسندیدہ ہو۔

۱۷: طلب علم: یعنی دلائل کی روشنی میں اللہ عزوجل، اس کے دین اور اس کے نبی ﷺ کی معرفت کا حصول۔

۱۸: علم کی نشر واشاعت اور لوگوں کو اس کی تعلیم دینا۔

۱۹: قرآنِ کریم سیکھ کر، دوسروں کو سکھا کر، اس کے حدود واحکام کی حفاظت کرکے، اس کے حلال وحرام کی معرفت حاصل کرکے، اس کے متبعین کی عزت وتکریم کرکے نیز اس کو حفظ کرکے اس کی تعظیم کرنا۔ ❷

۲۰: طہارت وپاکی اور وضو کی پابندی کرنا۔

۲۱: پانچ وقت نمازوں کی پابندی کرنا۔

۲۲: زکوٰۃ ادا کرنا۔

۲۳: فرض اور نفلی روزے رکھنا۔

۲۴: اعتکاف کرنا۔

---

❶ یہ شاخیں شعب الایمان بیہقی کی پہلی جلد میں ہیں: ۱/۱۰۳ تا ۴۶۳۔

❷ یہ شاخیں (۱۱ تا ۱۹) شعب الایمان بیہقی کی دوسری جلد میں ہیں: ۲/۳ تا ۵۴۸۔

Marfat.com

۲۵: خانہ کعبہ کا حج کرنا۔ ❶

۲۶: اللہ عزوجل کی راہ میں جہاد کرنا۔

۲۷: اللہ عزوجل کی راہ میں مرابطہ۔ (سازو سامان اور ہتھیار لے کر اسلامی حدود کی نگرانی کرنا)

۲۸: دشمن کے سامنے ثابت قدم رہنا اور میدانِ جنگ سے نہ بھاگنا۔

۲۹: مالِ غنیمت حاصل کرنے والوں کو اپنے امام یا اس کے نائب کو مالِ غنیمت کا پانچواں حصہ ادا کرنا۔

۳۰: اللہ عزوجل سے تقرب کی خاطر غلام آزاد کرنا۔

۳۱: جنایات (جرائم) پر واجب ہونے والے کفاروں کی ادائی جو کتاب وسنت میں چار ہیں: قتل کا کفارہ، ظہار کا کفارہ، قسم کا کفارہ اور ماہ رمضان (کے دن) میں بیوی سے ہمبستری کرنے کا کفارہ۔

۳۲: معاملات (عہد و پیمان) کو پورا کرنا۔

۳۳: اللہ عزوجل کی نعمتوں کا شمار اور اس پر واجب شکر گزاری۔

۳۴: غیر ضروری (لایعنی) چیزوں سے زبان کی حفاظت کرنا۔

۳۵: امانتوں کی حفاظت اور انھیں ان کے مستحقین کو ادا کرنا۔

۳۶: کسی جان کے قتل اور اس پر ظلم کرنے کو حرام جاننا۔

۳۷: شرم گاہوں کی حفاظت اور ان میں لازم عفت و عصمت اختیار کرنا۔

۳۸: حرام اموال سے ہاتھ روک لینا، اور اس میں چوری، رہزنی، رشوت خوری اور شرعاً ناجائز مال کھانے کی حرمت وغیرہ شامل ہے۔ ❷

۳۹: کھانے پینے میں احتیاط کا وجوب اور کھانے پینے کی ناجائز اشیا سے اجتناب۔

❶ یہ شاخیں (۲۰ تا ۲۵) شعب الایمان بیہقی کی تیسری جلد میں ہیں: ۳/۳ تا ۴۹۴۔

❷ یہ شاخیں (۲۶ تا ۳۸) شعب الایمان بیہقی کی چوتھی جلد میں ہیں: ۳/۴ تا ۳۹۸۔

Marfat.com

۴۰: حرام اور مکروہ لباس، وضع قطع اور حرام کردہ برتنوں سے اجتناب کرنا۔

۴۱: شریعت اسلامیہ کے مخالف کھیل کود اور تفریحی اشیا کو حرام جاننا۔

۴۲: خرچ میں میانہ روی اپنانا اور باطل طریقہ سے مال کھانے کو حرام جاننا۔

۴۳: بغض وحسد سے اجتناب۔

۴۴: لوگوں کی عزت و ناموس کی حرمت اور ان میں نہ پڑنے کا وجوب۔

۴۵: اللہ عزوجل کے لیے اخلاص عمل اور ریا کاری سے اجتناب۔

۴۶: نیکی پر مسرت وشادمانی اور گناہ پر رنج وغم۔ (کا احساس)

۴۷: توبۂ نصوح (خالص توبہ) سے ہر گناہ کا علاج کرنا۔

۴۸: تقرب الٰہی کے اعمال، اجمالی طور پر یہ ہدی، قربانی اور عقیقہ ہیں۔ [1]

۴۹: اولوالامر (ائمہ، امراء اور حکام) کی اطاعت۔

۵۰: ''جماعت'' کے عقیدہ ومنہج کی پابندی۔

۵۱: لوگوں کے درمیان انصاف سے فیصلہ کرنا۔

۵۲: بھلائی کا حکم دینا اور برائی سے منع کرنا۔

۵۳: نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں باہمی تعاون۔

۵۴: شرم وحیا۔

۵۵: والدین کے ساتھ حسن سلوک۔

۵۶: صلہ رحمی۔ (رشتہ جوڑنا)

۵۷: حسن اخلاق۔

۵۸: غلاموں کے ساتھ حسن سلوک۔

۵۹: غلاموں پر ان کے آقاؤں (مالکان) کے حقوق۔

۶۰: اہل وعیال اور بچوں کے حقوق کی ادائی۔

---

[1] یہ شاخیں (۳۹ تا ۴۸) شعب الایمان بیہقی کی پانچویں جلد میں ہیں: ۵/۳ تا ۴۸۵۔

Marfat.com

۶۱: دین داروں سے قربت، ان سے محبت اور ان سے سلام و مصافحہ کرنا۔

۶۲: سلام کا جواب دینا۔

۶۳: بیمار کی عیادت کرنا۔ ❶

۶۴: اہل قبلہ میں سے مرنے والوں پر نماز جنازہ کی ادائی۔

۶۵: چھینکنے والے کو جواب دینا۔ (یعنی اس کے ''الحمد للہ'' کے جواب میں ''یرحمک اللہ'' کہنا)

۶۶: کفار اور فسادیوں سے دُوری اختیار کرنا اور ان کے ساتھ سختی کا معاملہ کرنا۔

۶۷: پڑوسی کی عزت کرنا۔

۶۸: مہمان کی عزت و تکریم کرنا۔

۶۹: گناہ گاروں کی پردہ پوشی کرنا۔

۷۰: مصائب پر صبر اور جن لذتوں اور خواہشات کی طرف نفس کا میلان ہوتا ہے، ان سے رُک جانا۔

۷۱: دنیا سے بے رغبتی اور قلت آرزو۔

۷۲: غیرت کا مظاہرہ اور بے جا نرمی سے پرہیز۔

۷۳: غلو سے اجتناب۔

۷۴: سخاوت و فیاضی۔

۷۵: چھوٹے پر شفقت اور بڑے کا احترام۔

۷۶: باہمی اختلاف کی اصلاح۔

۷۷: آدمی اپنے مسلمان بھائی کے لیے وہی پسند کرے جو خود اپنے لیے پسند کرتا ہے، اور اس کے لیے اس چیز کو ناپسند کرے جسے خود اپنے لیے ناپسند کرتا ہے، اس میں راستے سے تکلیف دہ چیز کا ہٹانا بھی شامل ہے، جس کی طرف (ایمان کی شاخوں والی)

---

❶ یہ شاخیں (۴۹ تا ۶۳) شعب الایمان بیہقی کی چھٹی جلد میں ہیں: ۶/ ۳ تا ۵۴۷۔

Marfat.com

حدیث میں اشارہ کیا گیا ہے۔ ❶

پانچواں مطلب: مومنوں کے اوصاف:

مومنوں کے کچھ کریمانہ اوصاف اور عظیم اعمال ہیں جن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے ان کا وصف بیان کیا ہے اور ان کی مدح وستائش فرمائی ہے، ان میں سے بطورِ حصر نہیں بلکہ بطورِ مثال چند اوصاف حسب ذیل ہیں:

اوّل:...... اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ① إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهُ زَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ② الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ ③﴾ [الانفال: ۱ تا ۳]

"اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو اگر تم مومن ہو، درحقیقت مومن تو وہ ہیں کہ جب اللہ کا ذکر آتا ہے تو ان کے دل دہل جاتے ہیں اور جب اس کی آیتیں ان پر تلاوت کی جاتی ہیں تو ان کے ایمان میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے اور وہ اپنے رب پر ہی توکل کرتے ہیں۔ وہ جو کہ نماز کی پابندی کرتے ہیں اور ہم نے جو روزی انھیں عطا کی ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔"

ان آیات میں مومنوں کے کچھ عظیم اوصاف ظاہر ہوئے جو یہ ہیں:

۱۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت۔

۲۔ اللہ عزوجل کا خوف وخشیت اور اس کا ڈر۔

۳۔ قرآنِ کریم کی سماعت کے وقت اس میں غور وتدبر کرنے کے سبب ان کے ایمان میں اضافہ۔

---

❶ یہ شاخیں (۶۴ تا ۷۷) شعب الایمان بیہقی کی ساتویں جلد میں ہیں: ۷/۳ تا ۵۴۰۔

Marfat.com

۴۔ اسباب وسائل اختیار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ پر توکل واعتماد۔

۵۔ نماز کے ظاہری و باطنی اعمال کے ساتھ فرض اور نفلی نمازیں ادا کرنا۔

۶۔ واجب انفاق (اللہ کی راہ میں خرچ کرنا) جیسے، زکوٰۃ اور کفارے، اور جن لوگوں پر خرچ کرنا واجب ہے، ان پر خرچ کرنا، نیز خیر کی راہوں میں صدقہ وخیرات کرنا۔

دوم:......اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿٧١﴾﴾

[التوبة : ۷۱]

”مومن مرد اور مومن عورتیں آپس میں ایک دوسرے کے دوست (معاون و مددگار) ہیں، وہ بھلائیوں کا حکم دیتے ہیں اور برائیوں سے منع کرتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں، اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرتے ہیں، یہی لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ عنقریب رحم فرمائے گا، بے شک اللہ تعالیٰ غالب حکمت والا ہے۔“

اس آیت کریمہ میں مومنوں کے درج ذیل عظیم اوصاف ہیں:

۱۔ مومنوں سے محبت ودوستی اور ان کی مدد۔

۲۔ معروف (بھلائی) کا حکم دینا۔

معروف کا لفظ ان تمام اچھے عقائد، صالح اعمال اور فاضل اخلاق واقدار کو شامل ہے جن کی اچھائی شریعت میں معروف ہو۔

۳۔ منکر (برائی) سے روکنا۔

منکر......ان تمام باطل عقائد، گندے اعمال اور برے اخلاق کا نام ہے جو معروف کے خلاف اور اس کے منافی ہوں۔

Marfat.com

۴۔ نماز کے ظاہری و باطنی اعمال کے ساتھ فرض اور نفل نمازیں ادا کرنا۔

۵۔ آٹھ قسم کے مستحقین زکوٰۃ کو زکوٰۃ ادا کرنا۔

۶۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرنا اور ہر حال میں اسے لازم پکڑنا۔

سوم:...... اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ۭ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ ۣ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرٰىةِ وَالْإِنْجِيْلِ وَالْقُرْاٰنِ ۭ وَمَنْ أَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهٖ ۭ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿١١١﴾ اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ الرّٰكِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ ۭ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿١١٢﴾﴾ [التوبة: ١١١-١١٢]

”بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے ان کی جانوں اور مالوں کو اس چیز کے بدلے خرید لیا ہے کہ ان کے لیے جنت ہے، وہ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں، جس میں قتل کرتے ہیں اور قتل کیے جاتے ہیں، اس پر سچا وعدہ کیا گیا ہے تورات میں، انجیل میں اور قرآن میں، اور اللہ سے زیادہ اپنے وعدہ کو پورا کرنے والا اور کون ہے، لہٰذا تم اپنے طے کردہ سودے پر خوش ہو جاؤ اور یہ عظیم کامیابی ہے۔ وہ ایسے ہیں جو توبہ کرنے والے، عبادت کرنے والے، حمد کرنے والے، روزہ رکھنے والے (یا راہِ حق میں سفر کرنے والے)، رکوع کرنے والے، سجدہ کرنے والے، نیک باتوں کا حکم دینے والے، بری باتوں سے منع کرنے والے اور اللہ کی حدوں کی حفاظت کرنے والے ہیں، اور ایسے مومنوں کو آپ خوشخبری سنا دیجیے۔“

ان دونوں آیتوں میں مومنوں کے درج ذیل عظیم اوصاف ظاہر ہوتے ہیں:

۱۔ اللہ کی راہ میں جہاد کرنا اور اس میں محنت و طاقت صرف کرنا۔

Marfat.com

۲۔ تمام گناہوں سے توبہ کرنا اور ہر حال میں توبہ کا دامن تھامے رہنا۔

۳۔ تمام واجب و مستحب اعمال انجام دے کر اور ہر وقت تمام حرام و مکروہ اعمال سے دُور رہ کر اللہ عزوجل کی عبودیت و بندگی بجالانا کہ اس سے بندہ عابدوں کی صف میں جا پہنچتا ہے۔

۴۔ آسانی ہو یا پریشانی ہر حالت میں اللہ کی حمد اور اس کی ظاہری و باطنی نعمتوں کا اعتراف کر کے اس کی مدح و ثنا کرنا۔

۵۔ طلب علم، حج، عمرہ، جہاد، قرابت داروں کے ساتھ صلہ رحمی کے لیے سفر کرنا اور اسی طرح کے دیگر کام جیسے مشروع نفلی روزے رکھنا۔

۶۔ رکوع و سجود والی نمازیں کثرت سے پڑھنا۔

۷۔ بھلائی کا حکم دینا، اس میں تمام واجب و مستحب اعمال شامل ہیں۔

۸۔ برائی سے منع کرنا، اس میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے منع کردہ تمام اُمور داخل ہیں۔

۹۔ اللہ کی جانب سے اللہ کے رسول ﷺ پر نازل کردہ حدود، نیز کونسی چیزیں اوامر و نواہی اور احکام میں داخل ہیں اور کون سی نہیں ان کا علم حاصل کرنا، اہل ایمان ان پر عمل کرنے اور ان سے باز رہنے کے اعتبار سے اس کا التزام کرنے والے ہیں۔

چہارم:......اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے:

﴿قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝۱ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۝۲ وَ
الَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۝۳ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ۝۴
وَ الَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۝۵ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا
مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ۝۶ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ
فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ۝۷ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۝۸

Marfat.com

وَ الَّذِیۡنَ ہُمۡ عَلٰی صَلَوٰتِہِمۡ یُحَافِظُوۡنَ ⑨ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡوٰرِثُوۡنَ ⑩
الَّذِیۡنَ یَرِثُوۡنَ الۡفِرۡدَوۡسَ ؕ ہُمۡ فِیۡہَا خٰلِدُوۡنَ ⑪

[المؤمنون: ۱ تا ۱۱]

''یقیناً ایمان والوں نے فلاح حاصل کر لی جو اپنی نماز میں خشوع کرتے ہیں۔ اور جو بے ہودہ چیزوں سے اعراض کرتے ہیں۔ اور جو زکوٰۃ ادا کرنے والے ہیں۔ اور جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ سوائے اپنی بیویوں اور لونڈیوں کے کہ یہ ملامت کی بات نہیں ہے۔ جو اس کے سوا اور کچھ چاہیں وہی حد سے تجاوز کرنے والے ہیں۔ اور جو اپنی امانتوں اور وعدوں کا خیال کرنے والے ہیں۔ اور جو اپنی نمازوں کی پابندی کرتے ہیں۔ یہی لوگ وارث ہیں۔ جو جنت الفردوس کے وارث ہوں گے، جہاں وہ ہمیشہ ہمیش رہیں گے۔''

ان آیتوں میں مومنوں کے حسب ذیل اوصاف ہیں:

۱۔ نماز میں خشوع وخضوع اور اللہ عزوجل کے سامنے دل کے ساتھ حاضری۔

۲۔ لایعنی اور فضول چیزوں سے اجتناب، کیونکہ ان سے اعراض کرنے والا حرام چیزوں سے بدرجۂ اولیٰ اجتناب کرے گا۔

۳۔ مالوں کی زکوٰۃ کی ادائی، اور برے اخلاق سے اجتناب کر کے نفس کو اخلاقی گندگیوں سے صاف ستھرا کرنا۔

۴۔ شرم گاہوں کو زنا کاری سے محفوظ رکھنا، نیز زنا کاری کے اسباب جیسے نظر (دیکھنا) تنہائی اور چھونے وغیرہ سے اجتناب کرنا۔

۵۔ امانتوں کی حفاظت کرنا، خواہ وہ اللہ کے حقوق کے متعلق ہوں یا بندوں کے حقوق کے، آیت کریمہ دونوں کو عام ہے۔

Marfat.com

۶۔ بندے اور اللہ کے درمیان، نیز بندے اور انسانوں کے درمیان کیے گئے وعدوں اور عہد و پیمان کی حفاظت کرنا۔

۷۔ تمام ارکان، شروط اور واجبات و مستحبات کے ساتھ نماز کی پابندی کرنا۔

اللہ کی کتاب قرآنِ کریم میں ان کے علاوہ مومنوں کے اور بھی اوصاف موجود ہیں۔

میں اللہ عزوجل سے دعا گو ہوں کہ وہ مجھے اور تمام مسلمانوں کو ان اوصافِ کریمہ سے متصف ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

❀❀❀❀

Marfat.com

دوسرا مبحث

نفاق کی تاریکیاں

پہلا مطلب:......نفاق کا مفہوم:

اوّل:......نفاق کا لغوی وشرعی مفہوم:

نفاق کا لغوی مفہوم:...... "نـفـق" زمین کے سرنگ کو کہتے ہیں، جس میں دوسری جگہ سے شگاف ہو، "تهـذيـب الـلغه" میں ہے کہ جس میں دوسری جگہ سے نکلنے کا راستہ ہو۔

"نفقہ" اور "نافقاء" گوہ اور جنگلی چوہے کے بل کو کہتے ہیں اور کہا گیا ہے کہ "نفقہ" اور "نافقاء" جنگلی چوہے کے بل میں ایک جگہ ہوتی ہے جسے وہ نرم کرتا ہے، چنانچہ جب بل کے ایک سوراخ سے کوئی اس کی جانب آتا ہے تو وہ بل کی دوسری جانب نرم حصہ کو اپنے سر سے مار کر باہر نکل جاتا ہے، اور "نـفـق اليربوع " (نفق زبر کے ساتھ) "وانتـفـق ونفق" کا معنی ہے کہ جنگلی چوہا اپنی جگہ سے نکل گیا، اور "نـفـق اليـربوع تنفيقًا ونافق " کے معنی اپنے نافقاء (سوراخ) میں داخل ہونے کے ہیں۔

دین اسلام میں منافقت کرنے والے کے معنی میں مستعمل لفظ "منافق" اسی سے مشتق ہے، اور "نـفـاق" (ن کے کسرہ کے ساتھ) منافق کے عمل کو کہتے ہیں۔ نفاق کے معنی ایک طرف سے اسلام میں داخل ہونے اور دوسری طرف سے اس سے نکل جانے کے ہیں۔ [1]

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَتَتَّبِعُنَّ سُنَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ ، شِبْرًا بِشِبْرٍ ، وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ ،

[1] النفاق و آثاره و مفاهيمه، تاليف الشيخ عبدالرحمٰن الدوسری، ص: ۱۰۵، ۱۰۶۔

Marfat.com

حَتّٰی لَوْ دَخَلُوْا فِيْ جُحْرِ ضَبٍّ لَاتَّبَعْتُمُوْهُمْ. قُلْنَا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰی؟ قَالَ: فَمَنْ؟))[1]

"تم لوگ ضرور بالضرور اپنے سے پہلے لوگوں کی راہوں کی پیروی کرو گے، بالشت بہ بالشت اور ہاتھ بہ ہاتھ، یہاں تک کہ اگر وہ کسی گوہ کے سوراخ میں داخل ہوں گے تو ان کی پیروی میں تم اس میں بھی داخل ہو گے، ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا یہود و نصاریٰ کی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "پھر اور کس کی؟"

نفاق کا شرعی مفہوم:

جیسا کہ امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے: "نفاق کے معنی خیر ظاہر کرنے اور شر چھپانے کے ہیں، اور اس کی کئی قسمیں ہیں:

۱۔ نفاق اعتقادی ...... اس کا مرتکب ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔

۲۔ نفاق عملی ...... یہ بڑے بڑے کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔

ابن جریج فرماتے ہیں: "منافق کے گفتار و کردار، ظاہر و باطن، مدخل و مخرج اور حاضر و غائب میں تضاد ہوا کرتا ہے۔"[2]

نفاق کی دو قسمیں ہیں:

(۱) نفاق اکبر: جو منافق کو ملت اسلامیہ سے خارج کر دیتا ہے۔

(۲) نفاقِ اصغر: جو اسے ملت سے خارج نہیں کرتا۔[3]

---

[1] صحیح مسلم، کتاب العلم، باب اتباع سنن الیھود والنصاریٰ: ۴/ ۲۰۵۴، حدیث: ۲۶۶۹۔

[2] تفسیر ابن کثیر: ۱/ ۴۸۔ آیت کریمہ: ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ ۝﴾ [سورۃ البقرۃ: ۸] کی تفسیر میں، نیز دیکھیے: تفسیر ابن جریر طبری: ۱/ ۲۶۸ تا ۲۷۲۔

[3] دیکھیے: قضیة التکفیر (بقلم مؤلف) ص: ۱۳۲ تا ۱۳۴۔

Marfat.com

دوم:......زندیق کا مفہوم:

"زندیق" (زاء کے کسرہ کے ساتھ) فرقہ ثنویہ کے فرد، یا نور و ظلمت کے قائل، یا ربوبیت اور یومِ آخرت کے منکر، یا کفر چھپانے اور ایمان ظاہر کرنے والے کو کہتے ہیں۔ [1]

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں: "فقہاء کی اصطلاح میں زندیق نبی کریم ﷺ کے زمانہ کے منافق کو کہتے ہیں، وہ اس طرح کہ اسلام ظاہر کرے اور اسلام کے علاوہ کچھ (اور) چھپائے رکھے، چاہے کوئی دین چھپائے جیسے یہود و نصاریٰ وغیرہ کا دین، یا وہ منافق معطل (صفات الٰہی کا منکر)، خالق کائنات، آخرت اور اعمال صالحہ کا منکر ہو۔ اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ زندیق صانع (خالق) اور صفاتِ الٰہی کے منکر (معطل) کو کہتے ہیں، یہ نام (تعریف) بہت سے اہل کلام، عوام اور لوگوں کی باتیں نقل کرنے والوں کی اصطلاح میں ہے، لیکن وہ زندیق جس کے حکم کے سلسلہ میں فقہاء گفتگو کرتے ہیں وہ اوّل الذکر تعریف ہے کیونکہ ان کا مقصود کافر و غیر کافر، مرتد و غیر مرتد اور اس کے ظاہر کرنے یا چھپانے والے کے درمیان فرق کرنا ہوتا ہے اور اس حکم میں کفار و مرتدین کی تمام قسمیں، خواہ کفر و ارتداد میں ان کے درجات مختلف ہی کیوں نہ ہوں شامل ہیں، کیونکہ اللہ عزوجل نے جس طرح زیادتی ایمان کی خبر دی ہے اسی طرح زیادتی کفر کی بھی خبر دی ہے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّمَا النَّسِيٓءُ زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ﴾ [التوبة: ۳۷]

"مہینوں کا آگے پیچھے کر دینا کفر میں زیادتی ہے۔"

اسی طرح نماز یا اس کے علاوہ دیگر ارکان کا تارک، یا کبیرہ گناہوں کے مرتکب (بھی) اسی حکم میں شامل ہیں، جیسا کہ اللہ عزوجل نے آخرت میں بعض کافروں کے بمقابل بعض کو زیادہ عذاب دینے کی خبر دی ہے، ارشادِ باری ہے:

﴿الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ زِدْنَاهُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوا يُفْسِدُونَ ﴿٨٨﴾﴾ [النحل: ۸۸]

---

[1] القاموس المحيط، فصل زاء، باب قاف، ص: ۱۱۵۰۔

Marfat.com

''جنھوں نے کفر کیا اور اللہ کی راہ سے روکا ہم انھیں عذاب پر عذاب بڑھاتے جائیں گے۔''

یہ اس باب میں ایک بڑا اہم اور بنیادی مسئلہ ہے جس کی معرفت ''ایمان و کفر کے مسائل'' میں گفتگو کرنے والے بہت سے لوگوں نے اس باب کو مدنظر نہیں رکھا اور نہ ہی ظاہری و باطنی حکم کے درمیان تمیز کی، جب کہ ظاہری و باطنی حکم کے درمیان فرق متواتر نصوص اور معروف اجماع کے ذریعہ سے ثابت ہے، (یہی نہیں) بلکہ یہ چیز دین اسلام میں بدیہی طور پر معلوم ہے، جو شخص اس میں غور کرے گا اسے اس بات کا علم ہو جائے گا کہ اہل اھواء و بدعات میں بہت سارے لوگ کبھی مومن خطا کار اور رسول اللہ ﷺ کی لائی ہوئی بعض چیزوں سے جاہل و بے علم ہوتے ہیں اور کبھی (واقعی) باطن کے خلاف ظاہر کرنے والے منافق اور زندیق ہوتے ہیں۔ [1]

دوسرا مطلب:......نفاق کی اقسام:

نفاق کی دو اقسام ہیں۔ ایک نفاق اکبر اور دوسرا (اصل) نفاق سے کم تر نفاق، یا ایک وہ نفاق جو ملت سے خارج کر دیتا ہے اور دوسرا وہ جو ملت سے خارج نہیں کرتا۔ [2]

اوّل ......نفاقِ اکبر (بڑا نفاق):

وہ یہ ہے کہ انسان اللہ، اس کے فرشتوں، اس کی نازل کردہ کتابوں، اس کے رسولوں، یومِ آخرت اور اچھی بری تقدیر پر ایمان ظاہر کرے، لیکن ان تمام یا ان میں سے بعض عقائد کی مخالفت دل میں چھپائے رکھے۔

یہی وہ نفاق ہے جو رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں پایا جاتا تھا، انہی منافقین کی مذمت اور تکفیر کے سلسلہ میں قرآن نازل ہوا اور اس بات کی خبر دی کہ یہ (منافقین) جہنم کی سب

---

[1] فتاویٰ شیخ الاسلام ابن تیمیة: ۷/ ۴۷۱۔

[2] دیکھئے: مدارج السالکین لابن القیم: ۱/ ۳۴۷ تا ۳۵۹۔

Marfat.com

سے آخری (نچلی) تہہ میں ہوں گے۔ ❶

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے نفاقِ اکبر کی بعض صورتیں ذکر کی ہیں، چنانچہ فرماتے ہیں: ”ایک نفاقِ اکبر ہے جس کا مرتکب جہنم کی سب سے نچلی تہہ میں ہوگا، جیسے عبداللہ بن ابی وغیرہ کا نفاق۔ اور وہ نفاق یہ ہے کہ کھلے طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلائے، یا آپ کی لائی ہوئی شریعت کے بعض حصہ کا انکار کرے، یا آپ سے بغض رکھے، یا آپ کی اطاعت کے واجب ہونے کا عقیدہ نہ رکھے، یا آپ کے دین کی پستی سے خوش ہو، یا آپ کے دین کا غلبہ اس کے دل کو نہ بھائے اور اسی طرح کے دیگر امور جن کا مرتکب اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن ہی قرار پاتا ہے۔

یہ چیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ مبارک میں موجود تھی اور آپ کے بعد بھی باقی رہی، بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد یہ چیز آپ کے عہد مسعود کی بہ نسبت کہیں زیادہ پائی گئی۔ ❷

امام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”رہا نفاق اعتقادی تو اس کی چھ قسمیں ہیں: (۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب، (۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی بعض چیزوں کی تکذیب، (۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض ونفرت، (۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین سے نفرت، (۵) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی پستی سے خوشی، (۶) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے غلبہ سے کراہت محسوس کرنا، چنانچہ ان چھ قسموں (میں سے کسی ایک) کا مرتکب جہنم کی سب سے نچلی تہہ والوں میں سے ہوگا۔ ❸

ان دونوں اماموں (ابن تیمیہ ومحمد بن عبدالوہاب رحمہما اللہ) کی ذکر کردہ تفصیلات سے نفاقِ اکبر کی درج ذیل اقسام یا نشانیاں معلوم ہوئیں:

---

❶ جامع العلوم والحكم للامام ابن رجب رحمه الله: ۲/ ۴۸۰۔ نیز دیکھئے: صفات المنافقين لابن القيم، ص: ۴۔

❷ مجموع فتاویٰ ابن تیمیه رحمه الله: ۲۸/ ۴۳۴۔

❸ مجموعة التوحيد از امام شيخ الاسلام ابن تيميه و شيخ الاسلام محمد بن عبدالوهاب، ص: ۷۔

Marfat.com

۱۔ رسول اللہ ﷺ کی تکذیب۔

۲۔ رسول اللہ ﷺ کی لائی ہوئی بعض چیزوں کی تکذیب۔

۳۔ رسول اللہ ﷺ سے بغض ونفرت۔

۴۔ رسول اللہ ﷺ کی لائی ہوئی بعض چیزوں سے نفرت۔

۵۔ رسول اللہ ﷺ کے دین کی پستی سے خوشی۔

۶۔ رسول اللہ ﷺ کے دین کے غلبہ سے کراہت وناپسندیدگی۔

۷۔ رسول اللہ ﷺ نے جن باتوں کی خبر دی ہے ان میں آپ کی تصدیق کے واجب ہونے کا عقیدہ نہ رکھنا۔

۸۔ رسول اللہ ﷺ نے جن باتوں کا حکم دیا ہے، ان میں آپ کی اطاعت کے واجب ہونے کا عقیدہ نہ رکھنا۔

ان کے علاوہ وہ اعمال جو ملت اسلام سے خارج کرنے والے نفاقِ اکبر ہونے پر کتاب وسنت دلالت کرتے ہیں۔ [1]

دوم:...... نفاقِ اصغر (چھوٹا نفاق):

یہ عملی نفاق ہے، وہ اس طرح سے کہ کوئی انسان اعلانیہ (سامنے) نیکی ظاہر کرے اور اس کے خلاف پوشیدہ رکھے، اس نفاق کی اصل حضرت عبداللہ بن عمر اور عائشہ رضی اللہ عنہم کی حدیث کی طرف لوٹتی ہے، اس نفاق کی پانچ قسمیں ہیں:

۱۔ آدمی کسی سے کوئی بات کہے جس کی وہ تصدیق کرلے، جب کہ وہ اس سے جھوٹ کہہ رہا ہو۔

۲۔ جب وعدہ کرے تو خلاف ورزی کرے اور اس کی دو قسمیں ہیں:

الف: یہ کہ وعدہ کرتے وقت ہی اس کی نیت وعدہ پورا کرنے کی نہ ہو، یہ وعدہ خلافی کی

---

[1] دیکھئے: نواقض الاسلام الاعتقادیۃ وضوابط التکفیر عند السلف، از ڈاکٹر محمد بن عبداللہ الوھیبی، ص: ۲/ ۱۶۰۔

Marfat.com

بدترین قسم ہے اور اگر یہ کہے کہ میں ان شاء اللہ ایسا کروں گا جب کہ اس کی نیت نہ کرنے کی ہوتو امام اوزاعی کے قول کے مطابق (بیک وقت) جھوٹ اور وعدہ خلافی دونوں ہوگی۔

ب: یہ کہ وعدہ کرے اور اس کی نیت (ابتدا) وعدہ پورا کرنے کی ہو، پھر کسی وجہ سے بلا کسی عذر کے وعدہ خلافی کر جائے۔

۳: جب جھگڑا تکرار کرے تو بے ہودہ گوئی سے کام لے، یعنی قصداً حق سے نکل جائے یہاں تک کہ حق باطل اور باطل حق ہو جائے، یہ دروغ گوئی پر آمادہ کرنے والی شے ہے۔

۴: جب معاہدہ کرے تو دھوکا دے اور عہد پورا نہ کرے، خواہ مسلمانوں سے ہو یا غیر مسلموں سے، دھوکا ہر عہد و پیمان میں حرام ہے، اگر چہ معاہد (جس فریق کے ساتھ معاہدہ ہوا ہے) کافر ہی کیوں نہ ہو۔

۵: امانت میں خیانت، چنانچہ جب مسلمان کے پاس کوئی چیز بطورِ امانت رکھی جائے تو اس پر اس کی ادائی واجب ہے۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ نفاقِ اصغر مکمل طور پر ظاہر و باطن، دل و زبان اور دخول و خروج کے اختلاف پر مبنی ہے، اسی لیے سلف کی ایک جماعت نے کہا ہے: ''نفاق کا خشوع یہ ہے کہ تم دیکھو کہ جسم سے تو خشوع کا اظہار ہو رہا ہے، لیکن دل خشوع سے خالی ہے۔'' [1]

یہ نفاق دین اسلام سے خارج نہیں کرتا، بلکہ یہ (اصل) نفاق سے کم تر نفاق ہے، کیونکہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا وَمَنْ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنَ النِّفَاقِ حَتَّى يَدَعَهَا: إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ، وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ، وَإِذَا خَاصَمَ

---

[1] دیکھیے: جامع العلوم والحکم لابن رجب ۲/ ۴۸۰۔ ۴۹۵، انھوں نے موضوع کی کما حقہ وضاحت کی ہے اور بہت سارے فوائد ذکر کیے ہیں، لہٰذا رجوع کریں، نیز دیکھیے: مجموعۃ التوحید، ص: ۷۔

Marfat.com

فَجَرَ.)) ❶

''چار خصلتیں ایسی ہیں کہ جس میں وہ پائی جائیں گی وہ خالص (پکا) منافق ہوگا اور جس میں ان میں سے ایک خصلت ہوگی، اس میں نفاق کی ایک خصلت ہوگی یہاں تک کہ وہ اسے چھوڑ دے جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب معاہدہ کرے تو دھوکا دے، جب وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے اور جب جھگڑا کرے تو بے ہودہ گوئی کرے۔''

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ: إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ، وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ.)) ❷

''منافق کی تین نشانیاں ہیں: جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے اور جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔''

سوم:...... نفاقِ اکبر اور نفاقِ اصغر کے درمیان فرق:

۱۔ نفاقِ اکبر ملت اسلامیہ سے خارج کر دیتا ہے، جب کہ نفاقِ اصغر ملت سے خارج نہیں کرتا۔ ❸

۲۔ نفاقِ اکبر سارے اعمال کو اکارت کر دیتا ہے۔

۳۔ نفاقِ اکبر عقیدہ میں ظاہر و باطن کے تضاد کا نام ہے اور نفاقِ اصغر عقیدہ کے علاوہ صرف اعمال میں ظاہر و باطن کے تضاد کا نام ہے۔ ❹

---

❶ **متفق عليه:** صحيح البخاري، كتاب الايمان، باب علامة المنافق: ۱/ ۱۷، حديث: ۳۴۔ صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب بيان خصال المنافق: ۱/ ۷۸، حديث: ۵۸۔

❷ **متفق عليه:** صحيح البخاري، كتاب الايمان، باب علامة المنافق: ۱/ ۱۶، حديث: ۳۳۔ صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب بيان خصال المنافق: ۱/ ۷۸، حديث: ۵۹۔

❸ دیکھئے: کتاب التوحید، از ڈاکٹر صالح فوزان، ص: ۱۸۔ ❹ دیکھئے: حوالہ سابق، ص: ۱۸۔

Marfat.com

۴۔ نفاقِ اکبر کا مرتکب اگر اسی حالت میں مرجائے تو ہمیشہ ہمیش جہنم میں رہے گا۔

۵۔ نفاقِ اکبر کا صدور کسی مومن سے نہیں ہوسکتا، رہا نفاقِ اصغر تو وہ بسا اوقات مومن سے بھی صادر ہوسکتا ہے۔

۶۔ نفاقِ اکبر کا مرتکب عام طور پر توبہ نہیں کرتا۔ [1]

اور اگر توبہ کر بھی لے تو حاکم وقت کے پاس اس کی ظاہری توبہ (کی قبولیت) کے سلسلہ میں اختلاف ہے، کیونکہ اس توبہ کی حقیقت غیر معلوم ہے، اس لیے کہ یہ لوگ ہمیشہ اسلام ظاہر کرتے ہیں۔ [2]

تیسرا مطلب:......منافقین کے اوصاف:

منافقین کے اوصاف بہت زیادہ ہیں جنھیں اللہ عزوجل نے اپنی کتاب (قرآنِ کریم) میں اور نبی کریم ﷺ نے (اپنی احادیث میں) بیان فرمایا ہے، اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے منافقین کے اوصاف ذکر کردینے میں بڑے عظیم فوائد مضمر ہیں، چند فوائد درج ذیل ہیں:

۱۔ مومنوں پر اللہ عزوجل کی نعمت کہ اس نے انھیں منافقین کے احوال و اوصاف سے آگاہ فرمایا تاکہ وہ ان سے دُور رہیں۔

۲۔ مومنوں کو منافقوں کی ڈگر پر چلنے پر دھمکی اور ان کے اوصاف اپنانے پر زجر و توبیخ۔

۳۔ مومنوں کو اللہ کے ساتھ سچائی کی ترغیب، ان کے باطن کی صفائی، اور ان کے چہروں کو اللہ کی طرف پھیرنا۔

منافقین کے اوصاف بہت زیادہ ہیں، چند اوصاف بطورِ مثال حسب ذیل ہیں!

اوّل......اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿وَ مِنَ النَّاسِ مَنۡ یَّقُوۡلُ اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَ بِالۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ وَ مَا ھُمۡ

---

[1] دیکھیے: حوالہ سابق، ص: ۱۸۔

[2] دیکھیے: فتاویٰ ابن تیمیة رحمه الله: ۲۸/ ۳۳۴۔

Marfat.com

بِمُؤْمِنِيْنَ ⑧ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ وَ مَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّاۤ
اَنْفُسَهُمْ وَ مَا يَشْعُرُوْنَ ⑨ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ ۙ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا
وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۢ ۙ بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ⑩ وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَا
تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ ۙ قَالُوْۤا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ ⑪ اَلَاۤ اِنَّهُمْ هُمُ
الْمُفْسِدُوْنَ وَ لٰكِنْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ⑫ وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا كَمَاۤ اٰمَنَ
النَّاسُ قَالُوْۤا اَنُؤْمِنُ كَمَاۤ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ ؕ اَلَاۤ اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَآءُ
وَ لٰكِنْ لَّا يَعْلَمُوْنَ ⑬ وَ اِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْۤا اٰمَنَّا ۚۖ وَ اِذَا
خَلَوْا اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ ۙ قَالُوْۤا اِنَّا مَعَكُمْ ۙ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ ⑭ اَللّٰهُ
يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَ يَمُدُّهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ⑮ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ
اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى ۪ فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ وَ مَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ⑯
مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا ۚ فَلَمَّاۤ اَضَآءَتْ مَا حَوْلَهٗ
ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُوْرِهِمْ وَ تَرَكَهُمْ فِيْ ظُلُمٰتٍ لَّا يُبْصِرُوْنَ ⑰ صُمٌّۢ بُكْمٌ
عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ۙ ⑱ اَوْ كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ فِيْهِ ظُلُمٰتٌ وَّ
رَعْدٌ وَّ بَرْقٌ ۚ يَجْعَلُوْنَ اَصَابِعَهُمْ فِيْۤ اٰذَانِهِمْ مِّنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ
الْمَوْتِ ؕ وَ اللّٰهُ مُحِيْطٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ⑲ يَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ اَبْصَارَهُمْ ؕ
كُلَّمَاۤ اَضَآءَ لَهُمْ مَّشَوْا فِيْهِ ۙ ۗ وَ اِذَاۤ اَظْلَمَ عَلَيْهِمْ قَامُوْا ؕ وَ لَوْ شَآءَ
اللّٰهُ لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ وَ اَبْصَارِهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ⑳

[البقرۃ: ۸ تا ۲۰]

"بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں، لیکن درحقیقت وہ ایمان والے نہیں ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کو اور مومنوں کو دھوکا دیتے ہیں، لیکن دراصل وہ خود اپنے آپ کو دھوکا دے رہے ہیں مگر سمجھتے نہیں۔ ان کے دلوں میں بیماری ہے اللہ نے ان کی بیماری میں مزید اضافہ کر دیا اور ان کے

Marfat.com

جھوٹ کی وجہ سے ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ زمین میں فساد نہ کرو تو جواب دیتے ہیں کہ ہم تو صرف اصلاح کرنے والے ہیں۔ خبردار! یقیناً یہی لوگ فساد کرنے والے ہیں، لیکن شعور (سمجھ) نہیں رکھتے۔ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اور لوگوں (یعنی صحابہ کرام) کی طرح تم بھی ایمان لاؤ تو جواب دیتے ہیں کہ کیا ہم ایسا ایمان لائیں جیسا بے وقوف ایمان لائے ہیں، خبردار ہو جاؤ! یقیناً یہی بے وقوف ہیں لیکن نہیں جانتے۔ اور جب ایمان والوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم بھی ایمان والے ہیں اور جب اپنے (شیاطین) بڑوں کے پاس جاتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تو تمہارے ساتھ ہیں، ہم تو ان سے صرف مذاق کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بھی ان سے مذاق کرتا ہے اور انھیں ان کی سرکشی اور بہکاوے میں اور بڑھا دیتا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے گمراہی کو ہدایت کے بدلے میں خرید لیا، پس نہ تو ان کی تجارت نے انھیں فائدہ پہنچایا اور نہ ہی یہ ہدایت والے ہوئے۔ ان کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے آگ جلائی، پس جب آس پاس کی چیزیں روشن ہو گئیں تو اللہ نے ان کے نور کو ختم کر دیا اور انھیں اندھیروں میں چھوڑ دیا جو نہیں دیکھتے۔ (یہ) بہرے، گونگے، اندھے ہیں، پس وہ نہیں لوٹتے۔ یا آسمانی بارش کی طرح جس میں تاریکیاں، گرج اور بجلی ہو، یہ موت سے ڈر کر کڑاک کی وجہ سے اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں ڈال لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کافروں کو گھیرنے والا ہے۔ قریب ہے کہ بجلی ان کی آنکھیں اچک لے، جب ان کے لیے روشنی کرتی ہے تو اس میں چلتے پھرتے ہیں اور جب ان پر اندھیرا کرتی ہے تو کھڑے ہو جاتے ہیں، اور اگر اللہ چاہے تو ان کے کانوں اور آنکھوں کو بے کار کر دے، یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔"

ان آیات میں منافقین کی درج ذیل بری خصلتیں ظاہر ہوئی ہیں:

Marfat.com

۱۔ وہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں، لیکن درحقیقت وہ ایمان والے نہیں ہیں۔

۲۔ وہ اللہ تعالیٰ اور مومنوں کو دھوکا دیتے ہیں۔

۳۔ ان کے دلوں میں بیماری ہے۔

۴۔ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ زمین میں فساد نہ کرو تو جواب دیتے ہیں کہ ہم تو صرف اصلاح کرنے والے ہیں۔

۵۔ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اور لوگوں (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) کی طرح تم بھی ایمان لاؤ تو جواب دیتے ہیں کہ کیا ہم ایسا ایمان لائیں، جیسا بیوقوف ایمان لائے ہیں۔

۶۔ جب ایمان والوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم بھی ایمان والے ہیں اور جب اپنے بڑوں کے پاس جاتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تو تمہارے ساتھ ہیں، ہم تو ان سے صرف مذاق کرتے ہیں۔

۷۔ یہ لوگ گمراہی کو ہدایت کے بدلے میں خرید تے ہیں، پس نہ تو ان کی تجارت نے انھیں فائدہ پہنچایا اور نہ ہی یہ ہدایت والے ہوئے۔

دوم:...... اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ يُشْهِدُ اللّٰهَ عَلٰى مَا فِيْ قَلْبِهٖ ۙ وَ هُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ ﴿۲۰۴﴾ وَ اِذَا تَوَلّٰى سَعٰى فِي الْاَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيْهَا وَ يُهْلِكَ الْحَرْثَ وَ النَّسْلَ ؕ وَ اللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ ﴿۲۰۵﴾ وَ اِذَا قِيْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ فَحَسْبُهٗ جَهَنَّمُ ؕ وَ لَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿۲۰۶﴾﴾ [البقرة: ۲۰۴۔ ۲۰۶]

"بعض لوگوں کی دنیاوی غرض کی باتیں آپ کو خوش کر دیتی ہیں اور وہ اپنے دل کی باتوں پر اللہ کو گواہ بناتا ہے، حالانکہ وہ زبردست جھگڑالو ہے۔ جب وہ لوٹ کر واپس جاتا ہے تو زمین میں فساد پھیلانے، کھیتی اور نسل کی بربادی کی کوشش

Marfat.com

میں لگا رہتا ہے اور اللہ تعالیٰ فساد کو پسند نہیں فرماتا۔ اور جب اس سے کہا جاتا ہے کہ اللہ سے ڈرو تو تکبر اور غرور اسے گناہ پر آمادہ کر دیتا ہے، ایسے شخص کا ٹھکانا جہنم ہی ہے اور یقیناً وہ بدترین جگہ ہے۔"

ان آیات میں منافقین کے درج ذیل اوصاف ظاہر ہوئے:

۱۔ (اچھی اچھی) چکنی چپڑی بات جس کا دل میں اثر ہو۔

۲۔ اس بات پر اللہ تعالیٰ کو بحیثیت گواہ اور مؤید کے ثالث مقرر کرنا، یہ اللہ عزوجل کے حق میں سب سے بڑا جرم ہے۔

۳۔ جھگڑے میں مہارت اور اپنے سامنے آنے والے ہر معارضہ کو ختم کرنے کے لیے اپنی بات منوانے کی قوت۔

۴۔ منافق جب لوگوں کی نگاہ سے اوجھل ہوتا ہے تو گناہوں کے کام، یعنی زمین میں فتنہ و فساد کرنے میں مصروف ہو جاتا ہے۔

۵۔ جب اسے اللہ تعالیٰ کے تقویٰ کا حکم دیا جاتا ہے تو تکبر سے کام لیتا ہے اور غرور اور اسے گناہ پر آمادہ کر دیتا ہے، اس طرح وہ بیک وقت جرائم اور تکبر دونوں کا مرتکب ہوتا ہے۔

سوم:...... اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿بَشِّرِ الْمُنٰفِقِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿١٣٨﴾ الَّذِيْنَ يَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ اَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ﴿١٣٩﴾﴾ [النساء: ۱۳۸۔۱۳۹]

"منافقوں کو اس بات کی خبر دے دیجیے کہ ان کے لیے دردناک عذاب یقینی ہے۔ جن کی یہ حالت ہے کہ مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں سے دوستی کیے پھرتے ہیں، کیا ان کے پاس عزت کی تلاش میں جاتے ہیں؟ (تو یاد رکھیں کہ) عزت تو ساری کی ساری اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہے۔"

ان دونوں آیات میں منافقوں کی درج ذیل صفات ہیں:

Marfat.com

۱۔ منافقین کافروں سے دوستی اور محبت رکھتے ہیں اور ان کی مدد کرتے ہیں۔

۲۔ وہ کافروں سے عزت اور نصرت طلب کرتے ہیں۔

چہارم:...... اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ یُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ ۚ وَاِذَا قَامُوْۤا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى ۙ یُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِیْلًا ﴿۱۴۲﴾ مُّذَبْذَبِیْنَ بَیْنَ ذٰلِكَ ۖ لَاۤ اِلٰى هٰۤؤُلَآءِ وَلَاۤ اِلٰى هٰۤؤُلَآءِ ۚ وَمَنْ یُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِیْلًا ﴿۱۴۳﴾﴾ [النساء: ۱۴۲۔۱۴۳]

”بے شک منافقین اللہ تعالیٰ سے چال بازیاں کررہے ہیں اور وہ انھیں چال بازی کا بدلہ دینے والا ہے۔ اور جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو بڑی کاہلی کی حالت میں کھڑے ہوتے ہیں، صرف لوگوں کو دکھاتے ہیں، اور اللہ کا ذکر بہت ہی کم کرتے ہیں۔ وہ درمیان میں ڈگمگا رہے ہیں، نہ پورے ان کی طرف نہ صحیح طور پر ان کی طرف، اور جسے اللہ تعالیٰ گمراہی میں ڈال دے آپ اس کے لیے کوئی راستہ نہیں پاسکتے۔“

ان دونوں آیات میں منافقین کی درج ذیل صفات ہیں:

۱۔ وہ اللہ تعالیٰ کو دھوکا دینا چاہتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ انھیں ان کے دھوکا اور چال بازی کا بدلہ دینے والا ہے۔

۲۔ جب وہ نماز میں کھڑے ہوتے ہیں تو بڑی کاہلی سے کھڑے ہوتے ہیں۔

۳۔ لوگوں کو دکھانے (ریاکاری) کے لیے عمل کرتے ہیں۔

۴۔ اللہ عزوجل کا بہت ہی کم ذکر کرتے ہیں۔

۵۔ مومنوں کی جماعت اور کافروں کی جماعت کے درمیان حیران و پریشان ہیں۔

پنجم:...... منافقین کے سلسلہ میں اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿قُلْ اَنْفِقُوْا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا لَّنْ یُّتَقَبَّلَ مِنْكُمْ ۭ اِنَّكُمْ كُنْتُمْ

Marfat.com

قَوۡمًا فٰسِقِيۡنَ ﴿۵۳﴾ وَمَا مَنَعَهُمۡ اَنۡ تُقۡبَلَ مِنۡهُمۡ نَفَقٰتُهُمۡ اِلَّاۤ اَنَّهُمۡ كَفَرُوۡا بِاللّٰهِ وَبِرَسُوۡلِهٖ وَلَا يَاۡتُوۡنَ الصَّلٰوةَ اِلَّا وَهُمۡ كُسَالٰى وَلَا يُنۡفِقُوۡنَ اِلَّا وَهُمۡ كٰرِهُوۡنَ ﴿۵۴﴾ ﴾ [التوبة: ۵۳-۵۴]

''کہہ دیجیے کہ تم خوشی یا ناخوشی کسی طرح بھی خرچ کرو تم سے ہرگز قبول نہ کیا جائے گا، یقیناً تم فاسق لوگ ہو۔ ان کے نفقات کے قبول نہ کیے جانے کا سبب اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ یہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے منکر ہیں اور بڑی کاہلی سے نماز کے لیے آتے ہیں اور بادل ناخواستہ ہی خرچ کرتے ہیں۔''

ان دونوں آیتوں میں منافقین کی درج ذیل قبیح صفات ہیں:

۱۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں فسق کے وصف سے متصف کیا ہے، فرمایا: ﴿اِنَّكُمۡ كُنۡتُمۡ قَوۡمًا فٰسِقِيۡنَ﴾...... ''یقیناً تم فاسق لوگ ہو۔''

۲۔ انھوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا انکار کیا ہے۔

۳۔ بڑی کاہلی سے نماز کے لیے آتے ہیں۔

۴۔ اللہ کی راہ میں بادل ناخواستہ ہی خرچ کرتے ہیں۔

ان صفات میں منافقین اور ان کا کرتوت اپنانے والوں کی حد درجہ کی مذمت ہے، لہٰذا ہر شخص کو چاہیے کہ فسق سے دُور رہے، اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لائے، نماز کے لیے اس طرح حاضر ہو کہ دل و جسم ہر اعتبار سے چاق و چوبند ہو، اللہ کی راہ میں شرح صدر اور زندہ دلی کے ساتھ خرچ کرے، صرف اللہ ہی سے اس کے اجر و ثواب کی اُمید رکھے، اور منافقوں کی مشابہت اختیار نہ کرے۔

ششم:...... اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿ يَحۡذَرُ الۡمُنٰفِقُوۡنَ اَنۡ تُنَزَّلَ عَلَيۡهِمۡ سُوۡرَةٌ تُنَبِّئُهُمۡ بِمَا فِىۡ قُلُوۡبِهِمۡ ؕ قُلِ اسۡتَهۡزِءُوۡا ۚ اِنَّ اللّٰهَ مُخۡرِجٌ مَّا تَحۡذَرُوۡنَ ﴿۶۴﴾ وَلَئِنۡ سَاَلۡتَهُمۡ لَيَقُوۡلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوۡضُ وَنَلۡعَبُ ؕ قُلۡ اَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُوۡلِهٖ كُنۡتُمۡ

Marfat.com

تَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿٦٥﴾ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ ۭ اِنْ نَّعْفُ عَنْ طَآئِفَةٍ مِّنْكُمْ نُعَذِّبْ طَآئِفَةًۢ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ﴿٦٦﴾﴾

[التوبة : ٦٤ ـ ٦٦]

''منافقوں کو ہر وقت اس بات کا کھٹکا لگا رہتا ہے کہ کہیں مسلمانوں پر کوئی سورت نہ اُترے جو ان کے دلوں کی باتیں انھیں بتلا دے، کہہ دیجیے کہ تم مذاق اُڑاتے رہو، یقیناً اللہ تعالیٰ اسے ظاہر کرنے والا ہے جس کا تمھیں خوف لاحق ہے۔ اگر آپ ان سے پوچھیں تو صاف کہہ دیں گے کہ ہم تو یوں ہی آپس میں ہنس کھیل رہے تھے، کہہ دیجیے کہ کیا تم اللہ، اس کی آیات اور اس کے رسول سے مذاق کر رہے تھے۔ بہانے نہ بناؤ یقیناً تم نے اپنے ایمان کے بعد کفر کیا ہے، اگر ہم تم میں سے کچھ لوگوں سے درگزر بھی کر لیں تو کچھ لوگوں کو ان کے جرم کی سنگین سزا بھی دیں گے۔''

چنانچہ منافقین اللہ، اس کے رسول اور مومنوں سے ٹھٹھا اور مذاق کرتے ہیں۔ اللہ عزوجل نے ان کا پول کھول کر انھیں رسوا کیا اور مومنوں کو ان کی صفات سے آگاہ فرما دیا۔

ہفتم:...... اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿اَلْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ بَعْضُهُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ بِالْمُنْكَرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوْفِ وَيَقْبِضُوْنَ اَيْدِيَهُمْ ۭ نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِيَهُمْ ۭ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿٦٧﴾ وَعَدَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْكُفَّارَ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ هِىَ حَسْبُهُمْ ۚ وَلَعَنَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ﴿٦٨﴾﴾ [التوبة : ٦٧ ـ ٦٨]

''تمام منافق مرد اور منافق عورتیں آپس میں ایک ہی ہیں، یہ بری باتوں کا حکم دیتے ہیں اور بھلی باتوں سے روکتے ہیں اور اپنے ہاتھ سمیٹتے ہیں، یہ اللہ کو بھول گئے تو اللہ نے بھی انھیں بھلا دیا، بے شک منافق ہی فاسق ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان

Marfat.com

منافق مردوں، عورتوں اور کافروں سے جہنم کی آگ کا وعدہ کر چکا ہے، جہاں پر ہمیشہ رہنے والے ہیں، یہ جہنم انھیں کافی ہے، اللہ نے ان پر لعنت فرمائی ہے اور ان کے لیے دائمی عذاب ہے۔"

ان دونوں آیات میں منافقین کے درج ذیل اوصاف ظاہر ہوئے ہیں:

۱۔ منافقین آپس میں ایک ہی ہیں، اور وہ ایک دوسرے سے دوستی رکھتے ہیں۔

۲۔ منافقین برائی کا حکم دیتے ہیں اور بھلائی سے منع کرتے ہیں۔

۳۔ منافقین صدقہ اور احسان کے دیگر کاموں سے ہاتھ کھینچتے ہیں، چنانچہ یہ انتہائی درجہ کے بخیل لوگ ہیں۔

۴۔ انھوں نے اللہ کو بھلا دیا، اللہ کو برائے نام ہی یاد کرتے ہیں، چنانچہ اللہ نے بھی انھیں اپنی رحمت سے بھلا دیا، انھیں کسی خیر کی توفیق نہیں دیتا۔

۵۔ منافقین فاسق و بدکار ہیں۔

ہشتم:...... اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿اَلَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الصَّدَقٰتِ وَالَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ فَيَسْخَرُوْنَ مِنْهُمْ ؕ سَخِرَ اللّٰهُ مِنْهُمْ ۫ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٧٩﴾ اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ؕ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿٨٠﴾﴾ [التوبۃ: ۷۹۔۸۰]

"جو لوگ ان مومنوں پر طعنہ زنی کرتے ہیں ان پر جو دل کھول کر خیرات کرتے ہیں اور ان لوگوں پر بھی جنھیں سوائے اپنی محنت مزدوری کے اور کچھ میسر ہی نہیں، پس یہ ان کا مذاق اُڑاتے ہیں، اللہ تعالیٰ بھی ان سے تمسخر کرتا ہے، اور انہی کے لیے دردناک عذاب ہے۔ آپ ان کے لیے بخشش طلب کریں یا نہ کریں، اگر آپ ان کے لیے ستر مرتبہ بھی بخشش طلب کریں تو بھی اللہ تعالیٰ انھیں ہرگز نہ

Marfat.com

بخشے گا، یہ اس لیے کہ انھوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا کفر کیا ہے، اور اللہ ایسے فاسق لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔''

ان دونوں آیتوں میں منافقین کے درج ذیل چند اوصاف ہیں:

۱۔ منافقین دل کھول کر صدقات وخیرات کرنے والوں پر طعنہ زنی کرتے ہیں، چنانچہ زیادہ خرچ کرنے والے پر طعنہ زنی کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ریا کاری اور دکھاوے کے لیے خرچ کر رہا ہے، اور کم صدقہ کرنے والے فقیر کو طعنہ دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ اللہ اس کے صدقہ سے بے نیاز ہے۔

۲۔ مومنوں کا مذاق اُڑانا۔

۳۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا کفر وانکار۔

نہم:...... اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿وَإِذَا مَآ أُنزِلَتْ سُورَةٌ نَّظَرَ بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ هَلْ يَرَاكُم مِّنْ أَحَدٍ ثُمَّ انصَرَفُوا ۚ صَرَفَ اللَّهُ قُلُوبَهُم بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُونَ ﴿١٢٧﴾﴾

[التوبة: ۱۲۷]

''اور جب کوئی سورت نازل کی جاتی ہے تو وہ ایک دوسرے کو دیکھنے لگتے ہیں کہ تم کو کوئی دیکھ تو نہیں رہا ہے، پھر چپکے نکل جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کا دل پھیر دیا ہے اس وجہ سے کہ وہ ناسمجھ لوگ ہیں۔''

چنانچہ جب کوئی سورت نازل ہوتی تو اس پر عمل نہ کرنے کا قطعی فیصلہ کرتے ہوئے منافقین ایک دوسرے کو دیکھتے اور مومنوں کی نگاہوں سے چھپنے کے لیے موقع ڈھونڈھتے، پھر چپکے سے کھسک جاتے اور اعراض وتکبر کرتے ہوئے واپس ہو جاتے تو اللہ تعالیٰ نے انھیں ان کے عمل کے لحاظ سے بدلہ دیا، جس طرح وہ اللہ کی آیتوں پر عمل کرنے سے پھر گئے، اسی طرح اللہ نے ان کے دلوں کو حق سے پھیر دیا اور ان پر تالے لگا دیے اور ایسی ناکارہ قوم بنا دیا جو کچھ نہیں سمجھتی جس سے انھیں فائدہ ہو، کیونکہ اگر وہ سمجھتے تو سورت کے نازل ہونے پر اس پر

Marfat.com

ایمان لاتے اور اس کے تابع فرمان ہو جاتے۔ ❶

جیسا کہ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿ وَ مِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُ اِلَيْكَ ۚ حَتّٰۤى اِذَا خَرَجُوْا مِنْ عِنْدِكَ قَالُوْا لِلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مَاذَا قَالَ اٰنِفًا ۫ اُولٰٓىِٕكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَ اتَّبَعُوْۤا اَهْوَآءَهُمْ ۝۱۶ ﴾ [محمد: ١٦]

''اور ان میں بعض ایسے بھی ہیں کہ آپ کی طرف کان لگاتے ہیں، یہاں تک کہ جب آپ کے پاس سے (واپس) جاتے ہیں تو اہل علم سے (بوجہ کند ذہنی و لاپرواہی) پوچھتے ہیں کہ اس نے ابھی کیا کہا تھا؟ یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں پر اللہ تعالیٰ نے مہر لگا دی ہے اور وہ اپنی خواہشات کی پیروی کر رہے ہیں۔''

نیز ارشاد ہے:

﴿ اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ وَ اَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ وَّ خَتَمَ عَلٰى سَمْعِهٖ وَ قَلْبِهٖ وَ جَعَلَ عَلٰى بَصَرِهٖ غِشٰوَةً ؕ فَمَنْ يَّهْدِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ اللّٰهِ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝۲۳ ﴾ [الجاثية: ٢٣]

''کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا جس نے اپنی خواہش نفس کو اپنا معبود بنا رکھا ہے اور علم کے باوجود اللہ تعالیٰ نے اسے گمراہ کر دیا ہے اور اس کے کان اور دل پر مہر لگا دی ہے، اور اس کی آنکھ پر بھی پردہ ڈال دیا ہے، اب ایسے شخص کو اللہ کے بعد کون ہدایت دے سکتا ہے؟ کیا تم اب بھی نصیحت نہیں حاصل کرتے؟''

دھم:...... نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((تِـلْكَ صَلَاةُ الْمُنَافِقِ يَجْلِسُ يَرْقُبُ الشَّمْسَ حَتَّى إِذَا كَانَتْ بَيْـنَ قَـرْنَـيِ شَيْـطَـانٍ قَـامَ فَـنَـقَرَهَا أَرْبَعًا لَا يَذْكُرُ اللّٰهَ فِيْهَا إِلَّا

---

❶ دیکھئے: تيسير الكريم الرحمٰن في تفسير كلام المنان للسعدي، ص: ٣١٣۔

Marfat.com

قَلِیْلًا .)) ❶

”یہ منافق کی نماز ہے کہ بیٹھا سورج کا انتظار کرتا رہے، یہاں تک کہ جب سورج شیطان کی دونوں سینگوں کے درمیان ہو جائے تو کھڑا ہو کر چار چونچ (ٹھونگے) مار لے اور اللہ کا برائے نام ذکر کرے۔“

اس حدیث سے منافقوں کی دو خصلتیں معلوم ہوئیں:

۱۔ نماز کو اس کے وقت سے مؤخر کرنا۔

۲۔ وہ چونچ مارنے کی طرح نماز پڑھتا ہے اور اس میں اللہ کا ذکر برائے نام ہی کرتا ہے۔

یازدھم:......رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ أَثْقَلَ الصَّلَاةِ عَلَى الْمُنَافِقِيْنَ صَلَاةُ الْعِشَاءِ وَصَلَاةُ الْفَجْرِ وَلَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِيْهِمَا لَأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا .)) ❷

”بے شک منافقوں پر سب سے بوجھل اور گراں عشاء اور فجر کی نمازیں ہیں اور اگر یہ جان لیتے کہ ان میں کیا (اجر و ثواب) ہے تو سرین کے بل گھسٹ کر ہی سہی ضرور حاضر ہوتے۔“

معلوم ہوا کہ اجمالی طور پر منافقوں کے اوصاف درج ذیل ہیں:

ا: وہ ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں جب کہ اس دعوے میں جھوٹے ہیں۔

۲: اللہ تعالیٰ اور مومنوں کو دھوکا دیتے ہیں، جب کہ (درحقیقت) وہ اپنے آپ ہی کو دھوکا دے رہے ہیں۔

۳: ان کے دلوں میں مرض تھا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے مرض میں اور اضافہ کر دیا ہے۔

---

❶ صحیح مسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب استحباب التبکیر بالعصر: ۱/ ۴۳۴، حدیث: ۶۲۲۔

❷ **متفق علیه بروایت ابوهریره** رضی اللہ عنہ: صحیح بخاري، کتاب الاذان، باب فضل صلاة العشاء في جماعة: ۱/ ۱۸۱، حدیث: ۶۵۸۔ وصحیح مسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب فضل صلاة الجماعة وبیان التشدید في التخلف عنها: ۱/ ۴۵۱، حدیث: ۶۵۱۔

Marfat.com

۴: وہ اصلاح کا دعویٰ کرتے ہیں جب کہ (درحقیقت) وہ فسادی ہیں۔

۵: مومنوں کو سفاہت (باؤلے پن، کم عقلی) کا الزام دیتے ہیں۔

۶: مومنوں سے ٹھٹھا اور مذاق کرتے ہیں۔

۷: ہدایت کے بدلے گمراہی خریدتے ہیں۔

۸: ان کی باتیں اچھی لگتی ہیں حالانکہ وہ سب سے زیادہ جھگڑالو ہیں۔

۹: اپنے دل کی باتوں پر اللہ کو گواہ بناتے ہیں، جب کہ وہ جھوٹے ہیں۔

۱۰: باطل کے ذریعہ بحث و مباحثہ میں بڑے ماہر ہیں۔

۱۱: جب لوگوں سے اوجھل ہوتے ہیں تو باطل کاموں کے لیے کوشاں رہتے ہیں۔

۱۲: جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ سے ڈرو تو تکبر اور غرور انھیں گناہ پر آمادہ کر دیتا ہے۔

۱۳: کافروں سے محبت رکھتے ہیں، ان کی مدد اور خدمت کرتے ہیں۔

۱۴: کافروں سے عزت اور نصرت طلب کرتے ہیں۔

۱۵: جب نماز میں کھڑے ہوتے ہیں تو بڑی کاہلی اور سستی سے کھڑے ہوتے ہیں۔

۱۶: لوگوں کو دکھانے کے لیے عمل کرتے ہیں۔

۱۷: اللہ کا برائے نام ذکر کرتے ہیں۔

۱۸: کافروں اور مومنوں کے درمیان حیران و پریشان ہیں۔

۱۹: اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ کفر کرتے ہیں۔

۲۰: منافقین ہی فاسق و بدکار ہیں۔

۲۱: اللہ کی راہ میں بادل ناخواستہ خرچ کرتے ہیں۔

۲۲: منافقین آپس میں ایک دوسرے کی سرپرستی کرتے ہیں۔

۲۳: اپنا ہاتھ سمیٹتے ہیں، چنانچہ خیر کی راہوں میں خرچ نہیں کرتے۔

۲۴: برائی کا حکم دیتے ہیں اور بھلائی سے منع کرتے ہیں۔

۲۵: انھوں نے اللہ کو بھلا دیا تو اللہ عزوجل نے بھی انھیں بھلا دیا۔

Marfat.com

۲۶: دل کھول کر صدقہ کرنے والے مومنوں پر طعنہ زنی کرتے ہیں۔

۲۷: نمازوں کو ان کے اوقات سے مؤخر کرتے ہیں۔

۲۸: چونچ (ٹھونگے) مارنے کی طرح نماز پڑھتے ہیں اور اس میں اللہ کا برائے نام ذکر کرتے ہیں۔

۲۹: منافقوں پر سب سے بوجھل اور مشکل عشاء اور فجر کی نمازیں ہیں۔

۳۰: نماز باجماعت سے پیچھے رہتے ہیں۔

۳۱: ان کے دل سخت اور ان کی عقلیں ناقص ہیں۔

۳۲: ان لوگوں نے اسلام کو بحیثیت دین پسند نہ کیا۔

۳۳: یہ لوگ دین کی صرف وہی باتیں لیتے ہیں جو ان کی خواہش کے مطابق ہوتی ہیں۔

۳۴: جو کہتے ہیں اس پر عمل نہیں کرتے۔

۳۵: امن کی حالت میں بہادری ظاہر کرتے ہیں اور جنگ میں بزدل ہوتے ہیں۔

۳۶: اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے فیصلہ نہیں لیتے۔

۳۷: اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے فیصلہ سے اپنے دلوں میں حرج اور تنگی محسوس کرتے ہیں۔

۳۸: جہاد سے مسلمانوں کی ہمت پست کرتے ہیں۔

۳۹: اللہ کی رحمت سے مایوس ہوتے ہیں اور اللہ کی مدد سے ان کی اُمید منقطع ہوتی ہے۔

۴۰: جہاد سے دنیاوی مال و اسباب چاہتے ہیں، اور جب اس سے مایوس ہوتے ہیں تو پیچھے ہٹ (مکر) جاتے ہیں۔

۴۱: جھگڑے اور تکرار میں گالی گلوچ اور بے ہودہ گوئی سے کام لیتے ہیں۔

۴۲: اسلام، مسلمان اور اسلامی نام رکھنے سے خفیہ طور پر محاربہ (جنگ) کرتے ہیں۔

۴۳: انھیں صرف اپنے ذاتی مفادات کی فکر دامن گیر ہوتی ہے۔

۴۴: دروغ گوئی اور حقائق کو توڑ مروڑ کر کے مخلص علماء پر طعنہ زنی کرتے ہیں۔

۴۵: لوگوں کو اسلام میں داخل ہونے سے روکنے کے لیے اسلام کے متعلق شکوک وشبہات

Marfat.com

پھیلاتے ہیں۔

۴۶: دین اسلام کے مددگاروں سے بغض رکھتے ہیں۔

۴۷: بات چیت میں جھوٹ بولتے ہیں۔

۴۸: اللہ، اس کے رسول ﷺ اور مومنوں کی خیانت کرتے ہیں۔

۴۹: وعدہ خلافی کرتے ہیں۔

۵۰: ہر منافق کے دو رُخ ہوا کرتے ہیں، ایک رُخ مومنوں کے لیے ہوتا ہے اور دوسرا دشمنانِ اسلام کے لیے۔

۵۱: یہ لوگ نفع بخش چیزیں سنتے ہیں نہ سمجھتے ہیں اور نہ ہی اللہ کی قدرت پر دلالت کرنے والی نشانیوں کا مشاہدہ کرتے ہیں۔

۵۲: منافق بات شروع کرنے سے پہلے ہی قسم کھالیتا ہے، کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اس کی بات پر مومنوں کے دل پر مطمئن نہیں ہوں گے۔

۵۳: ان کے دل خیر سے غافل اور ان کے جسم حصول خیر کے لیے کوشاں ہوتے ہیں۔

۵۴: یہ دل کے اعتبار سے سب سے بدتر اور جسم کے اعتبار سے سب سے اچھے لوگ ہیں۔

۵۵: یہ لوگ نفاق کے راز چھپاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اسے ان کے چہروں اور زبانوں پر ہی ظاہر کر دیتا ہے۔

۵۶: دنیا کی خاطر عہد و پیمان توڑ دیتے ہیں۔

۵۷: قرآنِ کریم کا تمسخر کرتے اور مذاق اُڑاتے ہیں۔

یہ منافقوں کے اوصاف ہیں، لہٰذا اے مسلمانو! قبل اس کے کہ تم پر (فیصلہ کرنے والی) موت آ دھمکے ان اوصاف سے اجتناب کرو۔

یہ صفات بطورِ مثال ہیں۔ [1] ورنہ کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ میں منافقین کی

---

[1] دیکھئے: صفات المنافقين لابن القيم، ص: ٤۔ نیز المنافقون في القرآن الكريم، از ڈاکٹر عبدالعزیز الحمیدي، ص: ٤٤١۔

Marfat.com

صفات بہت زیادہ ہیں، ہم اللہ تعالیٰ سے عفوو درگزر کا اور دنیا و آخرت میں عافیت کا سوال کرتے ہیں۔

چوتھا مطلب:......نفاق کے اثرات ونقصانات:

نفاق کے بڑے خطرناک اثرات اور ہلاکت انگیز نقصانات ہیں، ان میں سے چند نقصانات حسب ذیل ہیں:

۱۔ نفاقِ اکبر منافقین کے دلوں میں خوف و ہراس اور رعب کا سبب ہے۔ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿يَحْذَرُ الْمُنٰفِقُوْنَ اَنْ تُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ سُوْرَةٌ تُنَبِّئُهُمْ بِمَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ ؕ قُلِ اسْتَهْزِءُوْا ۚ اِنَّ اللّٰهَ مُخْرِجٌ مَّا تَحْذَرُوْنَ ﴿٦٤﴾﴾ [التوبة : ٦٤]

''منافقوں کو ہر وقت اس بات کا کھٹکا لگا رہتا ہے کہ کہیں مسلمانوں پر کوئی سورت نہ اُترے جو ان کے دلوں کی باتیں انھیں بتلا دے، کہہ دیجیے کہ تم مذاق اُڑاتے رہو، یقیناً اللہ تعالیٰ اسے ظاہر کرنے والا ہے، جس کا تمھیں خوف لاحق ہے۔''

۲۔ نفاقِ اکبر اللہ کی لعنت کا موجب ہے، ارشادِ باری ہے:

﴿وَعَدَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْكُفَّارَ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ هِيَ حَسْبُهُمْ ۚ وَلَعَنَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ﴿٦٨﴾﴾

[التوبة : ٦٨]

''اللہ تعالیٰ ان منافق مردوں، عورتوں اور کافروں سے جہنم کی آگ کا وعدہ کر چکا ہے، جہاں یہ ہمیشہ رہنے والے ہیں، یہ جہنم انھیں کافی ہے، اللہ نے ان پر لعنت فرمائی ہے اور ان کے لیے دائمی عذاب ہے۔''

نیز ارشاد ہے:

﴿لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ وَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّ الْمُرْجِفُوْنَ فِي الْمَدِيْنَةِ لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُوْنَكَ فِيْهَاۤ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿٦٠﴾

Marfat.com

﴿مَّلْعُوْنِيْنَ ۚ اَيْنَمَا ثُقِفُوْۤا اُخِذُوْا وَ قُتِّلُوْا تَقْتِيْلًا ۝۶۱﴾

[الاحزاب: ٦٠، ٦١]

''اگر (اب بھی) یہ منافق اور وہ جن کے دلوں میں مرض ہے اور وہ لوگ جو مدینہ میں غلط افواہیں اڑانے والے ہیں باز نہ آئے تو ہم آپ کو ان (کی تباہی) پر مسلط کر دیں گے، پھر وہ چند دن ہی آپ کے ساتھ اس (شہر) میں رہ سکیں گے۔ وہ لعنت زدہ ہیں، جہاں بھی ملیں پکڑے جائیں اور خوب ٹکڑے ٹکڑے کر دیے جائیں۔''

۳۔ نفاقِ اکبر کا مرتکب دین اسلام سے خارج ہو جاتا ہے، کیونکہ نفاقِ اکبر، کفر چھپانا اور خیر ظاہر کرنا ہے، بلکہ یہ (نفاق) کفر سے بھی زیادہ خطرناک ہے، اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا ۝۱۴۵﴾ [النساء: ١٤٥]

''بے شک منافقین جہنم کی سب سے نچلی تہہ میں ہوں گے اور آپ ان کے لیے ہرگز کوئی مددگار نہیں پا سکتے۔''

۴۔ نفاقِ اکبر کا مرتکب اگر اسی حالت میں مر جائے تو اللہ تعالیٰ اس کی بخشش نہیں فرمائے گا، کیونکہ یہ صریح کفر سے بھی زیادہ سخت ہے، جس کے مرتکبین کے سلسلہ میں اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَظَلَمُوْا لَمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ طَرِيْقًا ۝۱۶۸ اِلَّا طَرِيْقَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۤ اَبَدًا ؕ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ۝۱۶۹﴾ [النساء: ١٦٨۔ ١٦٩]

''جن لوگوں نے کفر کیا اور ظلم کیا، انھیں اللہ تعالیٰ ہرگز ہرگز نہ بخشے گا اور نہ انھیں کوئی راہ دکھائے گا، سوائے جہنم کی راہ کے جس میں وہ ہمیشہ ہمیش رہیں گے اور یہ اللہ تعالیٰ پر نہایت آسان ہے۔''

Marfat.com

۵۔ نفاقِ اکبر اپنے مرتکب پر جہنم کو واجب اور جنت کو حرام کر لیتا ہے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ جَامِعُ الْمُنَافِقِينَ وَالْكَافِرِينَ فِي جَهَنَّمَ جَمِيعًا ۝١٤٠﴾

[النساء: ١٤٠]

”بے شک اللہ تعالیٰ منافقوں اور کافروں (سب) کو جہنم میں اکٹھا کرنے والا ہے۔“

٦۔ نفاقِ اکبر کا مرتکب ہمیشہ ہمیش جہنم میں رہے گا، اس سے کبھی نہ نکلے گا، اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَعَدَ اللَّهُ الْمُنَافِقِينَ وَالْمُنَافِقَاتِ وَالْكُفَّارَ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا﴾ [التوبة: ٦٨]

”اللہ تعالیٰ ان منافقوں مردوں، عورتوں اور کافروں سے جہنم کی آگ کا وعدہ کر چکا ہے، جہاں یہ ہمیشہ رہنے والے ہیں۔“

٧۔ نفاقِ اکبر اپنے مرتکب کے لیے اللہ کو بھلا دینے کا سبب بنتا ہے۔ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿الْمُنَافِقُونَ وَالْمُنَافِقَاتُ بَعْضُهُمْ مِنْ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمُنْكَرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوفِ وَيَقْبِضُونَ أَيْدِيَهُمْ نَسُوا اللَّهَ فَنَسِيَهُمْ إِنَّ الْمُنَافِقِينَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ۝٦٧﴾ [التوبة: ٦٧]

”تمام منافق مرد اور منافق عورتیں آپس میں ایک ہی ہیں، یہ بری باتوں کا حکم دیتے ہیں اور نیکی کی باتوں سے روکتے ہیں اور اپنے ہاتھ سمیٹتے ہیں، یہ اللہ کو بھول گئے تو اللہ نے بھی انھیں بھلا دیا، بے شک منافق ہی فاسق ہیں۔“

٨۔ نفاقِ اکبر سارے اعمال ضائع و برباد کر دیتا ہے۔ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿قُلْ أَنْفِقُوا طَوْعًا أَوْ كَرْهًا لَنْ يُتَقَبَّلَ مِنْكُمْ إِنَّكُمْ كُنْتُمْ

Marfat.com

قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ﴿٥٣﴾ وَمَا مَنَعَهُمْ اَنْ تُقْبَلَ مِنْهُمْ نَفَقٰتُهُمْ اِلَّآ اَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَبِرَسُوْلِهٖ وَلَا يَاْتُوْنَ الصَّلٰوةَ اِلَّا وَهُمْ كُسَالٰى وَلَا يُنْفِقُوْنَ اِلَّا وَهُمْ كٰرِهُوْنَ ﴿٥٤﴾ ﴾ [التوبة: ٥٣-٥٤]

"کہہ دیجیے کہ تم خوشی یا ناخوشی کسی طرح بھی خرچ کرو تم سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا، یقیناً تم فاسق لوگ ہو۔ ان کے نفقات کے قبول نہ کیے جانے کا سبب اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ یہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے منکر ہیں اور بڑی کاہلی (سستی) سے نماز کے لیے آتے ہیں اور بادل ناخواستہ ہی خرچ کرتے ہیں۔"

۹۔ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ نفاقِ اکبر کے مرتکبین کا نور گل کر دے گا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ يَوْمَ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا انْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِكُمْ ۚ قِيْلَ ارْجِعُوْا وَرَآءَكُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا ۭ فَضُرِبَ بَيْنَهُمْ بِسُوْرٍ لَّهٗ بَابٌ ۭ بَاطِنُهٗ فِيْهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهٗ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ ﴿١٣﴾ ﴾ [الحديد: ١٣]

"اس دن منافق مرد اور منافق عورتیں ایمان والوں سے کہیں گے کہ ہمارا انتظار تو کرو کہ ہم بھی تمہارے نور سے کچھ روشنی حاصل کر لیں، جواب دیا جائے گا کہ تم اپنے پیچھے لوٹ جاؤ اور روشنی تلاش کرو، پھر ان مومنین کے اور ان (منافقین) کے درمیان ایک دیوار حائل کر دی جائے گی جس میں دروازہ بھی ہوگا، اس کے اندرونی حصہ میں تو رحمت ہوگی اور باہر کی طرف عذاب ہوگا۔"

۱۰۔ نفاقِ اکبر بندے کو اس کی موت کے وقت مومنوں کی دُعائے رحمت و مغفرت سے محروم کر دیتا ہے۔ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿ وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ ۭ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿٨٤﴾ ﴾ [التوبة: ٨٤]

Marfat.com

"ان میں سے کوئی مرجائے تو آپ اس کی نماز جنازہ ہرگز نہ پڑھیں اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہوں، یہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے منکر ہیں اور مرتے دم تک بدکار و بے اطاعت رہے ہیں۔"

۱۱۔ نفاقِ اکبر دنیا و آخرت کے عذاب کا سبب ہے۔ ارشادِ باری ہے:

﴿وَلَا تُعْجِبْكَ أَمْوَالُهُمْ وَأَوْلَادُهُمْ ۚ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ أَن يُعَذِّبَهُم بِهَا فِي الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ أَنفُسُهُمْ وَهُمْ كَافِرُونَ ﴿٨٥﴾﴾ [التوبة: ٨٥]

"آپ کو ان کے مال و اولاد کچھ بھی بھلے نہ لگیں، اللہ کی چاہت یہی ہے کہ انھیں ان چیزوں سے دنیوی سزا دے اور یہ اپنی جانیں نکلنے تک کافر ہی رہیں۔"

۱۲۔ نفاقِ اکبر کا مرتکب اگر اپنے نفاق کا اظہار و اعلان کر دے تو وہ دین اسلام سے مرتد ہو جائے گا، چنانچہ اس کا خون و مال حلال ہو جائے گا اور اس پر مرتد کے احکام نافذ کیے جائیں گے، البتہ حاکم کے پاس اس کی ظاہری توبہ (کی قبولیت) کے سلسلہ میں اختلاف ہے، کیونکہ منافقین ہمیشہ اسلام ہی ظاہر کرتے ہیں۔ [1]

لیکن اگر منافق اپنے کفر و نفاق کو چھپائے رکھے تو ظاہری ایمان کا اعتبار کرتے ہوئے اس کا خون و مال محفوظ ہوگا، باطن کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے۔ [2]

۱۳۔ نفاقِ اکبر کا مرتکب اگر اپنا کفر ظاہر کر دے تو وہ اس کے اور مومنوں کے درمیان عداوت و دشمنی واجب کر دے گا، چنانچہ وہ اس سے کوئی دوستی نہ رکھیں گے، خواہ کوئی قریب ترین شخص ہی کیوں نہ ہو اور اگر اپنا کفر ظاہر نہ کرے تو اس کے ظاہر پر اعتبار کیا جائے گا اور باطن کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے۔

۱۴۔ نفاقِ اصغر، جو کہ عملی نفاق ہے، ایمان میں کمی اور کمزوری پیدا کرتا ہے اور اس کا مرتکب اللہ تعالیٰ کے عذاب کے خطرہ میں ہوتا ہے۔

---

[1] دیکھیے: فتاویٰ ابن تیمیہ رحمه الله: ٢٨/ ٣٣٤۔

[2] دیکھیے: المنافقون في القرآن، از ڈاکٹر عبدالعزیز الحمیدي، ص: ٤٥٠۔

Marfat.com

۱۵۔ نفاقِ اصغر کا مرتکب اس خطرہ میں ہوتا ہے کہ اس کا یہ نفاق اسے نفاقِ اکبر تک نہ پہنچا دے۔

ہم اللہ کے غیظ وغضب اور نفاق کی تمام چھوٹی بڑی قسموں سے اس کی پناہ چاہتے ہیں اور اس سے عفو و درگزر اور دنیا و آخرت میں عافیت کا سوال کرتے ہیں۔

وَصَلَّى اللّٰهُ وَسَلَّمْ وَبَارَكَ عَلٰى عَبْدِهٖ وَرَسُوْلِهٖ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ أَجْمَعِيْنَ.

❀❀❀❀

Marfat.com

اخلاص کا نور

Marfat.com

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

عرض مترجم

أَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى أَشْرَفِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ أَجْمَعِيْنَ،

أَمَّا بَعْد:

کسی بھی عمل کی قبولیت کے لیے دو بنیادی شرطوں کا پایا جانا بے حد ضروری ہے، ان میں سے کسی ایک شرط کا فقدان اس عمل کی قبولیت سے مانع ہوگا، پہلی شرط یہ ہے کہ وہ عمل خالص اللہ کی ذات کے لیے کیا گیا ہو، دوسری شرط یہ ہے کہ وہ سنت نبوی ﷺ کے مطابق ہو۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان دونوں شرطوں کو مختلف آیات میں بیان فرمایا ہے، تاہم درج ذیل آیت کریمہ میں دونوں شرطیں یکجا بیان فرمائی ہیں۔ ارشاد ہے:

﴿فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّ لَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا ﴾ [الکهف: ۱۱۰]

"لہٰذا جو شخص اپنے رب سے ملاقات کی اُمید رکھتا ہو اسے چاہیے کہ نیک عمل کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔"

معروف عابد وزاہد حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ کے درج ذیل فرمان کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

﴿الَّذِيْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفُوْرُ ﴾ [الملک: ۲]

"جس نے موت وحیات کو اس لیے پیدا کیا ہے کہ تمھیں آزمائے کہ تم میں سے

Marfat.com

کون ''اچھا عمل'' کرتا ہے اور وہ غالب بخشنے والا ہے۔''

''اچھا عمل''، یعنی سب سے خالص اور درست ترین عمل، لوگوں نے عرض کیا: اے ابوعلی! سب سے خالص اور درست عمل کیا ہے؟ تو فرمایا: ''عمل جب خالص اللہ کے لیے ہو لیکن درست نہ ہو تو قبول نہیں ہوتا، اور اگر درست ہو خالص نہ ہو تو بھی قبول نہیں ہوتا، یہاں تک کہ (بیک وقت) خالص اور درست ہو، اور خالص کا مطلب یہ ہے کہ وہ عمل اللہ کی رضا کے لیے کیا گیا ہو، اور درست کا مطلب یہ ہے کہ سنت نبوی کے مطابق ہو۔ [1] اور پھر سورۂ کہف کی مذکورہ آیت کی تلاوت فرمائی۔

اخلاص عبادات کی روح ہے، اس کے بغیر ساری عبادتیں بے جان ہیں، لیکن افسوس کہ اسلامی معاشرہ پر ایک طائرانہ نظر ڈالنے سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جیسے اخلاص ختم ہوگیا ہے نمازی کی نماز میں اخلاص نہیں، روزہ دار کے روزے میں اخلاص نہیں، صدقہ کرنے والے کے صدقہ میں اخلاص نہیں، ایک مدرس کی تدریس میں اخلاص نہیں، ایک طالب علم کی طلب علم میں اخلاص نہیں، ایک ملازم کی ملازمت میں اخلاص نہیں، ایک چوکیدار کی چوکیداری میں اخلاص نہیں، غرض کوئی بھی شخص اپنی ذمہ داری اخلاص کے ساتھ نہیں نبھاتا، الا من رحم ربی۔ تمام اعمال میں اخلاص کی جگہ ریا و نمود، دکھاوا، شہرت، نام طلبی اور دنیوی مفاد نے لے لی ہے۔ درحقیقت یہ ایک بہت بڑا المیہ ہے، اور جب صورتِ حال ایسی ہے تو مخلصین کے لیے کیے گئے وعدۂ الٰہی کے مستحق ریاکار، شہرت پسند، دنیا پرست لوگ کیونکر ہو سکتے ہیں؟

زیر نظر کتاب میں سعودی عرب کے معروف صاحب علم ڈاکٹر سعید بن علی قحطانی حفظہ اللہ نے اس موضوع پر کتاب وسنت کی روشنی میں مدلل گفتگو کی ہے اور اس کے تمام گوشوں کا مختصراً احاطہ کیا ہے، فجزاہ اللہ خیر الجزاء۔

راقم کی یہ چھٹی طالب علمانہ کاوش ہے جو اللہ کی توفیق سے زیور طبع سے آراستہ ہو رہی ہے، میں اپنے تمام اسلامی بھائیوں، بالخصوص طالبان علوم نبویہ کے سامنے اس کتاب کا اُردو ترجمہ

---

[1] دیکھئے: مدارج السالکین لابن القیم: ۲/ ۸۹۔

Marfat.com

پیش کرتے ہوئے سب سے پہلے اللہ ذوالجلال کا شکریہ ادا کرتا ہوں جس کی توفیق اور مدد سے کتاب کا ترجمہ پایۂ تکمیل کو پہنچا، اس کے بعد اپنے والدین بزرگوار کا شکر ادا کرتا ہوں جن کی انتھک تعلیمی و تربیتی کوششوں کی بدولت دین اسلام کی ادنیٰ سی خدمت کا شرف حاصل ہوا، اللہ تعالیٰ انھیں دنیا و عقبیٰ کی بھلائیوں سے نوازے اور اسے ان کے لیے صدقۂ جاریہ بنائے، نیز اپنی اہلیہ، اہل خانہ اور جملہ معاونین کا شکریہ ادا کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر سے نوازے۔ (آمین)

بعدہ! فاضل بھائی جناب فضیلۃ الشیخ ابوالمکرم عبدالجلیل حفظہ اللہ (مترجم وزارت اسلامی امور واوقاف ودعوت وارشاد، ریاض) کا شکریہ ادا کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں، جنھوں نے بڑی ژرف نگاہی سے ترجمہ پر نظر ثانی کی اور تصحیح فرمائی اور پھر کتابت، طباعت اور دیگر ضروری امور میں بھرپور تعاون سے نوازا، دیگر معاونین کا بھی ممنون و مشکور ہوں جنھوں نے کتاب میں کسی بھی طرح سے ہاتھ بٹایا، جزاہم اللہ خیرا۔

آخر میں تمام اہل علم اور طالبان علم سے میری پرخلوص درخواست ہے کہ اگر کتاب میں کسی بھی قسم کی فروگذاشت نظر آئے تو ضرور مطلع فرمائیں اور اپنے مفید مشوروں سے نوازیں۔

اللہ عزوجل سے دُعا ہے کہ اس کتاب کے ذریعہ سے اردو دان حلقہ کو فائدہ پہنچائے، نیز اس کے مؤلف، مترجم، مصحح، ناشر اور جملہ معاونین کو اخلاص قول وعمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَصَلَّى اللّٰهُ وَسَلَّمَ عَلٰى عَبْدِهٖ وَرَسُوْلِهٖ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ
وَّعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ أَجْمَعِيْنَ.

۲۵ رصفر ۱۴۲۵ھ

ابوعبداللہ رعنایت اللہ بن حفیظ اللہ سنابلی
مدینہ طیبہ، مملکت سعودی عرب

❀❀❀❀

Marfat.com

مقدمہ

إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ، نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَسَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهٗ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ، صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَمَنْ تَبِعَهُمْ بِإِحْسَانٍ إِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ، وَسَلِّمْ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا، أَمَّا بَعْدُ!

اخلاص کے نور اور آخرت کے عمل سے دنیا طلبی کی تاریکیوں کے سلسلہ میں یہ ایک مختصر سا رسالہ ہے، جس میں میں نے اخلاص کا مفہوم، اس کی اہمیت اور اچھی نیت کا مقام بیان کیا ہے اور نیک عمل سے دنیا طلبی کی خطرناکی، دنیا کی خاطر عمل کی اقسام، ریاکاری کی خطرناکی، اس کے انواع و اقسام، عمل پر اس کے اثرات اور ریاکاری کے اسباب و محرکات، نیز حصولِ اخلاص کے طریقے ذکر کیے ہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ اخلاص نصرت و مدد، اللہ کے عذاب سے نجات، دنیا و آخرت میں بلندئ درجات کا سبب ہے۔ انسان سے اللہ عزوجل کی محبت اور پھر زمین و آسمان والوں کی محبت سے سرفرازی کا سبب اخلاص ہی بنتا ہے، یہ درحقیقت ایک نور ہے جسے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس کے دل میں چاہتا ہے ودیعت فرما دیتا ہے۔ ارشاد ہے:

﴿وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ ۝٤٠﴾ [النور: ٤٠]

”اور جسے اللہ تعالیٰ ہی نور عطا نہ کرے اس کے پاس کوئی نور نہیں ہوتا۔“

اور آخرت کے عمل سے دنیا طلبی تہ بہ تہ گھٹا ٹوپ تاریکیاں ہیں، کیونکہ آخرت کے عمل

Marfat.com

سے دنیا طلب کرنا کمال توحید کے منافی ہے اور وہ جس عمل میں شامل ہوتی ہے اسے برباد کر دیتی ہے، اللہ عزوجل کا ارشادِ گرامی ہے:

﴿مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا نُوَفِّ إِلَيْهِمْ أَعْمَالَهُمْ فِيهَا وَهُمْ فِيهَا لَا يُبْخَسُونَ ﴿١٥﴾ أُولٰٓئِكَ الَّذِينَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ إِلَّا النَّارُ ۖ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوا فِيهَا وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٦﴾﴾

[هود: ١٥-١٦]

”جو شخص دنیا کی زندگی اور اس کی زینت پر فریفتہ ہوا چاہتا ہے ہم ایسے لوگوں کو ان کے کل اعمال (کا بدلہ) یہیں بھرپور پہنچا دیتے ہیں اور یہاں انھیں کوئی کمی نہیں کی جاتی۔ ہاں یہی وہ لوگ ہیں جن کے لیے آخرت میں سوائے آگ کے اور کچھ نہیں اور جو کچھ انھوں نے یہاں کیا ہوگا، وہاں سب اکارت (ضائع و بے کار) ہے اور جو کچھ ان کے اعمال تھے، سب برباد ہونے والے ہیں۔“

میں نے اس بحث کو دو مباحث میں تقسیم کیا ہے، اور ہر مبحث کے تحت حسب ذیل مطالب ہیں:

☆ پہلا مبحث...... اخلاص کا نور:

پہلا مطلب: اخلاص کا مفہوم۔

دوسرا مطلب: اخلاص کی اہمیت۔

تیسرا مطلب: اچھی نیت کا مقام اور اس کے ثمرات۔

چوتھا مطلب: اخلاص کے فوائد وثمرات۔

☆ دوسرا مبحث...... اُخروی عمل سے دنیا طلبی کی تاریکیاں:

پہلا مطلب: اُخروی عمل سے دنیا طلبی کی خطرناکی۔

دوسرا مطلب: دنیا کی خاطر عمل کی اقسام۔

تیسرا مطلب: ریاکاری کی خطرناکی اور اس کے نقصانات۔

Marfat.com

چوتھا مطلب: ریا کاری کی اقسام اور اس کی باریکیاں۔

پانچواں مطلب: ریا کاری کی اقسام اور عمل پر اس کے اثرات۔

چھٹا مطلب: ریا کاری کے اسباب ومحرکات۔

ساتواں مطلب: اخلاص کے حصول کے طریقے اور ریا کاری کا علاج۔

میں اللہ عزوجل سے اس کے اس اسم اعظم کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں کہ جب اس کے ذریعے اس سے سوال کیا جاتا ہے تو وہ عطا کرتا ہے اور جب اس کے ذریعے اس سے دُعا کی جاتی ہے تو وہ قبول کرتا ہے کہ وہ اس تھوڑے سے عمل کو مبارک اور خالص اپنی رضا کے لیے بنائے اور اس کے مؤلف، اس کے پڑھنے والے، نیز اس کے چھاپنے، نشر اور کمپوز کرنے والے کو جنت کے (مقام) فردوسِ اعلیٰ سے قریب کرنے والا بنائے اور اسے میرے لیے میری زندگی میں اور مرنے کے بعد نفع بخش بنائے اور جس شخص تک بھی یہ کتاب پہنچے اسے اس کے ذریعہ سے فائدہ پہنچائے۔ بے شک اللہ کی ذات سب سے بہتر ذات ہے، جس سے سوال کیا جاتا ہے اور انتہائی کریم ہے، جس سے اُمید وابستہ کی جاتی ہے، وہی ہمارے لیے کافی اور بہترین کارساز ہے اور نیکی کی توفیق اور گناہوں سے بچنے کی طاقت اللہ بالا و برتر ہی کی طرف سے ہے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ وَسَلَّمَ وَبَارَكَ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ
وَأَصْحَابِهٖ وَمَنْ تَبِعَهُمْ بِإِحْسَانٍ إِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ .

مؤلف

بروز منگل، بوقت عصر، مطابق ۱۶/۱۰/۱۴۱۹ ہجری

Marfat.com

پہلا مبحث

اخلاص کا نور

پہلا مطلب:......اخلاص کا مفہوم:

اخلاص کی لغوی تعریف (مفہوم):......" خَلَص یخْلص خلوصًا " کے معنی صاف ہونے اور آمیزش کے زائل ہو جانے کے ہیں، کہا جاتا ہے:" خلص من ورطته" یعنی وہ اپنے بھنور سے محفوظ رہا اور نجات پا گیا، اور کہا جاتا ہے:" خلصه تخليصًا " یعنی اس نے اسے چھٹکارا اور نجات دلوائی۔ اور اطاعت میں اخلاص کے معنی ریاکاری ترک کر دینے کے ہیں۔ [1]

اخلاص کی حقیقت (اصطلاحی تعریف):......اخلاص کی حقیقت یہ ہے کہ بندہ اپنے عمل سے محض اللہ واحد کی قربت کا طالب ہو۔

اہل علم نے اخلاص کی کئی تعریفیں ذکر کی ہیں جو ایک دوسرے سے قریب قریب ہیں:

۱: ایک تعریف یہ کی گئی ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو اطاعت میں تنہا مقصود جاننا اخلاص کہلاتا ہے۔

۲: ایک تعریف یہ کی گئی ہے کہ اخلاص یہ ہے کہ بندہ کے اعمال ظاہر و باطن ہر دو صورت میں برابر ہوں اور ریاکاری یہ ہے کہ بندے کا ظاہر اس کے باطن سے بہتر اور اچھا ہو اور سچا اخلاص یہ ہے کہ بندے کا باطن اس کے ظاہر سے زیادہ پختہ اور پائیدار (بارونق) ہو۔

۳: ایک تعریف یہ کی گئی ہے کہ عمل کو ہر طرح کی آمیزش سے پاک وصاف رکھنا اخلاص کہلاتا ہے۔ [2]

---

[1] المعجم الوسیط: ۱/ ۲۴۹۔ مختار الصحاح، ص: ۷۷۔

[2] مدارج السالکین لابن القیم: ۲/ ۹۱۔

Marfat.com

سابقہ تعریفوں سے واضح ہوا کہ اخلاص عمل کو اللہ واحد کی طرف پھیرنے اور اس سے قربت حاصل کرنے کا نام ہے، جس میں کوئی ریا و نمود، زائل ہونے والے ساز و سامان کی طلب اور بناوٹ نہ ہو، بلکہ بندہ صرف اللہ واحد کے ثواب کی اُمید کرے، اس کے عذاب سے ڈرے اور اس کی رضامندی کا حریص ہو۔

اسی لیے امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''لوگوں کی وجہ سے عمل ترک کر دینا ریاکاری اور لوگوں کی خاطر عمل کرنا شرک ہے اور اخلاص یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تمھیں ان دونوں چیزوں سے عافیت میں رکھے۔ [1]

مسلمان کی زندگی میں اخلاص یہ ہے کہ وہ اپنے قول و عمل، جملہ تصرفات اور ساری تعلیمات و توجیہات سے صرف اللہ واحد کی ذات کا قصد کرے، جس کا نہ کوئی شریک ہے اور نہ اس کے سوا کوئی پالنہار ہے۔

دوسرا مطلب:...... اخلاص کی اہمیت:

اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق یعنی جن و انس کو تنہا اپنی عبادت کے لیے پیدا فرمایا ہے، جس کا کوئی شریک نہیں، اور تمام مکلّفین (جن پر شریعت کے احکام لاگو ہوتے ہیں) کو اخلاص کا حکم دیا ہے، فرمایا:

﴿وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ﴾ [البينة: ٥]

''اور انھیں صرف اسی بات کا حکم دیا گیا ہے کہ وہ صرف اللہ کی عبادت کریں، اسی کے لیے دین کو خالص کرتے ہوئے۔''

نیز ارشاد ہے:

﴿اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ۝ اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ﴾ [الزمر: ٢-٣]

''یقیناً ہم نے اس کتاب کو آپ کی طرف حق کے ساتھ نازل فرمایا ہے، لہٰذا

---

[1] دیکھیے: مدارج السالکین لابن القیم: ٢/ ٩١۔

Marfat.com

آپ اللہ ہی کی عبادت کریں، اس کے لیے دین کو خاص کرتے ہوئے۔ خبردار! دین خالص اللہ ہی کا حق ہے۔''

مزید ارشاد ہے:

﴿ قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَلَمِينَ ﴿١٦٢﴾ لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذَٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ ﴿١٦٣﴾ ﴾

[الانعام: ١٦٢۔ ١٦٣]

''آپ کہہ دیجیے کہ بے شک میری نماز اور میری قربانی اور میری زندگی اور میری موت اس اللہ تعالیٰ کے لیے ہے جو سارے جہان کا رب ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں اور اسی بات کا مجھے حکم دیا گیا ہے اور میں پہلا مسلمان (تابع فرمان) ہوں۔''

نیز ارشاد ہے:

﴿ الَّذِي خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيَوٰةَ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا ﴾

[الملك: ٢]

''جس نے موت اور حیات کو اس لیے پیدا کیا کہ تمھیں آزمائے کہ تم میں سے کون اچھا عمل کرتا ہے۔''

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''اچھا عمل'' یعنی سب سے خالص اور درست ترین عمل، لوگوں نے عرض کیا: اے ابو علی! سب سے خالص اور درست عمل کیا ہے؟ فرمایا: ''عمل جب خالص اللہ کے لیے ہو، لیکن درست نہ ہو تو قبول نہیں ہوتا اور اگر درست ہو خالص نہ ہو تو بھی قبول نہیں ہوتا، یہاں تک کہ (بیک وقت) خالص اور درست ہو، خالص کا مطلب یہ ہے کہ وہ عمل اللہ کی رضا کے لیے کیا گیا ہو اور درست کا مطلب یہ ہے کہ سنت نبوی کے مطابق ہو۔ [1] پھر انھوں نے درج ذیل فرمانِ باری تعالیٰ کی تلاوت فرمائی:

---

[1] مدارج السالکین: ٢/ ٨٩۔

Marfat.com

﴿قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا ﴿١١٠﴾﴾ [الكهف: ١١٠]

''کہہ دیجیے کہ میں تمہارے ہی جیسا ایک بشر ہوں، میری طرف وحی کی جاتی ہے کہ یقیناً تمہارا معبود صرف ایک معبود ہے، تو جو شخص اپنے رب سے ملاقات کی اُمید رکھتا ہے، اسے چاہیے کہ نیک عمل کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی دوسرے کو شریک نہ کرے۔''

نیز ارشادِ باری ہے:

﴿وَمَنْ اَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ﴾

[النساء: ١٢٥]

''دین کے اعتبار سے اس شخص سے اچھا اور کون ہوسکتا ہے جو اپنے آپ کو اللہ کے تابع کردے اور نیکوکار ہو۔''

''اسلام وجہ'' اللہ واحد کے لیے ارادہ وعمل کو خالص کرنے کا نام ہے، اور ''احسان'' رسول اللہ ﷺ کی اتباع اور آپ کی سنت طیبہ کی پیروی کا نام ہے۔ [1]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((ثَـلَاثٌ لَا يَـغُـلُّ عَلَيْهِنَّ قَلْبُ مُسْلِمٍ : إِخْلَاصُ الْعَمَلِ لِلّٰهِ ، وَمُـنَـاصَـحَـةُ وُلَاةِ الْأَمْرِ ، وَلُزُوْمُ الْجَمَاعَةِ الْمُسْلِمِيْنَ ، فَإِنَّ دَعْوَتَهُمْ تُحِيْطُ مِنْ وَّرَائِهِمْ .)) [2]

---

[1] مدارج السالكين: ٢/ ٩٠۔

[2] سنن الترمذي، كتاب العلم، باب ماجاء فى الحث على تبليغ السماع: ٥/ ٣٤، حديث: ٢٦٥٨۔ بروایت عبدالله بن مسعود رضى الله عنه، مسند أحمد: ٥/ ١٨٣۔ بروایت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ۔ اس حدیث کو علامہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے مشکوٰۃ المصابیح ١/ ٧٨ میں اسے صحیح قرار دیا ہے۔

Marfat.com

"تین چیزیں ایسی ہیں کہ جن میں کسی مسلمان کا دل خیانت نہیں کرتا: اللہ کے لیے اخلاص عمل، حکام و امراء کی خیر خواہی اور مسلمانوں کی جماعت کو لازم پکڑنا، کیونکہ ان کی دُعائیں ان کے پیچھے سے گھیرے ہوتی ہے۔"

اخلاص مسلمان کے عمل کی روح اور اس کی سب سے اہم خوبی ہے، اخلاص کے بغیر اس کی ساری کوشش و کارکردگی بکھرے ہوئے ذرات کی مانند ہے۔

ائمہ اسلام کا اس امر پر اتفاق ہے کہ اخلاص دل کے اہم ترین اعمال میں سے ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت، اللہ پر توکل و اعتماد، اس کے لیے اخلاص، اس سے ڈرنے اور اُمید وابستہ کرنے کے لیے دل کے اعمال ہی اصل اور بنیاد ہیں اور اعضاء و جوارح کے اعمال اس کے تابع ہوتے ہیں کیونکہ نیت کی حیثیت روح کی اور عمل کی حیثیت اعضائے جسمانی کی ہے کہ جب جسم کا رشتہ روح سے ٹوٹتا ہے تو وہ مرجاتا ہے، چنانچہ دلوں کے احکام کی معرفت اعضاء و جوارح کے احکام کی معرفت سے زیادہ اہم ہے۔

لہٰذا مسلمان پر واجب ہے کہ وہ اللہ عزوجل کے لیے مخلص ہو، وہ ریا و نمود اور لوگوں کی مدح وستائش کی خواہش نہ کرے، بلکہ محض اللہ عزوجل کی ذات کا ارادہ کرے، اسی کی خوشنودی کے لیے نیک اعمال انجام دے اور لوگوں کو اللہ کی طرف بلائے، جیسا کہ ارشادِ ربانی ہے:

﴿ قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ ﴾ [یوسف: ۱۰۸]

"کہہ دیجیے کہ یہ میرا راستہ ہے میں اللہ کی طرف دعوت دیتا ہوں۔"

نیز ارشاد ہے:

﴿ وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ ﴾ [حٰمٓ السجدۃ: ۳۳]

"اس شخص سے بہتر بات اور کس کی ہوسکتی ہے جو اللہ کی طرف دعوت دے رہا ہو۔"

اخلاص تمام مسلمانوں پر واجب ہونے والا سب سے عظیم وصف (خوبی) ہے، تاکہ وہ اپنی دعوت و عمل سے محض ذاتِ الٰہی اور دارِ آخرت (جنت) کے طلب گار اور لوگوں کی اصلاح

Marfat.com

کے اور انھیں تاریکیوں سے نکال کر روشنی کی طرف لانے کے خواہاں ہیں۔ ❶

نیت عمل کی اساس و بنیاد اور اس کا وہ ستون ہے جس پر عمل کا دارو مدار ہے، کیونکہ نیت عمل کی روح اور اس کا قائد و رہبر ہے، اور عمل نیت کے تابع ہے، عمل کی صحت و خرابی نیت کی صحت و خرابی پر موقوف ہے، نیک نیتی سے توفیق اور بدنیتی سے رسوائی حاصل ہوتی ہے، نیت ہی کے اعتبار سے دنیا و آخرت کے مراتب و درجات میں فرق آتا ہے، ❷ اسی لیے نبی کریم صلی کا ارشاد ہے:

((إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَإِنَّمَا لِكُلِّ امْرِءٍ مَا نَوَى ......)) ❸

''اعمال کا دارو مدار نیتوں پر ہے، اور ہر شخص کے لیے وہی ہے جس کی اس نے نیت کی ہے......''

اور اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿لَا خَيْرَ فِي كَثِيرٍ مِّن نَّجْوَاهُمْ إِلَّا مَنْ أَمَرَ بِصَدَقَةٍ أَوْ مَعْرُوفٍ أَوْ إِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ ۚ وَمَن يَفْعَلْ ذَٰلِكَ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا ﴿١١٤﴾﴾ [النساء: ١١٤]

''ان کے اکثر خفیہ مشوروں میں کوئی خیر نہیں، ہاں! بھلائی اس کے مشوروں میں ہے جو خیرات کا یا نیک بات کا یا لوگوں میں صلح کرانے کا حکم دے، اور جو شخص صرف اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل کرنے کے ارادے سے یہ کام کرے اسے ہم یقیناً بہت بڑا اجر و ثواب دیں گے۔''

یہ ارشادِ ربانی نیت کے مقام و مرتبہ اور اس کی اہمیت پر دلالت کرتا ہے، نیز یہ کہ اللہ کی

---

❶ دیکھیے: مجموع فتاویٰ سماحۃ الشیخ ابن باز رحمہ اللہ: ١/ ٣٤٩، ٤/ ٢٢٩۔

❷ دیکھیے: النیۃ واثرھا فی الاحکام الشرعیۃ، از ڈاکٹر صالح بن غانم السدلان: ١/ ١٥١۔

❸ **متفق علیہ بروایت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ:** صحیح بخاری، کتاب بدء الوحی، باب کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ ﷺ: ١/ ٩، حدیث: ١۔ صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب قولہ ﷺ: "إنما الأعمال بالنیات": ٣/ ١٥١٥، حدیث: ١٩٠٧۔

Marfat.com

طرف دعوت دینے والوں اور دیگر مسلمانوں کے لیے نیت کی اصلاح ضروری ہے، کیونکہ اگر نیت درست ہوگی تو بندہ بیش بہا اجر وثواب سے نوازا جائے گا، اگرچہ اس نے محض سچی نیت ہی کی ہو عمل نہ کیا ہو، اسی لیے نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

((إِذَا مَرِضَ الْعَبْدُ أَوْ سَافَرَ كُتِبَ لَهُ مِثْلُ مَا كَانَ يَعْمَلُ مُقِيْمًا صَحِيْحًا .)) ❶

"جب بندہ بیمار ہو جائے یا حالت سفر میں ہو تو بھی حالت اقامت اور صحت مندی کے عمل کی طرح اس کا عمل (اور اجر) لکھا جاتا ہے۔"

نیز فرمایا:

((مَا مِنِ امْرِئٍ تَكُوْنُ لَهُ صَلَاةٌ بِلَيْلٍ فَيَغْلِبُهُ عَلَيْهَا نَوْمٌ إِلَّا كُتِبَ لَهُ أَجْرُ صَلَاتِهِ وَكَانَ نَوْمُهُ عَلَيْهِ صَدَقَةً .)) ❷

"جس شخص کا بھی رات میں اٹھ کر نماز پڑھنے کا معمول ہوتا ہے اور کبھی اس پر نیند غالب آجاتی ہے تو اس کے لیے اس نماز کا ثواب لکھ دیا جاتا ہے اور اس کی نینداس کے لیے صدقہ قرار پاتی ہے۔"

نیز فرمایا:

((مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الْمَسْجِدِ فَوَجَدَ النَّاسَ قَدْ صَلَّوْا أَعْطَاهُ اللّٰهُ مِثْلَ أَجْرِ مَنْ صَلّٰى وَحَضَرَ لَا يُنْقَصُ ذٰلِكَ مِنْ أَجْرِهِ شَيْئًا .)) ❸

---

❶ بخاري، كتاب الجهاد والسير، باب يكتب للمسافر ما كان يعمل فى الاقامة: ٤/ ٢٠٠، حديث: ٢٩٩٦۔

❷ ابو داؤد، كتاب الصلاة، باب من نوى القيام فنام: ٢/ ٢٤، حديث: ١٣١٤۔ نسائي، كتاب قيام الليل وتطوع النهار، باب من كان له صلاة بليل فغلبه عليها نوم: ٣/ ٢٧٥، حديث: ١٧٨٤۔ اس حدیث کو علامہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے ارواء الغلیل (٢/٢٠٤) اور صحیح الجامع: ٥/١٦٠، حدیث: ٥٥٦٧ میں صحیح قرار دیا ہے۔

❸ ابو داؤد، كتاب الصلاة، باب فيمن خرج يريد الصلاة فسبق بها: ١/ ١٥٤، حديث: ٥٦٤۔ نسائي، كتاب الامامة، باب حد ادراك الجماعة: ٢/ ١١١، حديث: ٨٥٥۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ ⇦⇦⇦

Marfat.com

”جو شخص خوب اچھی طرح وضو کرتا ہے اور پھر مسجد جاتا ہے اور دیکھتا ہے کہ لوگ نماز سے فارغ ہو چکے ہیں تو اللہ تعالیٰ اسے مسجد میں حاضر ہو کر نماز ادا کرنے والوں کے برابر ثواب عطا فرماتا ہے، اس سے اس کے اجر میں کوئی کمی واقع نہیں ہوتی۔“

نیز آپ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ سَأَلَ اللّٰهَ الشَّهَادَةَ بِصِدْقٍ بَلَّغَهُ اللّٰهُ مَنَازِلَ الشُّهَدَاءِ وَإِنْ مَاتَ عَلٰى فِرَاشِهِ.)) ❶

”جو شخص اللہ تعالیٰ سے سچی نیت کے ساتھ شہادت مانگتا ہے، اللہ اسے شہیدوں کے مراتب تک پہنچاتا ہے، خواہ اس کی موت اس کے بستر پر ہی ہو۔“

یہ چیز اللہ تعالیٰ کے اپنے بندوں پر فضل و احسان پر دلالت کرتی ہے، اسی لیے نبی کریم ﷺ نے غزوۂ تبوک کے موقع پر فرمایا:

((لَقَدْ تَرَكْتُمْ بِالْمَدِينَةِ أَقْوَامًا مَا سِرْتُمْ مَسِيرًا وَلَا أَنْفَقْتُمْ مِنْ نَفَقَةٍ وَلَا قَطَعْتُمْ مِنْ وَادٍ إِلَّا وَهُمْ مَعَكُمْ فِيهِ. قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! كَيْفَ يَكُوْنُوْنَ مَعَنَا وَهُمْ بِالْمَدِينَةِ؟ فَقَالَ: حَبَسَهُمُ الْعُذْرُ.)) ❷

”تم مدینہ میں کچھ ایسے لوگوں کو چھوڑ کر آئے ہو کہ تم جس راستے سے بھی گزرتے ہو، یا جو کچھ بھی خرچ کرتے ہو، یا جو بھی وادی طے کرتے ہو وہ اس میں

⇦ فتح الباری میں فرماتے ہیں: ”اس کی سند قوی ہے۔“: ۱۳۷/۶۔

❶ صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب استحباب طلب الشهادة فی سبیل اللّٰہ تعالیٰ: ۳/ ۱۵۱۷، حدیث: ۱۹۰۹۔

❷ صحیح بخاري، کتاب الجهاد والسير، باب من حبسه العذر عن الغزو: ۳/ ۲۸۰۔ حدیث: ۲۸۳۹۔ ابو داؤد، کتاب الجهاد، باب الرخصة فی القعود من العذر: ۳/ ۱۲، حدیث: ۲۵۰۸۔ الفاظ سنن ابوداؤد کے ہیں۔

Marfat.com

تمہارے ساتھ ہوتے ہیں، صحابہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! جب وہ مدینہ میں ہیں تو ہمارے ساتھ کیسے ہو سکتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: انھیں عذر نے روک رکھا ہے۔"

نیک نیتی کے سبب اللہ تعالیٰ معمولی عمل بھی گنا در گنا کر دیتا ہے، چنانچہ لوہے (ہتھیار) سے لیس ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! میں قتال (جہاد) کروں یا اسلام لاؤں؟ آپ نے فرمایا: پہلے اسلام لاؤ پھر جہاد کرنا، اس نے اسلام قبول کیا اور پھر (اللہ کی راہ میں) لڑتا رہا یہاں تک کہ شہید ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے بارے میں فرمایا: ((عَمِلَ قَلِيلًا وَأُجِرَ كَثِيرًا .)) ...... "اس نے تھوڑا عمل کیا اور زیادہ اجر سے نوازا گیا۔" ❶

ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہوا، اللہ کے رسول ﷺ اسے اسلام کے احکام سکھا رہے تھے اور وہ اپنے اونٹ پر روانہ ہوا تھا کہ اس کے اونٹ کے پیر ایک نیولے کے سوراخ میں جا پھنسا اور اس نے اسے نیچے گرا دیا، جس سے اس کی موت واقع ہو گئی، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((عَمِلَ قَلِيلًا وَأُجِرَ كَثِيرًا .)) ...... "تھوڑا عمل کیا اور زیادہ اجر سے نوازا گیا۔" حماد نے اس بات کو تین بار دہرایا۔ ❷

نیک نیتی سے اللہ تعالیٰ مباح اعمال میں برکت عطا فرماتا ہے، جس پر بندہ کو ثواب ملتا ہے، اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا أَنْفَقَ الرَّجُلُ عَلَى أَهْلِهِ يَحْتَسِبُهَا فَهُوَ لَهُ صَدَقَةٌ .)) ❸

---

❶ متفق علیہ بروایت حضرت براء رضی اللہ عنہ: بخاري، كتاب الجهاد والسير، باب عمل صالح قبل الجهاد: ۳/ ۲۷۱، حدیث: ۲۸۰۸۔ الفاظ صحیح بخاری ہی کے ہیں۔ مسلم، كتاب الامارة، باب ثبوت الجنة للشهيد: ۳/ ۱۵۰۹، حدیث: ۱۹۰۰۔

❷ مسند امام احمد: ۴/ ۳۵۷۔

❸ متفق علیہ بروایت ابو مسعود رضی اللہ عنہ: بخاري، كتاب الايمان، باب ماجاء ان الاعمال بالنية والحسبة ولكل امرئ مانوى: ۱/ ۲۴، حدیث: ۵۵۔ مسلم، كتاب الزكاة، باب فضل النفقة والصدقة على الاقربين والاولاد: ۲/ ۶۲۵، حدیث: ۱۰۰۲۔

Marfat.com

''جب بندہ اپنے اہل وعیال پر حصولِ ثواب کی نیت سے خرچ کرتا ہے تو وہ اس کے لیے صدقہ ہوتا ہے۔''

اور نبی کریم ﷺ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

((إِنَّكَ لَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً تَبْتَغِي بِهَا وَجْهَ اللّٰهِ إِلَّا أُجِرْتَ عَلَيْهَا حَتَّى مَا تَجْعَلُ فِي فِي امْرَأَتِكَ .)) ❶

''تم اللہ کی رضا وخوشنودی کے لیے جو کچھ بھی خرچ کرو گے تمھیں اس پر اجر ملے گا، حتی کہ جو لقمہ تم اپنی بیوی کے منہ میں ڈالو گے اس میں بھی (تمھیں اجر ملے گا۔)''

نیز آپ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّمَا الدُّنْيَا لِأَرْبَعَةِ نَفَرٍ عَبْدٍ رَزَقَهُ اللّٰهُ مَالًا وَعِلْمًا فَهُوَ يَتَّقِي فِيهِ رَبَّهُ وَيَصِلُ فِيهِ رَحِمَهُ وَيَعْلَمُ لِلَّهِ فِيهِ حَقًّا فَهٰذَا بِأَفْضَلِ الْمَنَازِلِ وَعَبْدٍ رَزَقَهُ اللّٰهُ عِلْمًا وَلَمْ يَرْزُقْهُ مَالًا فَهُوَ صَادِقُ النِّيَّةِ يَقُولُ لَوْ أَنَّ لِي مَالًا لَعَمِلْتُ بِعَمَلِ فُلَانٍ فَهُوَ بِنِيَّتِهِ فَأَجْرُهُمَا سَوَاءٌ وَعَبْدٍ رَزَقَهُ اللّٰهُ مَالًا وَلَمْ يَرْزُقْهُ عِلْمًا فَهُوَ يَخْبِطُ فِي مَالِهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ لَا يَتَّقِي فِيهِ رَبَّهُ وَلَا يَصِلُ فِيهِ رَحِمَهُ وَلَا يَعْلَمُ لِلَّهِ فِيهِ حَقًّا فَهٰذَا بِأَخْبَثِ الْمَنَازِلِ وَعَبْدٍ لَمْ يَرْزُقْهُ اللّٰهُ مَالًا وَلَا عِلْمًا فَهُوَ يَقُولُ: لَوْ أَنَّ لِي مَالًا لَعَمِلْتُ فِيهِ بِعَمَلِ فُلَانٍ فَهُوَ بِنِيَّتِهِ فَوِزْرُهُمَا سَوَاءٌ .)) ❷

---

❶ متفق عليه: صحيح بخاري، كتاب الايمان، باب ماجاء ان الايمان بالنية: ١/ ٢٤، حديث: ٥٦۔ مسلم، كتاب الوصية، باب الوصية بالثلث: ٣/ ١٢٥، حديث: ١٦٢٨۔

❷ ترمذي، كتاب الزهد، باب ماجاء مثل الدنيا مثل اربعة نفر: ٤/ ٥٦٢، حديث: ٢٣٢٥۔ وابن ماجة، كتاب الزهد، باب النية، حديث: ٤٢٢٨۔ ومسند أحمد: ٤/ ١٣٠۔ اس حدیث کو علامہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے صحیح الترمذی: ۲/۲۷۰ میں صحیح قرار دیا ہے۔

Marfat.com

''دنیا چار قسم کے لوگوں کے لیے ہے: ایک وہ بندہ جسے اللہ نے مال اور علم سے نوازا ہے، اس میں وہ اپنے رب سے ڈرتا اور صلح رحمی کرتا ہے اور اس میں اللہ کے لیے حق جانتا ہے، ایسا شخص سب سے افضل مرتبہ پر فائز ہے۔ دوسرا وہ بندہ جسے اللہ نے علم سے نوازا ہے اور مال سے محروم کر رکھا ہے، لیکن وہ بندہ نیک نیت کہتا (تمنا کرتا) ہے کہ اگر میرے پاس مال ہوتا تو میں فلاں کی طرح عمل (خرچ) کرتا تو اس کی نیت کا اعتبار ہوگا، چنانچہ دونوں کا اجر یکساں اور برابر ہے۔ تیسرا وہ جسے اللہ نے مال عطا فرمایا ہے، لیکن علم سے محروم کر رکھا ہے تو وہ بغیر علم کے اپنے مال میں تصرف کرتا ہے نہ اس میں اللہ سے ڈرتا ہے، نہ صلہ رحمی کرتا ہے اور نہ ہی اس میں اللہ کا کوئی حق جانتا ہے تو ایسا شخص بدترین درجہ کا آدمی ہے۔ چوتھا وہ بندہ جسے اللہ نے مال و دولت اور علم و آگہی دونوں سے محروم کر رکھا ہے تو وہ کہتا ہے کہ اگر میرے پاس مال ہوتا تو میں اس فلاں (تیسرے) کی طرح تصرف کرتا تو اس کی نیت کا اعتبار ہوگا، چنانچہ ان دونوں کا گناہ یکساں ہے۔''

اور نبی کریم ﷺ نے اپنے ربّ سے روایت کرتے ہوئے فرمایا:

((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ كَتَبَ الْحَسَنَاتِ وَالسَّيِّئَاتِ ثُمَّ بَيَّنَ ذٰلِكَ ، فَمِنْهُمْ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ عِنْدَهُ حَسَنَةً كَامِلَةً)) [1]

''اللہ عزوجل نے نیکیاں اور برائیاں لکھ دیں، پھر اس کی وضاحت فرمائی، چنانچہ جس نے نیکی کا ارادہ کیا اور اسے عملاً انجام نہ دے سکا تو اللہ تعالیٰ اسے اپنے پاس پوری نیکی لکھتا ہے۔''

---

[1] متفق علیه بروایت عبدالله بن عباس رضی الله عنهما: صحیح بخاري، کتاب الرقاق، باب منهم بحسنة او سیئه: ۲۳۹/۷، حدیث: ٦٤٩١۔ ومسلم، کتاب الایمان، باب اذا هم العبد بحسنة کتبت له واذا هم بسیئة لم تکتب: ۱/ ۱۱۷، حدیث: ۱۳۱۔

Marfat.com

چوتھا مطلب :......اخلاص کے فوائد وثمرات:

اخلاص کے بڑے اچھے ثمرات ، بڑے عظیم اور جلیل القدر فوائد ہیں، ان میں سے چند فوائد درج ذیل ہیں:

۱: دنیا و آخرت کی تمام بھلائیاں اخلاص کے فضائل وثمرات میں سے ہیں۔

۲: اخلاص اعمال کی قبولیت کا سب سے عظیم سبب ہے، بشرطیکہ نبی کریم ﷺ کی اتباع شامل ہو۔

۳: اخلاص کے نتیجہ میں بندے کو اللہ کی اور پھر فرشتوں کی محبت حاصل ہوتی ہے اور زمین (والوں کے دلوں) میں اس کی مقبولیت لکھ دی جاتی ہے۔

۴: اخلاص عمل کی اساس اور اس کی روح ہے۔

۵: اخلاص تھوڑے عمل اور معمولی دُعا پر بیش بہا اجر اور عظیم ثواب عطا کرتا ہے۔

۶: مخلص کا ہر عمل جس سے اللہ کی خوشنودی مقصود ہو لکھا جاتا ہے، اگر چہ وہ عمل مباح ہی کیوں نہ ہو۔

۷: مخلص جس عمل کی بھی نیت کرے لکھ لیا جاتا ہے اگر چہ اسے انجام نہ دے سکے۔

۸: مخلص اگر سو جائے یا بھول جائے تو معمول کے مطابق جو عمل کرتا تھا اُسے لکھا جاتا ہے۔

۹: اگر مخلص بندہ بیمار ہو جائے یا حالت سفر میں ہو تو اس کے اخلاص کے سبب اس کے لیے وہی عمل لکھا جاتا ہے جو وہ حالت اقامت وصحت میں کیا کرتا تھا۔

۱۰: اخلاص کے سبب اللہ تعالیٰ اُمت کی مدد فرماتا ہے۔

۱۱: اخلاص آخرت کے عذاب سے نجات دلاتا ہے۔

۱۲: دنیا و آخرت کی مصیبتوں سے نجات اخلاص کے ثمرات میں سے ہے۔

۱۳: اخلاص کے سبب آخرت میں درجات کی بلندی حاصل ہوتی ہے۔

۱۴: اخلاص کے سبب گمراہی سے نجات ملتی ہے۔

۱۵: اخلاص ہدایت میں اضافے کا سبب ہے۔

Marfat.com

۱۶: لوگوں میں نیک نامی اخلاص کے ثمرات میں سے ہے۔

۱۷: دل کا اطمینان اور نیک بختی کا احساس ہوتا ہے۔

۱۸: دل (نفس) میں ایمان کی تزئین و آرائش ہوتی ہے۔

۱۹: مخلص لوگوں کی صحبت وہم نشینی کی توفیق ملتی ہے۔

۲۰: حسن خاتمہ نصیب ہوتا ہے۔

۲۱: دعاؤں کی قبولیت حاصل ہوتی ہے۔

۲۲: قبر میں نعمت اور شادمانی کی بشارت ملتی ہے۔

۲۳: جنت میں داخلہ اور جہنم سے نجات عطا ہوتی ہے۔

ان فوائد وثمرات کی دلیلیں کتاب وسنت میں بکثرت موجود ہیں۔ [1]

میں اللہ عزوجل سے اپنے اور تمام مسلمان بھائیوں کے لیے قول وعمل میں اخلاص کا سوال کرتا ہوں۔

❀❀❀❀

[1] سابقہ دونوں مطالب میں ذکر کردہ امور اس پر دلالت کرتے ہیں۔ نیز دیکھیے: کتاب الاخلاص، از حسین العوایشه، صفحه نمبر: ٦٤۔

Marfat.com

دوسرا مبحث

اخروی عمل سے دنیا طلبی کی تاریکیاں

پہلا مطلب :...... اخروی عمل سے دنیا طلبی کی خطرناکیاں:

یہ بڑی خطرناک بات ہے کہ انسان کوئی نیک عمل کرے اور اس سے کسی دنیاوی ساز و سامان کا طالب ہو، یہ شرک ہے جو توحید واجب کے کمال کے منافی اور عمل کو برباد کردینے والا ہے، یہ ریاکاری سے بھی سنگین تر ہے کیونکہ دنیا چاہنے والے کا ارادہ اس کے بہت سارے اعمال پر غالب ہوتا ہے، جبکہ ریاکاری اس کے کسی عمل میں پائی جاتی ہے اور کسی عمل میں نہیں پائی جاتی اور اس کے ساتھ باقی نہیں رہتی، اور مومن ان دونوں چیزوں سے دُور رہتا ہے۔

ان دونوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ ان میں عموم وخصوص مطلق کی نسبت ہے، یعنی اس چیز میں دونوں مشترک ہیں کہ انسان اپنے عمل کو لوگوں کے سامنے مزین و آراستہ کر کے پیش کرے، تاکہ لوگ اسے دیکھ کر اس کی تعظیم اور مدح وستائش کریں، یہ ریاکاری اور دنیا طلبی دونوں ہے، کیونکہ اس میں لوگوں کے سامنے دکھاوا اور ان سے عزت اور مدح وستائش کی طلب ہے۔

رہا دنیا کے لیے عمل کرنا تو وہ یہ ہے کہ کوئی شخص نیک عمل کرے جسے لوگوں کو دکھانا مقصود نہ ہو بلکہ کوئی دنیوی ساز وسامان مقصود ہو، جیسے کوئی کسی کی طرف سے حصول مال کی غرض سے حج کرے یا مال غنیمت کی خاطر جہاد کرے وغیرہ، یعنی ریاکار لوگوں کی مدح وستائش کے لیے عمل کرتا ہے، جب کہ دنیا کے لیے عمل کرنے والا دنیوی ساز وسامان کے حصول کے لیے نیک عمل کرتا ہے اور دونوں ہی خسارے اور گھاٹے میں ہیں۔

ہم اللہ عزوجل کے غضب کو واجب کرنے والی چیزوں اور اس کے دردناک عذاب سے

Marfat.com

اس کی پناہ چاہتے ہیں۔ [1]

کچھ ایسے نصوص وارد ہوئے ہیں جو دنیا و آخرت میں اس عمل والے کے خسارے اور گھاٹے پر دلالت کرتے ہیں۔ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَهُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ ۝١٥ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ ۖ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيْهَا وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝١٦﴾

[هود: ١٥-١٦]

"جو شخص دنیا کی زندگی اور اس کی زینت پر فریفتہ ہوا چاہتا ہے ہم ایسے لوگوں کو ان کے کل اعمال (کا بدلہ) یہیں بھرپور پہنچا دیتے ہیں اور یہاں انھیں کوئی کمی نہیں کی جاتی۔ ہاں یہی وہ لوگ ہیں جن کے لیے آخرت میں سوائے آگ کے اور کچھ نہیں اور جو کچھ انھوں نے یہاں کیا ہوگا وہاں سب اکارت ہے اور جو کچھ ان کے اعمال تھے سب برباد ہونے والے ہیں۔"

نیز ارشاد ہے:

﴿مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلٰىهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا ۝١٨﴾ [الاسراء: ١٨]

"جس کا ارادہ اس جلدی والی دنیا (فوری فائدہ) کا ہی ہو اسے ہم یہاں جس قدر جس کے لیے چاہیں سردست دیتے ہیں، پھر ہم اس کے لیے جہنم مقرر کر دیتے ہیں، جہاں وہ برے حالوں دھتکارا ہوا داخل ہوگا۔"

نیز ارشاد ہے:

﴿مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِيْ حَرْثِهٖ ۚ وَمَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِيْبٍ ۝٢٠﴾

[الشورىٰ: ٢٠]

---

[1] دیکھیے: فتح المجید، ص: ٤٤٢۔ وتیسیر العزیز الحمید، ص: ٥٣٤۔

Marfat.com

"جس کا ارادہ آخرت کی کھیتی کا ہو ہم اسے اس کی کھیتی میں ترقی دیں گے اور جو دنیا کی کھیتی کی طلب رکھتا ہو ہم اسے اس میں سے ہی کچھ دے دیں گے اور ایسے شخص کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔"

مزید اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا وَ مَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ۝﴾ [البقرة: ۲۰۰]

"بعض لوگ ایسے (بھی) ہیں جو کہتے ہیں: اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں دے، ایسے لوگوں کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔"

اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ تَعَلَّمَ عِلْمًا مِمَّا يَبْتَغِي بِهِ وَجْهَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ لَا يَتَعَلَّمُهُ إِلَّا لِيُصِيْبَ بِهِ عَرَضًا مِنَ الدُّنْيَا لَمْ يَجِدْ عَرفَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ـ يَعْنِي رِيْحَهَا .)) ❶

"جو کوئی اللہ عزوجل کی خوشنودی کی خاطر حاصل کیا جانے والا علم محض کسی دنیوی سازوسامان کے حصول کے لیے سیکھے وہ قیامت کے روز جنت کی خوشبو تک نہ پائے گا۔"

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے:

((لَا تَعَلَّمُوا الْعِلْمَ لِتُبَاهُوْا بِهِ الْعُلَمَاءَ ، وَلَا لِتُمَارُوْا بِهِ السُّفَهَاءَ ، وَلَا لِتُخَيَّرُوْا بِهِ الْمَجَالِسَ ، فَمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ فَالنَّارُ

---

❶ ابو داؤد، کتاب العلم، باب فی طلب العلم لغیر اللہ: ۳/ ۳۲۳، حدیث: ۳۶۶۴۔ ابن ماجة، المقدمة، باب الانتفاع بالعلم: ۱/ ۹۳، حدیث: ۲۵۲۔ اس حدیث کو علامہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے صحیح سنن ابن ماجہ (۱/ ۴۸) میں صحیح قرار دیا ہے۔

Marfat.com

النَّار .)) ❶

"اس مقصد سے علم نہ حاصل کرو کہ اس کے ذریعہ تم علماء پر فخر کرو، نہ اس لیے کہ اس کے ذریعہ کم علموں سے بحث ومباحثہ کرو اور نہ اس لیے کہ اس کے ذریعے مجلسوں کا انتخاب کرو، جس نے ایسا کیا اس کے لیے جہنم ہے۔"

ابن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

((لَا تَعَلَّمُوا الْعِلْمَ لِثَلَاثٍ : لِتُمَارُوْا بِهِ السُّفَهَاءَ ، وَتُجَادِلُوْا بِهِ الْعُلَمَاءَ ، وَلِتَصْرِفُوْا بِهِ وُجُوْهَ النَّاسِ إِلَيْكُمْ ، وَابْتَغُوْا بِقَوْلِكُمْ مَا عِنْدَ اللّٰهِ فَإِنَّهُ يَدُوْمُ وَيَبْقَى وَيَنْفُدُ مَا سِوَاهُ .)) ❷

"تین مقاصد کے لیے علم نہ حاصل کرو: تا کہ بے وقوفوں سے بحث ومباحثہ کرو، علماء سے جھگڑا اور مناظرہ کرو اور اس سے لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرو، بلکہ اپنے قول سے وہ چیز (جنت) طلب کرو جو اللہ کے پاس ہے، کیونکہ وہی چیز باقی رہنے والی ہے اور جو کچھ اس کے علاوہ ہے ختم ہو جانے والا ہے۔"

اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اللہ کے لیے عمل کرنے والے کے لیے سعادت و نیک بختی کی ضمانت لی ہے، چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے:

((مَنْ كَانَتِ الْآخِرَةُ هَمَّهُ جَعَلَ اللّٰهُ غِنَاهُ فِي قَلْبِهِ ، وَجَمَعَ لَهُ شَمْلَهُ ، وَأَتَتْهُ الدُّنْيَا وَهِيَ رَاغِمَةٌ ، وَمَنْ كَانَتِ الدُّنْيَا هَمَّهُ جَعَلَ اللّٰهُ فَقْرَهُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ ، فَفَرَّقَ عَلَيْهِ شَمْلَهُ ، وَلَمْ يَأْتِهِ مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا

---

❶ ابن ماجة، المقدمة، باب الانتفاع بالعلم والعمل به: ١/ ٩٣، حديث: ٢٥٤۔ اس حدیث کو علامہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے صحیح سنن ابن ماجہ (۴۸/۱) اور صحیح الترغیب (۴۶/۱) میں صحیح قرار دیا ہے۔ مذکورہ دونوں جگہوں پر اور بھی حدیثیں ہیں۔

❷ سنن الدارمي: ١/ ٧٠ موقوفاً۔ وابن ماجة، بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، المقدمة، باب الانتفاع بالعلم والعمل به: ١/ ٩٦، حديث: ٢٦٠۔ اس حدیث کو علامہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے صحیح سنن ابن ماجہ (١/ ٤٨) اور صحیح الترغیب والترہیب (١/ ٤٨) میں اسے حسن قرار دیا ہے۔

Marfat.com

مَا قُدِّرَ لَهُ .)) ❶

’’جس کی فکر آخرت (پر مرکوز) ہوگی اللہ تعالیٰ اس کی مال داری اس کے دل میں کردے گا، اس کے متفرق اُمور کو اکٹھا کردے گا اور دنیا اس کے پاس ذلیل ہو کر آئے گی اور جس کی فکر دنیا (پر مرکوز) ہوگی تو اللہ تعالیٰ اس کی فقیری اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان (پیشانی پر) کردے گا، اس کے امور کو منتشر کردے گا اور دنیا سے بھی اسے اتنا ہی ملے گا، جتنا اس کے لیے مقدر ہے۔‘‘

دوسرا مطلب:...... دنیا کی خاطر عمل کی اقسام:

دنیا کی خاطر عمل کی کئی اقسام ہیں۔ امام محمد بن عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے کہ اس سلسلہ میں سلف صالحین سے چار اقسام منقول ہیں۔

پہلی قسم:...... وہ نیک عمل جسے بہت سے لوگ اللہ کی رضا کے حصول کے لیے کرتے ہیں، جیسے صدقہ، نماز، لوگوں پر احسان اور ظلم کی تلافی وغیرہ۔ جسے انسان خالص اللہ کے لیے کرتا یا چھوڑتا ہے، لیکن آخرت میں اس کا ثواب نہیں چاہتا بلکہ وہ یہ چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے بدلہ میں اس کے مال کی حفاظت کرے اور بڑھائے، یا اس کی اور اس کے اہل وعیال کی حفاظت کرے یا اس پر اور اس کے اہل وعیال پر اپنی نعمتیں باقی رکھے، اسے جنت کے حصول اور جہنم سے نجات کی کوئی فکر نہیں ہوتی، ایسے شخص کو اس کے عمل کا ثواب دنیا ہی میں عطا کردیا جاتا ہے، آخرت میں اس کے لیے کوئی حصہ نہیں ہوگا۔ یہ قول سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔

دوسری قسم:...... یہ پہلی قسم سے بھی خطرناک ہے اور بھیانک ہے، وہ یہ ہے

---

❶ ترمذي، كتاب صفة القيامة، باب حدثنا قتيبة: ٤/ ٦٤٢، حديث: ٢٤٦٥۔ امام ابن ماجہ نے اسی کے قریب قریب حدیث زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کتاب الزہد: ۲/ ۱۳۷۵، حدیث: ۴۱۰۵۔ اس حدیث کو علامہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے صحیح الجامع (۵/ ۳۵۱) اور سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ (حدیث: ۹۵۰) میں صحیح قرار دیا ہے۔

Marfat.com

کہ انسان نیک اعمال انجام دے اور اس کی نیت آخرت کے ثواب کی طلب نہیں بلکہ لوگوں کو دکھانا ہو۔ یہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے منقول ہے۔

تیسری قسم:...... یہ ہے کہ انسان نیک اعمال سرانجام دے اور اس سے مال مقصود ہو، مثال کے طور پر مال کی خاطر کسی کی طرف سے حج بدل کرے اس سے رضائے الٰہی اور دارِ آخرت کا حصول مقصود نہ ہو، یا دنیا پانے کی غرض سے ہجرت کرے یا مالِ غنیمت کی خاطر جہاد کرے، یا ڈگریوں کے حصول اور منصب پانے کے لیے علم حاصل کرے، ان تمام کاموں سے مطلقاً اللہ کی خوشنودی مقصود نہ ہو، یا مسجد کی ملازمت یا دیگر دینی ملازمتوں کے لیے قرآن کا علم حاصل کرے اور نماز کی پابندی کرے، اس سے ثواب کی خواہش مطلق طور پر نہ ہو۔

چوتھی قسم:...... یہ ہے کہ انسان خالص اللہ وحدہ لاشریک کے لیے اطاعت کا کام انجام دے، لیکن (ساتھ ہی) وہ اسلام سے خارج کر دینے والے کسی کفریہ عمل کا بھی مرتکب ہو، مثلاً کوئی شخص نواقض اسلام (اسلام کو توڑنے والی چیزوں) میں سے کسی چیز کا ارتکاب کرے۔ یہ قسم حضرت انس رضی اللہ عنہ وغیرہ سے منقول ہے۔ [1]

لہٰذا مسلمان کو چاہیے کہ ان تمام چیزوں سے بچتا رہے جو اس کے عمل کو برباد کر دینے والے اور اللہ کے غیظ وغضب کا سبب ہوں، نیز مسلمانوں کو ان تمام برے اعمال سے بھی بچنا چاہیے، ہم ان تمام چیزوں سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں۔

تیسرا مطلب:...... ریاکاری کی خطرناکی اور اس کے نقصانات:

ریاکاری کی خطرناکی فرد، معاشرہ اور پوری اُمت پر بہت زیادہ ہے، کیونکہ ریاکاری سارے اعمال کو اکارت (تباہ وبرباد) کر دیتی ہے۔ العیاذ باللہ۔

ریاکاری کی خطرناکی درج ذیل اُمور میں ظاہر ہوتی ہے:

---

[1] دیکھیے: فتح المجید شرح کتاب التوحید، ص: ٤٤٤۔ وتیسیر العزیز الحمید، ص: ٥٣٦ والقول السدید فی مقاصد التوحید للسعدي، ص: ١٢٦۔

Marfat.com

ا: ریاکاری مسلمانوں کے لیے مسیح دجال سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِمَا هُوَ أَخْوَفُ عَلَيْكُمْ عِنْدِيْ فِي الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ؟ قَالَ: قُلْنَا: بَلَىٰ . فَقَالَ: الشِّرْكُ الْخَفِي أَنْ يَقُوْمَ الرَّجُلُ يُصَلِّي فَيُزَيِّنُ صَلَاتَهُ لِمَا يَرَى مِنْ نَظَرِ رَجُلٍ .)) ❶

''کیا میں تمھیں اس چیز کی خبر نہ دوں جو میرے نزدیک تمہارے لیے مسیح دجال سے بھی زیادہ خوفناک ہے؟ راوی کہتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا: ہاں کیوں نہیں! فرمایا: وہ شرک خفی ہے کہ آدمی کھڑا نماز پڑھے تو کسی شخص کو اپنی طرف دیکھتا ہوا دیکھ کر اپنی نماز اور سنوار لے۔''

۲: ریاکاری بکریوں کے ریوڑ میں بھیڑیے کے گھسنے سے بھی زیادہ تباہ کن ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے:

((مَا ذِئْبَانِ جَائِعَانِ أُرْسِلَا فِي غَنَمٍ بِأَفْسَدَ مِنْ حِرْصِ الْمَرْءِ عَلَى الْمَالِ وَالشَّرْفِ لِدِيْنِهِ .)) ❷

''بکریوں کے کسی ریوڑ میں بھیجے گئے دو بھوکے بھیڑیے اتنا زیادہ نقصان دہ نہیں جتنا مال و شرف کا لالچ آدمی کے دین کو نقصان پہنچاتا ہے۔''

یہ ایک مثال ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے اس بات کی وضاحت فرمائی ہے کہ مال کے لالچ سے دین برباد ہو جاتا ہے، وہ اس طرح کہ مال انسان کو اللہ کی اطاعت سے غافل کر دے اور دین کے نام پر دنیوی شرف کا لالچ بھی دین کو خراب کر دیتا ہے، جب انسان کا

---

❶ ابن ماجة، کتاب الزهد، باب الرياء والسمعه: ۲/ ۱٤٠٦، حديث: ٤٢٠٤۔ اسے علامہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے صحیح سنن ابن ماجہ (۴۱۰/۲) میں حسن قرار دیا ہے۔

❷ سنن الترمذي، کتاب الزهد، باب حدثنا سويد، حديث: ٢٣٧٦۔ ٤/ ٥٨٨۔ اسے علامہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے صحیح سنن الترمذی (۲/ ۲۸۰) میں صحیح قرار دیا ہے۔

Marfat.com

مقصد ریا و نمود ہو۔

۳: ریا کاری اعمال صالحہ کے لیے بہت بڑا خطرہ ہے، کیونکہ ریا کاری اعمال صالحہ کی برکت ختم کر دیتی ہے۔ والعیاذ باللہ۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿كَالَّذِيْ يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَ لَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًا ۭ لَا يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا ۭ وَ اللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۶۴﴾﴾ [البقرة: ٢٦٤]

”جس طرح وہ شخص جو اپنا مال لوگوں کے دکھاوے کے لیے خرچ کرے اور نہ اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھے نہ قیامت پر، اس کی مثال اس صاف (چکنے) پتھر کی سی ہے جس پر تھوڑی سی مٹی ہو پھر اس پر زور دار مینہ (بارش) برسے اور وہ اسے بالکل صاف اور سخت چھوڑ دے، ان ریا کاروں کو اپنی کمائی میں سے کوئی چیز ہاتھ نہیں لگتی اور اللہ تعالیٰ کافر قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔“

یہ ریا کاری کے وہ اثرات ہیں جو نیک عمل کو ایسے وقت میں کلی طور پر مٹا دیتے ہیں جب انسان (نیک عمل کرنے والا) مجبور ہو کر رہ جاتا ہے اور اسے اس عمل کو لوٹانے کی استطاعت نہیں ہوتی۔

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿اَيَوَدُّ اَحَدُكُمْ اَنْ تَكُوْنَ لَهٗ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّ اَعْنَابٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ لَهٗ فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ۙ وَ اَصَابَهُ الْكِبَرُ وَ لَهٗ ذُرِّيَّةٌ ضُعَفَآءُ ۚ فَاَصَابَهَآ اِعْصَارٌ فِيْهِ نَارٌ فَاحْتَرَقَتْ ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۶۶﴾﴾ [البقرة: ٢٦٦]

”کیا تم میں سے کوئی بھی یہ چاہتا ہے کہ اس کے پاس کھجوروں اور انگوروں کا باغ

Marfat.com

ہو، جس میں نہریں بہہ رہی ہوں اور ہر قسم کے پھل موجود ہوں، اور اس شخص کو بڑھاپا آ گیا ہو اور اس کے ننھے ننھے بچے بھی ہوں اور اچانک باغ کو بگولا لگ جائے جس میں آگ بھی ہو، پس وہ باغ جل جائے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ تمہارے لیے آیتیں بیان کرتا ہے تاکہ تم غور وفکر کرو۔''

چنانچہ اس عمل صالح کی مثال میوہ جات سے بھرپور عظیم باغ کی سی ہے، تو کیا کوئی شخص ایسا بھی ہوسکتا ہے جو یہ چاہے کہ ان میوہ جات اور اس عظیم باغ کا مالک ہو اور پھر ریا کاری کرکے اسے کلی طور پر مٹا دے، جبکہ وہ اس کا شدید حاجت مند بھی ہو؟ اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے (حدیث قدسی میں) اپنے رب سبحانہ وتعالیٰ سے روایت کرتے ہوئے فرمایا ہے:

((أَنَـا أَغْـنِـى الشُّرَكَاءَ عَنِ الشِّرْكِ ، مَنْ عَمِلَ عَمَلًا أَشْرَكَ مَعِي فِيهِ غَيْرِي تَرَكْتُهُ وَشِرْكَهُ .)) ❶

''میں شرک سے تمام شریکوں سے زیادہ بے نیاز ہوں، جس نے کوئی عمل کیا جس میں میرے علاوہ کسی اور کو شریک کیا تو میں اسے اور اس کے شرک (دونوں) کو ترک کردیتا ہوں۔''

اور حدیث میں ہے:

((إِذَا جَمَعَ اللّٰهُ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ ، لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيهِ نَادٰى مُنَادٍ : مَنْ كَانَ أَشْرَكَ فِي عَمَلٍ عَمِلَهُ لِلّٰهِ أَحَدًا فَلْيَطْلُبْ ثَوَابَهُ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ ، فَإِنَّ اللّٰهَ أَغْنَى الشُّرَكَاءِ عَنِ الشِّرْكِ .)) ❷

---

❶ صحیح مسلم، کتاب الزھد، باب من اشرک فی عملہ غیر اللہ: ٤/ ٢٢٨٩، حدیث: ٢٩٨٥۔

❷ سنن الترمذي، کتاب تفسیر القرآن، باب ومن سورۃ الکھف: ٥/ ٣١٤، حدیث: ٣١٥٤۔ بروایت حضرت ابو سعد بن ابو فضالہ انصاری رضی اللہ عنہ۔ ابن ماجہ، کتاب الزھد، باب الریاء والسمعۃ: ٢/ ١٤٠٦، حدیث: ٤٢٠٣۔ اس حدیث کو علامہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے صحیح الترغیب والترھیب (١/ ١٨) اور صحیح سنن الترمذی (٣/ ٧٤) میں حسن قرار دیا ہے۔

Marfat.com

”جب اللہ تعالیٰ تمام اوّلین وآخرین (اگلوں اور پچھلوں) کو قیامت کے روز جس کی آمد میں کوئی شک نہیں جمع کرے گا تو ایک آواز لگانے والا آواز لگائے گا: جس نے اللہ کے لیے کیے ہوئے کسی عمل میں کسی غیر کو شریک کیا ہو وہ اس کا ثواب بھی اسی غیر اللہ سے طلب کرے، کیونکہ اللہ تعالیٰ شرک سے تمام شریکوں سے زیادہ بے نیاز ہے۔“

۴: ریاکاری آخرت کے عذاب کا سبب ہے، اسی لیے قیامت کے دن سب سے پہلے جن لوگوں سے جہنم بھڑکائی جائے گی وہ تین قسم کے لوگ ہوں گے: قاریٔ قرآن، مجاہد اور اپنے مال کا صدقہ کرنے والا۔ انھوں نے اس لیے یہ اعمال انجام دیئے تھے تاکہ کہا جائے کہ ”فلاں قاری ہے، فلاں بڑا بہادر ہے اور فلاں بڑا سخی اور خیرات کرنے والا ہے۔“ ان کے اعمال خالص اللہ کی رضا کے لیے نہ تھے۔ ❶

۵: ریاکاری، ذلت وخواری اور پستی ورسوائی کا سبب ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

((مَنْ سَمَّعَ سَمَّعَ اللّٰهُ بِهٖ ، وَمَنْ يُرَائِيْ يُرَائِي اللّٰهُ بِهٖ .)) ❷

”جو شخص شہرت کے لیے کوئی عمل کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے عیوب ظاہر کر دے گا اور جو دکھاوے کے لیے عمل کرے گا اللہ اسے رسوا کر دے گا۔“

۶: ریاکاری آخرت کے ثواب سے محروم کر دیتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

((بَشِّرْ هٰذِهِ الْأُمَّةَ بِالسَّنَاءِ❸ وَالدِّيْنِ ، وَالرِّفْعَةِ ، وَالتَّمْكِيْنِ فِي

---

❶ دیکھئے: اس سلسلہ میں وارد حدیث صحیح مسلم میں ہے: كتاب الامارة، باب من قاتل للرياء والسمعة استحق النار: ۳/ ۱۵۱٤، حديث: ۱۹۰۵۔

❷ متفق عليه: صحيح بخاري، كتاب الرقاق، باب الرياء والسمعة: ۷/ ۲٤۲، حديث: ٦٤۹۹۔ صحيح مسلم، كتاب الزهد، باب من اشرك فى عمله غير الله: ٤/ ۲۲۸۹، حديث: ۲۹۸٦۔

❸ اس کے معنی رتبہ کی بلندی کے ہیں، کیونکہ ”سناء“ بلندی کو کہتے ہیں۔ دیکھئے: المصباح المنير: ۱/ ۲۹۳۔

Marfat.com

الْأَرْضِ ، فَمَنْ عَمِلَ مِنْهُمْ عَمَلَ الْآخِرَةِ لِلدُّنْيَا لَمْ يَكُنْ لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ نَصِيبٍ .)) ❶

''اس امت کو برتری، دین، رفعت و بلندی اور زمین میں اقتدار کی بشارت دے دو، چنانچہ ان میں سے جس نے آخرت کا کوئی عمل دنیا کے لیے انجام دیا اس کا آخرت میں کوئی حصہ نہ ہوگا۔''

۷: ریا کاری اُمت کی شکست اور پسپائی کا سبب ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:
((إِنَّمَا يَنْصُرُ اللّٰهُ هٰذِهِ الْأُمَّةَ بِضَعِيفِهَا ، بِدَعْوَتِهِمْ وَصَلَاتِهِمْ ، وَإِخْلَاصِهِمْ .)) ❷

''بے شک اللہ تعالیٰ اس امت کی نصرت ان کے کمزوروں کی دُعا، ان کی نماز اور ان کے اخلاص کے ذریعہ فرماتا ہے۔''

یہ حدیث اس بات کی وضاحت کرتی ہے کہ اللہ کے لیے اخلاص دشمنوں کے خلاف اُمت کی نصرت و مدد کا سبب ہے، نیز ریا کاری اُمت کی شکست اور پسپائی کا سبب ہے۔

۸: ریا کاری گمراہی میں اضافہ کرتی ہے، اللہ تعالیٰ نے منافقین کے سلسلہ میں فرمایا:
﴿ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ وَ مَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّاۤ اَنْفُسَهُمْ وَ مَا يَشْعُرُوْنَ ۞ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ ۙ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا ۚ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۢ ۙ بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ۞ ﴾ [البقرۃ: ۹۔ ۱۰]

''وہ اللہ تعالیٰ کو اور مومنوں کو دھوکا دیتے ہیں، لیکن دراصل وہ خود اپنے آپ کو

---

❶ مسند أحمد: ٥/ ١٣٤۔ مستدرك حاكم: ٤/ ٤١٨۔ اس حدیث کو علامہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے صحیح الترغیب (۱/۱۵) میں صحیح قرار دیا ہے۔

❷ اس حدیث کو امام نسائی نے انہی الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔ کتاب الجهاد، باب الاستنصار بالضعیف: ٦/ ٤٥، حدیث: ٣١٧٨، اور اس حدیث کی اصل صحیح بخاری میں ہے: کتاب الجهاد والسیر، باب من استعان بالضعفاء والصالحین فی الحرب: ٣/ ٢٩٦، حدیث: ٢٨٦٩۔ اسے علامہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے صحیح الترغیب (١/ ٦) میں صحیح قرار دیا ہے۔

Marfat.com

دھوکا دے رہے ہیں مگر سمجھتے نہیں۔ ان کے دلوں میں بیماری تھی تو اللہ نے ان کی بیماری میں مزید اضافہ کر دیا اور ان کے جھوٹ کی وجہ سے ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔''

چوتھا مطلب:...... ریا کاری کی اقسام اور اس کی باریکیاں:

ریا کاری کی اقسام بہت زیادہ ہیں۔ ہم ان سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں۔ یہ اقسام درج ذیل ہیں:

۱: بندہ کا مقصود اللہ کے علاوہ (کچھ اور) ہو اور اس کی خواہش یہ ہو کہ لوگ اس کے کارنامے کو جانیں، اخلاص بالکل مقصود نہ ہو۔ نعوذ باللہ من ذلك۔ تو یہ نفاق کی ایک قسم ہے۔

۲: بندہ کا مقصود اللہ کی رضا ہو لیکن جب لوگوں کو اس کی اطلاع ہو جائے تو وہ عبادت میں اور چاق و چوبند ہو جائے اور اسے خوب بنائے سنوارے، یہ باطن کا شرک ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((أَيُّهَا النَّاسُ إِيَّاكُمْ وَشِرْكَ السَّرَائِرِ . قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَمَا الشِّرْكُ السَّرَائِرُ؟ قَالَ: يَقُوْمُ الرَّجُلُ فَيُصَلِّي فَيُزَيِّنُ صَلَاتَهُ جَاهِدًا لِمَا يَرٰى مَنْ نَظَرَ النَّاسُ إِلَيْهِ ، فَذٰلِكَ شِرْكُ السَّرَائِرُ .)) [1]

''اے لوگو! باطن کے شرک سے بچو۔ صحابہ نے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول! باطن کا شرک کیا ہے؟ فرمایا: آدمی نماز پڑھے، پھر لوگوں کو اپنی طرف دیکھتا ہوا دیکھ کر اپنی نماز کو قصداً بنائے سنوارے، یہ باطن کا شرک ہے۔''

۳: بندہ اللہ کے واسطے عبادت میں داخل ہو اور اللہ ہی کے واسطے عبادت سے نکلے، پھر اس چیز کا لوگوں کو علم ہو جائے اور اس پر اس کی تعریف ہو تو اس تعریف سے اس کے دل کو

---

[1] اسے امام ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے: ۲/ ۶۷، حدیث: ۹۳۷، اور امام بیہقی نے اپنی سنن میں روایت کیا ہے: ۲/ ۲۹۱۔ اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح الترغیب والترہیب: ۱/ ۷ میں اسے حسن قرار دیا ہے۔

Marfat.com

سکون و اطمینان حاصل ہو اور وہ مزید اس بات کی تمنا کرے کہ لوگ اس کی تعریف و توصیف کریں اور اسے دنیوی مطلوب حاصل ہو جائے، یہ خوشی و مسرت، تعریف کی مزید خواہش اور اپنے مطلوب کے حصول کی تمنا، وغیرہ پوشیدہ ریا کاری پر دلالت کرتی ہیں۔

۴: جسمانی ریا کاری:...... جیسے کوئی شخص چہرے کی زردی اور جسم کی کمزوری ظاہر کرے، اس سے لوگوں کو یہ دکھانا مقصود ہو کہ وہ بڑا عبادت گزار ہے اور اس پر آخرت کا خوف غالب ہے، اور کبھی کبھار ریا کاری آواز کی پستی اور ہونٹوں کی پژمردگی سے بھی ہوتی ہے تا کہ لوگوں کو یہ شعور دے کہ وہ روزے سے ہے۔

۵: لباس یا وضع قطع کے ذریعہ ریا کاری:...... جیسے کوئی شخص پیوند لگے کپڑے پہنے تا کہ لوگ کہیں کہ یہ دنیا سے بڑا بے رغبت (قلندر) انسان ہے، یا کوئی ایسا لباس پہنے جسے ایک خاص طبقے کے لوگ پہنتے ہوں جنھیں لوگ علماء کی فہرست میں شمار کرتے ہوں، وہ یہ لباس اس لیے پہنے تا کہ اسے بھی عالم کہا جائے۔

۶: قولی ریا کاری:...... یہ عام طور پر وعظ و نصیحت نیز بحث و تکرار، مناظرہ اور زیادتیٔ علم کے اظہار کے لیے احادیث و آثار کے حفظ کے ذریعہ دین داروں میں پائی جاتی ہے۔

۷: عملی ریا کاری:...... جیسے دکھاوے کے لیے نمازی کا نماز، رکوع اور سجدہ وغیرہ طویل کرنا اور خشوع و خضوع ظاہر کرنا، نیز روزے، حج اور صدقہ میں ریا کاری۔

۸: ساتھیوں اور ملاقاتیوں کے ذریعہ ریا کاری:...... جیسے کوئی شخص بہ تکلف کسی عالم کی زیارت (ملاقات) طلب کرے تا کہ یہ کہا جائے کہ فلاں تو فلاں کی زیارت (ملاقات) کے لیے گیا تھا۔ اسی طرح اپنی زیارت کے لیے لوگوں کو دعوت دینا، تا کہ یہ شہرہ ہو کہ دین دار لوگ اس کے پاس آتے رہتے ہیں۔

۹: لوگوں کے درمیان اپنی ذات کی مذمت کے ذریعہ ریا کاری:...... اس سے اس کا مقصد لوگوں کو یہ دکھانا ہو کہ وہ بڑا متواضع اور خاکسار آدمی ہے، تا کہ ان کے نزدیک اس کا

Marfat.com

مقام بڑھ جائے اور اسے بیان کر کے لوگ اس کی مدح و ستائش کریں، یہ ریا کاری کی باریک اقسام میں سے ہے۔

۱۰: ریا کاری کی باریکیوں اور اسرار میں سے یہ بھی ہے کہ عمل کرنے والا اپنی نیکی چھپائے، اس طور پر کہ وہ یہ نہ چاہے کہ لوگوں کو اس کی اطاعت (نیکیوں) کی اطلاع ہو اور نہ ہی اس کے ظاہر ہونے سے اسے خوشی ہو، لیکن اس کے باوجود جب وہ لوگوں کو دیکھے تو اس کی خواہش یہ ہو کہ لوگ اس سے سلام کرنے میں پہل کریں، اس سے خندہ پیشانی اور احترام سے ملیں، اس کی تعریف و توصیف کریں، گرم جوشی سے اس کی ضرورت پوری کریں اور خرید و فروخت میں اس کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کریں اور اگر یہ سب کچھ نہ حاصل ہو تو اپنے دل میں رنج و تکلیف محسوس کرے، گویا وہ اپنی خفیہ نیکیوں پر عزت و احترام کا طلب گار اور خواہش مند ہے۔

۱۱: ریا کی باریکیوں میں سے یہ بھی ہے کہ انسان اخلاص کو اپنے مقاصد کے حصول کا ذریعہ بنائے:...... شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''بیان کیا جاتا ہے کہ ابو حامد غزالی کو معلوم ہوا کہ جو شخص چالیس روز تک اللہ کے لیے اخلاص اپنائے گا تو ''حکمت'' اس کے دل سے نکل کر اس کی زبان پر جاری ہو جائے گی۔ (ابو حامد غزالی) فرماتے ہیں کہ میں نے بھی چالیس روز تک اخلاص اپنایا تو کچھ بھی نہ ہوا، میں نے ایک عارف باللہ سے اس بات کا تذکرہ کیا تو انھوں نے مجھ سے کہا کہ تم نے حکمت کے لیے اخلاص اپنایا تھا، اللہ کے لیے نہیں (اس لیے کوئی نتیجہ نہیں نکلا۔)'' [1]

یہ اس طرح کہ انسان کا مقصد کبھی حکمت و بردباری یا اپنے حق میں لوگوں کی تعظیم و تعریف کا حصول یا اس کے علاوہ دیگر مقاصد ہوا کرتے ہیں۔ اور یہ عمل اللہ کے لیے اخلاص

---

[1] دیکھیے: درء تعارض العقل والنقل از ابن تیمیۃ: ٦٦/٦۔ منهاج القاصدین، ص: ٢١٤ تا ٢٢١۔ الاخلاص از عوائشة، ص: ٢٤۔ الاخلاص والشرك الاصغر، از ڈاکٹر عبدالعزیز بن عبداللطیف، ص: ٩۔ الریاء از سلیم هلالی، ص: ١٧۔

Marfat.com

اور اس کی رضا جوئی کے لیے انجام نہیں پایا بلکہ اس مقصد کے حصول کی خاطر انجام پایا ہے۔

پانچواں مطلب :...... ریا کی اقسام اور عمل پر اس کا اثر:

ریا کاری (اللہ ہمیں اس سے پناہ عطا فرمائے) کی کئی اقسام اور درجات ہیں، ہر مسلمان کو چاہیے کہ ان سے بچنے کے لیے ان کی معرفت حاصل کرے۔ یہ اقسام حسب ذیل ہیں:

۱: عمل سراسر دکھاوا ہو، اس کا مقصد مخلوق کو دکھاوے کے سوا کچھ نہ ہو، جیسا کہ منافقین کا حال ہے:

﴿وَإِذَا قَامُوٓا إِلَى ٱلصَّلَوٰةِ قَامُوا كُسَالَىٰ يُرَآءُونَ ٱلنَّاسَ وَلَا يَذْكُرُونَ ٱللَّهَ إِلَّا قَلِيلًا ﴿١٤٢﴾﴾ [النساء: ۱۴۲]

"اور جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو بڑی کاہلی کی حالت میں کھڑے ہوتے ہیں، صرف لوگوں کو دکھاتے ہیں اور اللہ کا ذکر بہت ہی کم کرتے ہیں۔"

یہ خالص ریا کاری کسی مومن سے فرض نماز یا روزے میں تو صادر نہیں ہوسکتی، البتہ واجب صدقہ یا حج، یا ان کے علاوہ دیگر ظاہری اعمال میں صادر ہوسکتی ہے، اس عمل کے بطلان نیز اس کے مرتکب اللہ کے غیظ وغضب اور عذاب کے مستحق ہونے میں کوئی شک نہیں۔ (والعیاذ باللہ)

۲: عمل تو اللہ کے لیے ہو لیکن شروع سے آخر تک اس میں ریا کاری شامل ہو تو ایسا عمل بھی صحیح نصوص کی روشنی میں باطل اور رائیگاں ہے۔

۳: اصل عمل تو خالص اللہ کے لیے ہو، پھر عبادت کے دوران اس میں ریا کاری کی نیت شامل ہوگئی ہو تو ایسی عبادت دو حالتوں سے خالی نہیں:

(الف): یہ کہ عبادت کے ابتدائی حصہ کا آخری حصہ سے ربط نہ ہو، ایسی حالت میں عبادت کا ابتدائی حصہ ہر صورت میں صحیح اور آخری حصہ ہر صورت میں باطل ہے، اس کی مثال یوں سمجھیں کہ ایک انسان کے پاس بیس ریال تھے، جنھیں وہ صدقہ کرنا چاہتا تھا تو ان

Marfat.com

میں سے دس ریال تو اس نے خالص اللہ کے لیے صدقہ کیے، پھر بقیہ دس ریالوں میں ریاکاری شامل ہوگئی تو پہلا صدقہ مقبول ہے اور دوسرا صدقہ باطل، کیونکہ اس میں اخلاص کے ساتھ ریاکاری شامل ہوگئی ہے۔

ب: یہ کہ عبادت کے ابتدائی حصہ کا آخری حصہ سے ربط اور تعلق ہو۔ ایسی صورت میں وہ انسان دو حالتوں سے خالی نہیں:

پہلی حالت: یہ ہے کہ ریاکاری اس کے دل میں کھٹکی ہو پھر اس نے اسے دفع کر دیا ہو اور اس کی طرف التفات نہ کیا ہو، بلکہ اس سے اعراض اور ناپسندیدگی کا اظہار کیا ہو، اس صورت میں بلا اختلاف ریاکاری سے اسے کوئی نقصان نہ پہنچے گا۔

کیونکہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

((إِنَّ اللّٰهَ تَجَاوَزَ لِأُمَّتِي مَا حَدَّثَتْ بِهِ أَنْفُسُهَا مَا لَمْ يَتَكَلَّمُوا أَوْ يَعْمَلُوْا.)) ❶

"بے شک اللہ عزوجل نے میری اُمت کے دلوں میں کھٹکنے والی چیزوں کو معاف کر دیا ہے، جب تک کہ وہ اسے کہہ نہ دیں یا اس پر عمل نہ کرلیں۔"

دوسری حالت: یہ ہے کہ ریاکاری اس کے ساتھ بدستور لگی رہے اور وہ اس سے مطمئن ہو، اسے دفع نہ کرے بلکہ اس سے خوش ہو، ایسی حالت میں صحیح رائے کے مطابق اس کی پوری عبادت باطل اور ضائع ہو جائے گی، کیونکہ اس کا ابتدائی حصہ آخری حصہ سے مربوط ہے۔ ❷

۴: ریاکاری عبادت سے فارغ ہونے کے بعد ہو، ❸ چنانچہ اگر مسلمان خالص اللہ کے لیے

---

❶ صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب تجاوز الله عن حديث النفس والخواطر بالقلب اذا لم تستقر: ۱/ ۱۱۶، حديث: ۱۲۷۔

❷ ان قسموں کو بالتفصیل جاننے کے لیے دیکھیں: جامع العلوم والحكم از ابن رجب ۱/ ۷۹ تا ۸۴۔ فتح المجيد، ص: ۴۳۸۔ فتاوىٰ ابن عثيمين: ۲/ ۲۹۔

❸ دیکھیے: فتاوىٰ ابن عثيمين: ۲/ ۳۰۔

Marfat.com

عمل کرے، پھر اللہ اس تعلق سے مسلمانوں کے دلوں میں اچھی مدح وثنا ڈال دے اور وہ اللہ کے فضل ورحمت سے خوش ہوجائے، اور یہ اس کے لیے باعث مسرت ہو، تو اس سے کوئی نقصان نہ پہنچے گا، کیونکہ رسول اللہ ﷺ سے اس شخص کی بابت پوچھا گیا جو خالص اللہ کی رضا کے لیے بھلائی کا عمل کرے اور پھر لوگ اس کی تعریف وستائش کریں، تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((تِلْكَ عَاجِلُ بُشْرَى الْمُؤْمِنِ)) [1]

"یہ مومن کے لیے فوری خوش خبری ہے۔"

چھٹا مطلب:......ریا کاری کے اسباب ومحرکات:

ریا کاری کی بنیاد اور اصل "جاہ ومرتبہ" کی محبت ہے اور جس کے دل پر اس چیز کی محبت غالب آجاتی ہے اس کی ساری فکر مخلوق کی رعایت، ان کا چکر لگانے اور ان کے دکھاوے میں محدود ہو کر رہ جاتی ہے، اور وہ اپنے تمام تر اقوال وافعال اور جملہ تصرفات میں ہمیشہ ان چیزوں کی طرف متوجہ ہوجاتا ہے جن سے لوگوں کے نزدیک اس کا مقام ومرتبہ اونچا ہو۔ بیماری اور مصیبت کی یہی جڑ اور اساس ہے، کیونکہ جس شخص کو بھی اس کی خواہش ہوتی ہے اسے عبادت میں ریا کاری اور ممنوع وحرام کاموں کا ارتکاب لامحالہ کرنا پڑتا ہے۔

یہ بڑا دقیق اور پیچیدہ باب ہے، جسے اللہ عزوجل کا علم ومعرفت رکھنے اور اس سے محبت کرنے والے ہی جان سکتے ہیں۔

اگر اس سبب اور تباہ کن مرض کی تفصیل کی جائے تو وہ درج ذیل تین اصولوں کی طرف لوٹے گا:

۱۔ حمد وثنا اور مدح وستائش کی لذت کی محبت وچاہت۔

۲۔ مذمت وبرائی سے فرار۔

---

[1] صحیح مسلم، کتاب البر والصلة والآداب: ٤/ ٢٠٣٤، حدیث: ٢٦٤٢۔

Marfat.com

۳۔ لوگوں کے پاس جو کچھ ہے، اس کا لالچ۔ ❶

ان باتوں کی شہادت حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ذکر کردہ باتوں سے ملتی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا: آدمی بہادری اور شجاعت کے جوہر دکھانے کے لیے جہاد کرتا ہے اور غیرت وحمیت کی وجہ سے جہاد کرتا ہے اور دکھاوے کی خاطر جہاد کرتا ہے تو ان میں سے کون اللہ کی راہ میں (جہاد کرنے والا) ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ قَاتَلَ لِتَكُوْنَ كَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا فَهُوَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ .)) ❷

''جو اللہ کے کلمہ کی سربلندی کے لیے جہاد کرے، وہ اللہ کی راہ میں (جہاد کرنے والا) ہے۔''

چنانچہ اس شخص کا یہ کہنا کہ ''بہادری کے جوہر دکھانے کے لیے جہاد کرتا ہے'' کا مفہوم یہ ہے کہ اس کا نام لیا جائے، اس کی قدردانی ہو اور اس کی مدح وثنا کی جائے۔

اور ''غیرت وحمیت کی وجہ سے جہاد کرتا ہے'' کا مطلب یہ ہے کہ وہ مغلوب ومقہور ہونے یا مذمت کیے جانے سے نفرت کرتا ہے۔

اور ''دکھاوے کی خاطر جہاد کرتا ہے'' کا معنی یہ ہے کہ تاکہ اس کی بہادری اور جواں مردی دیکھی جائے اور یہی دلوں میں جاہ ومنزلت کی لذت ہے۔

اور کبھی انسان مدح وستائش کی خواہش کرتا ہے، لیکن مذمت سے ڈرتا ہے، جیسے بہادروں کے درمیان بزدل، لہٰذا وہ مذمت کے خوف سے پامردی کا ثبوت دیتا ہے، راہِ فرار اختیار نہیں کرتا، اسی طرح کبھی انسان جہالت سے متہم کیے جانے کے خوف سے بلاعلم فتویٰ دے دیتا ہے۔

---

❶ مختصر منهاج القاصدين، از ابن قدامة، ص: ۲۲۱، ۲۲۲۔

❷ **متفق عليه:** صحيح بخاري، كتاب الجهاد والسير، باب من قاتل لتكون كلمة الله هي العليا: ۲۷۲/۳، حديث: ۲۸۱۰۔ مسلم، كتاب الصلاة، باب من قاتل لتكون كلمة الله هى العليا فهو فى سبيل الله: ۱۵۱۲/۳، حديث: ۱۹۰۴۔

Marfat.com

چنانچہ یہی تین چیزیں ریا کاری کا سبب اور اصل محرک ہیں، لہٰذا ان سے بچ کر رہیں!!

ساتواں مطلب:......اخلاص کے حصول کے طریقے اور ریا کاری کا علاج:

یہ بات معلوم ہوگئی کہ ریا کاری عمل کو ضائع کرنے والی، اللہ کے غضب اور ناراضی کا سبب، ہلاک کرنے والی اور مسلمانوں کے لیے مسیح دجال سے بھی زیادہ خطرناک ہے، اور جس چیز کی یہ حالت ہو وہ اس قابل ہے کہ پوری جان فشانی سے اس کا ازالہ وعلاج کیا جائے اور اس کی رگیں اور جڑیں کاٹ کر رکھ دی جائیں۔

ریا کاری کے ازالہ وعلاج اور اخلاص کے حصول کے چند طریقے حسب ذیل ہیں:

۱: دنیا کی خاطر عمل اور ریا کاری کے انواع واقسام اور اسباب ومحرکات کی معرفت حاصل کرنا اور انھیں جڑ سے اکھاڑ پھینکنا، اسباب ومحرکات کا تذکرہ گزشتہ صفحات میں ہو چکا ہے۔

۲: اہل سنت والجماعت کے مذہب کے مطابق کتاب وسنت پر مبنی اللہ کے اسماء وصفات اور افعال کی صحیح معرفت کے ذریعے اللہ کے جلال وعظمت کا علم حاصل کرنا: کیونکہ جب بندہ کو اس بات کا علم ہوگا کہ اللہ واحد ہی تنہا نفع ونقصان، عزت وذلت، پستی وبرتری، دینے نہ دینے، مارنے جلانے کا مالک، خیانت کرنے والی آنکھوں اور سینوں میں پوشیدہ رازوں کا جاننے والا ہے، نیز یہ کہ اللہ وحدہ لاشریک ہی تنہا مستحقِ عبادت ہے تو یہ ساری چیزیں اخلاص اور اللہ کے ساتھ سچائی پیدا کریں گی، لہٰذا توحید کی تمام اقسام کی صحیح معرفت حاصل کرنا ضروری ہے۔

۳: آخرت میں اللہ عزوجل کی تیار کردہ نعمت وعذاب، موت کی ہولناکیوں اور عذابِ قبر وغیرہ کی معرفت حاصل کرنا: کیونکہ جب بندہ کو ان چیزوں کا علم ہوگا اور وہ سمجھ دار ہوگا تو ریا کاری ترک کر کے اخلاص اپنائے گا۔

۴: دنیا کے لیے عمل کرنے، نیز عمل کو ضائع کرنے والی ریا کاری کی خطرناکی سے ڈرنا: کیونکہ جو کسی چیز سے ڈرتا ہے وہ اس سے بچتا رہتا ہے اور نجات پاتا ہے، اور جو ڈرتا

Marfat.com

ہے وہ منہ اندھیرے سفر شروع کرتا ہے اور جو منہ اندھیرے سفر شروع کرتا ہے وہ منزل پالیتا ہے۔

لہٰذا آدمی کے لیے مناسب بلکہ ضروری ہے کہ جب اس کی خواہش مدح وستائش کی آفت کی طرف جھنجھوڑے (آمادہ کرے) تو اپنے نفس کو ریاکاری کی آفتوں اور اللہ کی ناراضی کی یاد دلائے اور جسے لوگوں کی محتاجی اور کمزوری کا علم ہوتا ہے وہ راحت محسوس کرتا ہے، جیسا کہ بعض سلف نے کہا: ''اپنی ذات سے ریاکاری کے اسباب زائل کرنے کے لیے نفس سے جہاد کرو اور کوشش کرو کہ لوگ تمہارے نزدیک بچوں اور چوپایوں کی طرح ہوں، ان کے وجود اور عدم وجود میں اور انھیں تمہاری عبادت کے علم ہونے یا نہ ہونے میں ان تمام صورتوں میں تم اپنی عبادت میں کوئی فرق نہ کرو، بلکہ تنہا اللہ کے باعلم ہونے پر اکتفا کرو۔ ❶

اللہ وحدہ لاشریک کے فضل وکرم اور پھر عمل کی بربادی کے خوف ہی سے اہل علم وایمان ریاکاری اور عمل کی بربادی سے محفوظ رہے۔ حضرت محمد بن ولید رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ أَخْوَفَ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمُ الشِّرْكُ الْأَصْغَرُ. قَالُوْا: وَمَا الشِّرْكُ الْأَصْغَرُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ؟ قَالَ: الرِّيَاءُ. "يَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِذَا جُزِيَ النَّاسُ بِأَعْمَالِهِمْ : اِذْهَبُوْا إِلَى الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تَرَاؤُوْنَ فِي الدُّنْيَا فَانْظُرُوْا هَلْ تَجِدُوْنَ عِنْدَهُمْ جَزَاءً.)) ❷

''مجھے سب سے زیادہ جس چیز کا تم پر خوف ہے وہ شرکِ اصغر ہے۔ صحابہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! شرکِ اصغر کیا ہے؟ فرمایا: ریاکاری، قیامت کے

---

❶ دیکھئے: الاخلاص والشرك الاصغر، ص: ۱۵۔

❷ مسند احمد بن حنبل: ۵/ ۴۲۸۔ اس حدیث کو علامہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے صحیح الجامع (۲/ ۵۴) میں صحیح قرار دیا ہے۔

Marfat.com

روز جب اللہ تعالیٰ لوگوں کو ان کے اعمال کی جزا دے گا تو ریا کاروں سے کہے گا:
دنیا میں جنھیں دکھانے کے لیے تم اعمال کیا کرتے تھے، انھی کے پاس جاؤ، دیکھو کیا ان کے پاس تمھیں بدلہ ملتا ہے؟ (تو انھی سے لے لو۔)"

اور اسی عظیم خطرہ کے سبب حضرات صحابۂ کرام، تابعین اور اہل علم و ایمان اس خطرناک بلا و مصیبت سے ڈرتے رہے۔ اس قبیل کی چند مثالیں حسب ذیل ہیں:

(الف) اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّ قُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ اِلٰى رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ ﴿٦٠﴾﴾ [المؤمنون: ٦٠]

"اور جو لوگ دیتے ہیں جو کچھ دیتے ہیں اور ان کے دل کپکپاتے ہیں کہ وہ اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں۔"

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا وہ شخص مراد ہے جو زنا، چوری اور شراب خوری کرتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

((لَا يَا بِنْتَ أَبِي بَكْرٍ (أَوْ بِنْتَ الصِّدِّيْقِ) وَلٰكِنَّهُ الرَّجُلُ يَصُوْمُ وَيَتَصَدَّقُ وَيُصَلِّي وَهُوَ يَخَافُ أَلَّا يُتَقَبَّلَ مِنْهُ)) [1]

"نہیں اے ابوبکر (یا صدیق) کی بیٹی! بلکہ یہ وہ شخص ہے جو روزے رکھتا ہے، صدقہ کرتا ہے اور نمازیں پڑھتا ہیں پھر بھی اسے اس بات کا خوف ہوتا ہے کہ اس کی نیکیاں قبول نہ ہوں۔"

(ب) ابن ابی ملیکہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "میں نے نبی کریم ﷺ کے تیس صحابہ کو پایا، وہ

---

[1] سنن ابن ماجة، كتاب الزهد، باب التوقي في العمل: ٢/ ١٤٠٤، حديث: ٤١٩٨۔ ترمذي، كتاب تفسير القرآن، باب ومن سورة المؤمنون: ٥/ ٣٢٧، حديث: ٣١٧٥۔ اس حدیث کو علامہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے سلسلة الاحاديث صحيحه، حديث نمبر: ١٦٢ اور صحيح سنن ابن ماجه ٢/ ٤٠٩ میں صحیح قرار دیا ہے۔

Marfat.com

سب کے سب اپنے آپ پر نفاق کا خطرہ محسوس کرتے تھے، ان میں سے کوئی بھی یہ نہ کہتا تھا کہ وہ جبریل و میکائیل علیہما السلام کے ایمان پر ہے۔'' ❶

(ج) حضرت ابراہیم تیمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''میں نے جب بھی اپنے قول کو اپنے عمل پر پیش کیا تو مجھے خوف ہوا کہ میں جھٹلانے والوں میں سے نہ ہوں۔'' ❷

(د) حضرت حسن رحمہ اللہ سے روایت کیا جاتا ہے کہ انھوں نے فرمایا: ''(ریا کاری) سے مومن ہی ڈرتا ہے اور اس سے منافق ہی مامون ہوتا ہے۔'' ❸

(ھ) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے کہا: ''میں تمھیں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں، کیا تمھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا نام بھی منافقوں میں سے بتایا ہے؟ انھوں نے جواب دیا: نہیں، لیکن آپ کے بعد میں کسی اور کا تزکیہ نہیں کروں گا۔'' ❹

(و) حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ انھوں نے کہا: ''اے اللہ! میں نفاق کے خشوع سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔'' دریافت کیا گیا: ''نفاق کا خشوع کیا ہے؟'' تو فرمایا: ''تم دیکھو کہ جسم سے تو خشوع کا اظہار ہو رہا ہے مگر دل خشوع سے خالی ہے۔'' ❺

---

❶ صحيح بخاري تعليقًا بصيغۂ جزم و یقین، حافظ ابن حجر فرماتے ہیں: ''اسے ابن ابی خیثمہ نے اپنی تاریخ میں بسند متصل روایت کیا ہے۔ دیکھیے: فتح الباري: ١/ ١١٠۔

❷ صحيح بخاري تعليقًا بصيغۂ جزم و یقین، حافظ ابن حجر فرماتے ہیں: ''اسے مصنف (امام بخاری) نے ''التاریخ'' میں بسند متصل روایت کیا ہے۔ دیکھیے: فتح الباري: ١/ ١١٠۔

❸ بخاري مع فتح الباری، حافظ ابن حجر فرماتے ہیں: ''اسے جعفر الفریابی نے کتاب صفات المنافقین میں بسند متصل روایت کیا ہے اور صحیح قرار دیا ہے۔ دیکھیے: فتح الباري: ١/ ١١١۔

❹ ابن کثیر نے اس سے ملتے جلتے الفاظ میں البدایہ والنہایہ میں ذکر کیا ہے: ١٩/٥۔ نیز دیکھیے: صفات المنافقين از ابن القيم، صفحه: ٣٦۔

❺ اسے امام ابن القیم نے صفات المنافقین میں ذکر کیا ہے۔ صفحہ: ٣٦۔

Marfat.com

(ز) حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ انھوں نے فرمایا: ''اگر مجھے یقین ہو جائے کہ اللہ نے میری ایک نماز قبول فرمالی ہے تو یہ میرے نزدیک دنیا اور اس کی ساری نعمتوں سے بھی زیادہ محبوب ہے۔

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ ﴿٢٧﴾﴾ [المائدة: ٢٧]

''بے شک اللہ عزوجل متقیوں ہی سے قبول فرماتا ہے۔''[1]

(ک) حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ فرماتے ہیں: ''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک سو بیس انصاری صحابہ کو پایا، ان میں سے کسی سے بھی کوئی مسئلہ دریافت کیا جاتا تو ہر ایک یہی چاہتا کہ اس کا بھائی (مسئلہ بتا کر) اس کی طرف سے کفایت کر دے۔[2]

۵: اللہ کی مذمت سے فرار: کیونکہ لوگوں کی مذمت سے فرار اختیار کرنا ریا کاری کے اسباب میں سے ہے، لیکن عقل مند جانتا ہے کہ اللہ کی مذمت سے بچنا زیادہ ضروری ہے، کیونکہ اللہ کی مذمت عیب کی چیز ہے، جیسا کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: ''اے اللہ کے رسول! میری تعریف باعث زینت ہے اور میری مذمت عیب دار کرنے والی ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((ذَاكَ اللّٰهُ .))[3]

''یہ اللہ کی خصوصیت ہے۔''

اس میں کوئی شک نہیں کہ بندہ جب لوگوں سے ڈرتا ہے تو اور اللہ کو ناراض کر کے لوگوں کو راضی وخوش کرتا ہے تو اللہ عزوجل اس سے ناراض وغضب ناک ہو جاتا ہے اور لوگوں کو بھی

---

[1] اسے امام ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں ذکر فرمایا ہے: ۲/۴۱۔ اور ابن ابی حاتم کی طرف سے منسوب کیا ہے۔

[2] سنن دارمی: ۱/ ۵۳، کتاب الزهد از ابن المبارك: ۱/ ۱۴۰، حدیث: ۴۹۔

[3] مسند أحمد: ۳/ ۴۸۸، ۶/ ۳۹۴۔ بروایت اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ۔ اس کی سند حسن ہے، نیز اسے امام ترمذی نے روایت کیا ہے اور حسن قرار دیا ہے، حدیث: ۳۲۶۳۔

Marfat.com

اس سے ناراض کر دیتا ہے، تو کیا آپ لوگوں کی ناراضی سے ڈرتے ہیں؟ اگر آپ دعوائے اخلاص میں واقعی سچے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس بات کا زیادہ مستحق ہے کہ آپ اس سے ڈریں۔

۶: جن چیزوں سے شیطان دور بھاگتا ہے ان کی معرفت حاصل کرنا: کیونکہ شیطان ریاکاری کا منبع اور مصیبت کی جڑ ہے، شیطان بہت ساری چیزوں سے بھاگتا ہے ان میں سے بعض یہ ہیں: اذان، تلاوتِ قرآن، سجدۂ تلاوت، شیطان سے اللہ کی پناہ طلبی، گھر سے نکلتے اور مسجد میں داخل ہوتے وقت ''بسم اللہ'' کہنا ساتھ ہی اس سے متعلق مشروع دعا پڑھنا، نیز صبح وشام کے اذکار، نماز کے بعد کے اذکار اور تمام مشروع اذکار کی پابندی کرنا۔ [1]

۷: کثرت سے خیر کے کام اور (مشاہدہ میں نہ آنے والی) خفیہ عبادتیں انجام دینا اور انھیں پوشیدہ رکھنا: جیسے قیام اللیل (تہجد) خفیہ صدقہ، تنہائی میں اللہ کے خوف سے رونا، نفل نمازیں، دینی بھائیوں کے لیے ان کی عدم موجودگی میں دُعا کرنا، کیونکہ اللہ عزوجل خفیہ متقی پرہیزگار بندہ سے محبت کرتا ہے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

((إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْعَبْدَ التَّقِيَّ الْغَنِيَّ الْخَفِيَّ .)) [2]

''بے شک اللہ عزوجل پوشیدہ، مال دار، تقویٰ شعار بندہ سے محبت کرتا ہے۔''

۸: لوگوں کی مذمت اور تعریف کی پروا نہ کرنا: کیونکہ اس سے نہ تو نقصان پہنچتا ہے نہ نفع، بلکہ ضروری ہے کہ اللہ کی مذمت کا خوف ہو اور اللہ کے فضل و احسان سے خوشی۔ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿ قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ۭ هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا

---

[1] اس سلسلہ میں تفصیل کے لیے ملاحظہ کریں: كتاب مقامع الشيطان فی ضوء الكتاب والسنة، از سليم هلالی۔ یہ انتہائی اہم کتاب ہے۔ نیز الاخلاص از حسين عوائشة، ص: ۵۷ تا ۶۳۔

[2] صحيح مسلم، كتاب الزهد: ٤/ ٢٢٧٧، حديث: ٢٩٦٥۔

Marfat.com

يَجْمَعُونَ ﴿٥٨﴾ [یونس: ۵۸]

''آپ کہہ دیجیے کہ بس لوگوں کے فضل وانعام اور رحمت پر خوش ہونا چاہیے، وہ اس چیز سے بدرجہا بہتر ہے جسے وہ جمع کر رہے ہیں۔''

لہٰذا اے اللہ کے بندے! مدح وثنا کی محبت سے اس طرح بے رغبت ہو جاؤ جس طرح عشاقِ دنیا آخرت سے بے رغبت ہوتے ہیں، جب تمھیں یہ چیز حاصل ہو جائے گی تو تمہارے لیے اخلاص سہل ہو جائے گا۔ ❶

مدح وثنا کی محبت سے بے رغبتی کو اس چیز کا یقینی علم بھی آسان اور سہل بنا دیتا ہے کہ اللہ واحد کے سوا نہ کسی کی مدح وثنا کوئی نفع اور زینت عطا کر سکتی ہے اور نہ ہی کسی کی مذمت نقصان پہنچا سکتی اور عیب لگا سکتی ہے، لہٰذا اس کی مدح وستائش سے بے رغبتی اختیار کرو جس کی تعریف زینت نہیں عطا کر سکتی اور اس کی مذمت سے بے رغبت ہو جاؤ جس کی مذمت کوئی عیب نہیں لگا سکتی، اور اس ذات کی تعریف کے خواہش مند بنو جس کی تعریف میں ساری زینت ہے اور جس کی مذمت میں سارا عیب ہے، لیکن صبر ویقین کے بغیر اس پر قدرت پانا ناممکن ہے، جس شخص کے پاس صبر ویقین نہیں اس کی مثال بلا کشتی سمندر میں سفر کرنے والے کی ہے۔ ❷

اپنے مذمت گر کو دیکھو، اگر وہ سچا اور آپ کا بہی خواہ ہے تو اس کی ہدایت ونصیحت قبول کر لو، کیونکہ اس نے تمھیں تمہارے عیوب ہدیہ کیے ہیں اور اگر وہ جھوٹا ہے تو اس نے خود اپنے آپ پر ظلم کیا اور آپ نے اس کی بات سے فائدہ اُٹھایا، کیونکہ اس نے آپ کو وہ چیزیں بتائیں جن کا آپ کو علم نہ تھا اور آپ کو آپ کے بھولے ہوئے گناہ یاد دلا دیئے، اگرچہ آپ پر تہمت ہی کیوں نہ لگائی ہو کیونکہ اگر آپ میں وہ عیب نہ بھی ہو تو دوسرا عیب ضرور ہوگا، لہٰذا آپ اپنے اوپر اللہ کی نعمت یاد کریں کہ اس نے اس تہمت گر کو آپ کے عیوب سے مطلع نہ کیا، اور اگر آپ صبر کریں اور ثواب کی نیت کر لیں تو یہ تہمت آپ کے گناہوں کا کفارہ ہوگی، آپ

---

❶ الفوائد، از ابن القیم، ص: ٦٧۔ ❷ دیکھئے: الفوائد از ابن القیم، ص: ٢٦٨۔

Marfat.com

کو یہ بھی جاننا چاہیے کہ اس نادان نے خود اپنے آپ ظلم کیا ہے اور اللہ کی ناراضی سے دوچار ہوا ہے، لہٰذا آپ اس سے بہتر بن کر اس کے ساتھ عفوو درگزر کا معاملہ کریں اور اس کے لیے بخشش طلب کریں۔ ارشادِ باری ہے:

﴿اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ یَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝۲۲﴾

[النور: ۲۲]

''کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تمھاری مغفرت فرما دے، اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔''

۹: موت کی یاد اور قلت آرزو: اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَآىِٕقَةُ الْمَوْتِ ؕ وَ اِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَ اُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ؕ وَ مَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَاۤ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ۝۱۸۵﴾ [آل عمران: ۱۸۵]

''ہر جان موت کا مزہ چکھنے والی ہے اور قیامت کے دن تمھیں اپنا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا، پس جو شخص آگ سے ہٹا دیا جائے اور جنت میں داخل کر دیا جائے بے شک وہ کامیاب ہو گیا اور دنیا کی زندگی تو صرف دھوکے کا سامان ہے۔''

نیز ارشاد ہے:

﴿وَ مَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ؕ وَ مَا تَدْرِیْ نَفْسٌۢ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ ۝۳۴﴾ [لقمان: ۳۴]

''کوئی بھی نہیں جانتا کہ کل کیا (کچھ) کرے گا؟ نہ کسی کو یہ معلوم ہے کہ کس زمین میں مرے گا بے شک اللہ تعالیٰ جاننے والا خبر رکھنے والا ہے۔''

۱۰: سوءِ خاتمہ کا خوف: چنانچہ بندے کو ڈرنا چاہیے کہ ریا اور دکھاوے کے یہ اعمال ہی اس کا آخری عمل اور اس کی زندگی کا آخری لمحہ نہ ہو جائیں کہ اس کے نتیجہ میں بڑا عظیم خسارہ اُٹھانا پڑے، کیونکہ انسان کی جس حالت میں موت واقع ہوتی ہے قیامت کے دن وہ اسی حالت میں اُٹھایا بھی جائے گا لوگ اپنی نیتوں پر اُٹھائے جائیں گے اور سب سے

Marfat.com

بہتر اعمال آخری اعمال ہوا کرتے ہیں۔

۱۱: مخلص و تقویٰ شعار افراد کی صحبت اور ہم نشینی اختیار کرنا: کیونکہ مخلص ہم نشین آپ کو خیر سے محروم نہ کرے گا اور آپ اس سے اپنے لیے نیک نمونہ پائیں گے، لیکن اگر ریاکار اور مشرک شخص کا عمل اپنائیں گے تو وہ آپ کو جہنم کی آگ میں جلادے گا۔

۱۲: اللہ عزوجل سے دعا و مناجات اور اس کی پناہ لینا: اللہ کے رسول ﷺ نے ہمیں اس کی تعلیم دی ہے، فرمایا:

((أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا هَذَا الشِّرْكَ فَإِنَّهُ أَخْفَى مِنْ دَبِيْبِ النَّمْلِ .))

''اے لوگو! اس شرک سے بچو، کیونکہ یہ چیونٹی کی چال سے بھی پوشیدہ تر ہے۔''

بعض صحابہ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! جب یہ چیونٹی کی چال سے بھی پوشیدہ اور باریک ہے تو ہم اس سے کیسے بچ سکتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ کہا کرو!

((أَللّٰهُمَّ إِنَّا نَعُوْذُبِكَ أَنْ نُّشْرِكَ بِكَ شَيْئًا نَعْلَمُهُ وَنَسْتَغْفِرُكَ لِمَا لَا نَعْلَمُهُ .)) ❶

''اے اللہ! ہم اس بات سے تیری پناہ چاہتے ہیں کہ کسی ایسی چیز کو تیرا شریک بنائیں جسے ہم جانتے ہوں، اور تجھ سے اس چیز کی بخشش مانگتے ہیں جسے ہم نہیں جانتے۔''

۱۳: بندہ کی یہ چاہت کہ اللہ اسے یاد کرے اور وہ اللہ کی یاد کی چاہت کو مخلوق کی مدح و ثنا کی چاہت پر مقدم رکھے: ارشادِ باری ہے:

﴿ فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ ﴾ [البقرة: ۱۵۲]

''تم مجھے یاد کرو میں تمھیں یاد کروں گا۔''

اور نبی کریم ﷺ (حدیث قدسی میں) اپنے رب سبحانہ وتعالیٰ سے روایت کرتے

---

❶ اسے امام احمد وغیرہ نے روایت کیا ہے: ۴۰۳/۴۔ اس کی سند جید ہے، نیز دیکھئے: صحيح الجامع: ۳/ ۲۳۳، صحيح الترغيب والترهيب از علامه البانی: ۱/ ۱۹۔

Marfat.com

ہوئے فرماتے ہیں:

((أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي وَأَنَا مَعَهُ إِذَا ذَكَرَنِي ، فَإِنْ ذَكَرَنِي فِي نَفْسِهِ ذَكَرْتَهُ فِي نَفْسِي ، وَإِنْ ذَكَرَنِي فِي مَلَإٍ ذَكَرْتُهُ فِي مَلَإٍ خَيْرٍ مِنْهُمْ ، وَإِنْ تَقَرَّبَ إِلَيَّ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ ذِرَاعًا ، وَإِنْ تَقَرَّبَ إِلَيَّ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ بَاعًا ، وَإِنْ أَتَانِي يَمْشِي أَتَيْتُهُ هَرْوَلَةً)) ❶

''میں اپنے سلسلہ میں اپنے بندے کے گمان کے پاس ہوتا ہوں اور جب وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں اگر وہ اپنے نفس میں مجھے یاد کرتا ہے تو میں اسے اپنے نفس میں یاد کرتا ہوں، اور اگر وہ مجھے کسی جماعت کے درمیان یاد کرتا ہے تو میں اسے اس سے بہتر جماعت (فرشتوں) میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ مجھ سے ایک بالشت قریب ہوتا ہے تو میں اس سے ایک ہاتھ قریب ہوتا ہوں اور اگر وہ مجھ سے ایک ہاتھ کے بقدر قریب آتا ہے تو میں دونوں ہاتھوں کے درمیان کی دُوری کے بقدر اس سے قریب آتا ہوں اور اگر وہ میرے پاس چل کر آتا ہے تو میں اس کے پاس دوڑ کر آتا ہوں۔'' واللہ المستعان۔ ❷

۱۴: لوگوں کے ہاتھوں میں جو کچھ ہے اس کا لالچ نہ کرنا، کیونکہ اخلاص اور مدح وثنا کی محبت اور لوگوں کے ہاتھوں میں جو کچھ ہے اس کے لالچ کا ایک دل میں اکٹھا ہونا اسی طرح ناممکن ہے جس طرح آگ اور پانی کا اور گوہ اور مچھلی کا یکجا ہونا محال ہے، چنانچہ جب

---

❶ متفق علیه بروایت ابوهریره رضی الله عنه: بخاری (الفاظ بخاری کے ہیں)، کتاب التوحید، باب قول الله تعالیٰ: ﴿وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهُ﴾: ۸/۲۱۶، حدیث: ۷۴۰۵۔ مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب الحث علی ذکر الله: ۴/ ۲۰۶۱، حدیث: ۲۶۷۵۔

❷ مذکورہ امور کی تفصیل کے لیے دیکھئے: منهاج القاصدین، ص: ۲۲۱، ۲۲۳، کتاب الاخلاص از حسین عوائشة، ص: ۴۱ تا ۶۴۔ الریاء ذمه وأثره الشیء فی الامة از سلیم هلالی، ص: ۶۱ تا ۷۲۔ الاخلاص والشرك از ڈاکٹر عبدالعزیز بن عبداللطیف، ص: ۱۳۔

Marfat.com

آپ کے جی میں اخلاص کی چاہت پیدا ہو تو سب سے پہلے لالچ کی طرف متوجہ ہو کر اسے لوگوں کے ہاتھوں میں جو کچھ ہے اس کی ناامیدی کی چھری سے ذبح کر دیں، لالچ کے ذبح کرنے کو اس بات کا یقینی علم آسان اور سہل بنا دیتا ہے کہ لالچ کی جانے والی ہر چیز کا خزانہ اللہ واحد ہی کے ہاتھ میں ہے، نہ اللہ کے علاوہ کوئی اس کا مالک ہے نہ اس کے سوا کوئی بندہ اس میں سے کچھ عطا کر سکتا ہے۔ [1]

۱۵: اخلاص کے فوائد و ثمرات اور دنیا آخرت میں اس کے نیک انجام کی معرفت حاصل کرنا، ان ثمرات میں سے یہ بھی ہے کہ اخلاص امت کی نصرت، اللہ کے عذاب سے نجات، دنیا و آخرت میں منازل و درجات کی بلندی، دنیا میں گمراہی سے حفاظت، اللہ عزوجل اور اہل ارض و سما کی بندہ سے محبت سے شرف یابی، نیک نامی، دنیا و آخرت کی مصیبتوں سے نجات، نیک بختی، توفیق الٰہی کا احساس و شعور اور اس سے اطمینان، پریشانیوں اور دشواریوں کے برداشت کی قوت، دلوں میں ایمان کی آرائش و زیبائش، دعا کی قبولیت، نیز قبر میں نعمت اور خوشی کی بشارت کا سبب ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی توفیق دینے والا ہے۔ [2]

لہٰذا جس مسلمان کو اللہ کی خوشنودی اور اپنی نجات کی طلب اور اللہ کی محبت کی چاہت ہو اسے چاہیے کہ اخلاص کے حصول اور ریاکاری سے بچنے کی بھرپور کوشش کرے۔

میں اللہ سے دعا گو ہوں کہ وہ مجھے، آپ کو، مسلمانوں کے تمام دعاۃ و مبلغین اور ان کے ائمہ کو، نیز عام لوگوں کو اس خطرناک مصیبت سے محفوظ رکھے۔ (آمین) وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ.

❀❀❀❀

---

[1] دیکھئے: الفوائد، از ابن القیم، ص: ٢٦٧، ٢٦٨۔

[2] دیکھئے: کتاب الاخلاص از عوائشة، ص: ٦٤ تا ٦٦۔

Marfat.com

بدعت کے اندھیرے

Marfat.com

Marfat.com

مقدمہ

إِنَّ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ، نَحْمَدُهُ ، وَنَسْتَعِينُهُ ، وَنَسْتَغْفِرُهُ ، وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا ، وَسَيِّاتِ أَعْمَالِنَا ، مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهٗ ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَمَنْ تَبِعَهُمْ بِإِحْسَانٍ إِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ، وَسَلِّمْ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا .

أَمَّا بَعْدُ!

سنت کے نور اور بدعت کی تاریکیوں کے سلسلہ میں یہ ایک مختصر سا رسالہ ہے، جس میں میں نے سنت کے مفہوم اور اہل سنت کے نام کی وضاحت کی ہے اور یہ کہ سنت ہی مطلق نعمت ہے، نیز سنت اور اہل سنت کے مقام اور ان کی علامتوں کی وضاحت کی ہے: بدعت اور اہل بدع کے مقام، بدعت کے مفہوم، قبولیت عمل کی شرطیں، دین میں بدعت کی مذمت، بدعات کے اسباب اور بدعت کے اقسام واحکام قبروں وغیرہ کے پاس بدعات کی قسمیں، عصر حاضر کی مروجہ بدعات، بدعتی کی توبہ کا حکم اور بدعات کے آثار ونقصانات کا تذکرہ کیا ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ سنت ہی وہ زندگی اور نور ہے جس میں بندے کی سعادت و ہدایت کا راز مضمر ہے، اور گام سنت کے رہرووٴں کو سنت بلندیوں پر لا کھڑا کرتی ہے، اگرچہ اعمال میں وہ کچھ پیچھے ہوں، ارشاد الٰہی ہے:

﴿يَّوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ﴾ [آل عمران: ۱۰۶]

”جس دن بعض چہرے سفید ہوں گے اور بعض چہرے سیاہ۔“

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

Marfat.com

"یعنی اہل سنت والجماعت کے چہرے سفید ہوں گے اور اہل بدعت و افتراق کے چہرے سیاہ ہوں گے۔"[1]

صاحب سنت (متبع سنت) زندہ دل، روشن ضمیر اور ظاہری و باطنی طور پر احکام الٰہی کا پیرو اور رسول اللہ ﷺ کا تابع فرمان ہوتا ہے۔

بدعتی مردہ دل اور تاریک ضمیر ہوتا ہے، اہل بدعت پر تاریکی غالب ہوتی ہے، چنانچہ ان کے دل اور ان کے سارے حالات تاریک ہوتے ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ جسے سعادت سے نوازنا چاہتا ہے اسے بدعت کی ان کالی گھٹاؤں سے نکال کر سنت کے نور میں لا داخل کرتا ہے۔[2]

میں نے اس بحث کو دو مباحث میں تقسیم کیا ہے اور ہر مبحث کے تحت حسب ذیل چند مطالب ہیں:

پہلی بحث:......سنت کی روشنی

پہلا مطلب: سنت کا مفہوم

دوسرا مطلب: اہل سنت کے نام

تیسرا مطلب: سنت مطلق نعمت ہے

چوتھا مطلب: سنت کا مقام

پانچواں مطلب: صاحب سنت کا مقام اور بدعتی کا انجام

دوسری بحث:......بدعت کے اندھیرے

پہلا مطلب: بدعت کا مفہوم

دوسرا مطلب: عمل کی قبولیت کی شرطیں

تیسرا مطلب: دین اسلام میں بدعت کی مذمت

---

1. اجتماع الجیوش الإسلامیة علی غزو المعطلة والجهمية، از امام ابن قیم رحمہ اللہ ۳۹/۲.
2. دیکھئے: اجتماع الجیوش الإسلامیة علی غزو المعطلة والجهمية، از امام ابن قیم رحمہ اللہ ۳۹/۲.

Marfat.com

چوتھا مطلب: بدعت کے اسباب

پانچواں مطلب: بدعت کی اقسام

چھٹا مطلب: دین میں بدعت کا حکم اور اس کی اقسام

ساتواں مطلب: قبروں کے پاس انجام دی جانے والی بدعات

آٹھواں مطلب: عصر حاضر کی مروجہ بدعات

نواں مطلب: بدعتی کی توبہ

دسواں مطلب: بدعات کے اثرات اور نقصانات

اللہ عز وجل سے دعا ہے کہ وہ اس عمل کو مبارک اور خالص اپنی رضا کے لیے بنائے اور میرے لیے میری زندگی میں اور مرنے کے بعد نفع بخش بنائے، اور جس تک بھی یہ کتاب پہنچے اسے اس کے ذریعہ نفع پہنچائے، بے شک اللہ کی ذات سب سے بہتر ہے جس سے سوال کیا جاتا ہے اور انتہائی کریم ہے جس سے امید وابستہ ہے، وہی ہمارے لیے کافی اور بہترین کارساز ہے، ہر طرح کا تصرف اور قوت اللہ عظیم و برتر کے ہاتھ میں ہے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ وَسَلَّمَ وَبَارَكَ عَلٰى عَبْدِهٖ وَرَسُوْلِهٖ ، وَخَيْرَتِهٖ مِنْ خَلْقِهٖ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَمَنْ تَبِعَهُمْ بِإِحْسَانٍ إِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ .

مؤلف

بروز بدھ، مطابق ۱۴۱۹/۱۰/۱۷ھ

❁❁❁❁

Marfat.com

عرضِ مترجم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مُحَمَّدِ الْمَبْعُوثُ رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْنَ .

أَمَّا بَعْدُ!

سنت نبوی ﷺ وحی الٰہی کا دوسرا جز ہے، جو قرآن کریم کی تفسیر اور اس کی شرح و بیان ہے، اسلام میں سنت کی حیثیت سکہ کے دوسرے رخ کی ہے جس کے بغیرہ چارۂ کار نہیں، سنت نبوی کا منکر بعینہ اسی طرح کافر اور خارج از اسلام ہے جس طرح قرآن کا منکر۔ سنت نبوی انصاف کا وہ آئینہ ہے جس میں دنیا کا ہر شخص اپنے عیوب کو دیکھ کر اس کی اصلاح کر سکتا ہے، سنت نبوی کی اسی اہمیت کے پیش نظر اللہ تبارک و تعالیٰ نے بے شمار مقامات پر نبی کریم ﷺ کی اطاعت و اتباع کا حکم دیا ہے، اور اس پر بیش بہا انعامات کا وعدہ فرمایا ہے۔

سنت کے بالمقابل ''بدعت'' ہے، جسے قرآن کریم اور احادیث نبویہ میں سراپا ضلالت و گمراہی سے تعبیر کیا گیا ہے اور اس کی ایجاد کرنے اور اس پر عمل کرنے سے بچنے کی تاکید کی گئی ہے۔ بدعت دراصل جادۂ حق سے انحراف کا چوراہا اور ضلالت و گمراہی کا سرچشمہ ہے، بدعات کی ایجاد اور ان پر عمل کرنے سے سنتوں کی بیخ کنی ہوتی ہے، ان تمام باتوں کی دلیل کتاب وسنت میں بکثرت موجود ہیں۔

موجودہ دور میں چونکہ بدعت نے سنت کا چولا پہنا ہوا ہے اور اسلام کی جانب منسوب بے شمار افراد اور جماعتوں کے نزدیک اس کا حقیقی مفہوم اجنبی اور غیر مانوس بن چکا ہے، جس کے نتیجہ میں ایسے لوگ بدعات کی بدبو اور سڑاند میں جینے اور سانس لینے کے باوجود اپنے آپ کو سنت کا اصلی وارث اور ٹھیکے دار سمجھنے اور دوسروں کو باور کرانے بلکہ اسے ہی عین اسلام قرار

Marfat.com

دینے پر تلے ہوئے ہیں، اس لیے موجودہ دور میں اس بات کی شدید ضرورت ہے کہ اس موضوع پر کثرت سے زبان وقلم کی صلاحیتوں کو بروئے کار لاکر ایسے لوگوں کو بالخصوص اور عوام کو سنت و بدعت کا فرق سمجھایا جائے اور انہیں بدعت وضلالت کے دلدل سے باہر لانے کی سعی کی جائے۔

زیر نظر کتاب بھی اسی موضوع کی ایک اہم اور اچھوتی کڑی ہے، جسے مملکت سعودیہ عربیہ کے معروف صاحب علم، باذوق محقق اور منہج سلف کے بے لاگ داعی جناب فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر سعید بن علی القحطانی حفظہ اللہ نے تالیف کیا ہے۔

کتاب چونکہ مختصر ہونے کے باوجود انتہائی جامع اور مدلل تھی، اس لیے راقم کے ذہن میں اسے اردو کا جامہ پہنانے کا داعیہ پیدا ہوا، اور الحمد للہ اللہ کی توفیق اور اس کی نصرت و تایید سے کتاب کا ترجمہ پایۂ تکمیل کو پہنچا اور اب آپ قدر دانوں کے ہاتھوں میں ہے۔

کتاب کے ترجمہ وطباعت اور اشاعت پر میں سب سے پہلے اپنے اللہ ذوالکرم کا شکر ادا کرتا ہوں جس کی توفیق اور مدد سے کتاب پایۂ تکمیل کو پہنچی، اس کے بعد اپنے والدین بزرگوار کا شکر ادا کرتا ہوں جن کی انتھک تعلیمی وتربیتی کوششوں کی بدولت دین اسلام کی ادنیٰ سی خدمت کا شرف حاصل ہوا، اللہ تعالیٰ انہیں دنیا وعقبیٰ کی بھلائیوں سے نوازے۔ (آمین)

بعد وہ اپنے مشرف ومستشار جناب فضیلۃ الشیخ ابوالمکرم عبد الجلیل حفظہ اللہ کا شکریہ ادا کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں جنہوں نے اپنی تمام تر مصروفیات کے باوجود کتاب کا انتہائی سے دقت سے مراجعہ کیا اور تصحیح فرمائی اور پھر کتاب کی کتابت، طباعت اور دیگر ضروری امور میں مکمل سرپرستی اور تعاون عطا فرمایا، نیز لحہ بہ لحہ ہمہ قسم کے مفید علمی مشوروں سے نوازا۔

اخیر میں اپنے فاضل بھائی جناب ابوسلطان ارشد مغل حفظہ اللہ کا بھی شکریہ ادا کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں جنہوں نے کتاب کی طباعت اور اس سے متعلق ضروری امور میں بھرپور تعاون سے نوازا، اور اپنے ان تمام احباب کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے ہمیں کسی بھی قسم کے تعاون سے نوازا، فجزاهم الله جميعا عني خير الجزاء۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کتاب کے مؤلف، مترجم، مصحح اور ناشر کو اخلاص قول وعمل کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

آپ کا مخلص
ابو عبد اللہ/ عنایت اللہ بن حفیظ اللہ السنابلی
القصيم، سعوديه عربيه
ٹیلیفون: ٣٤٧٠٤٤٣/ ٠٦۔ فیکس: ٣٤٧٠٧٣٠/ ٠٦

❀❀❀❀

Marfat.com

پہلی بحث

سنت کی روشنی

پہلا مطلب......سنت کا مفہوم:

سنت کے کچھ اہل (متبع اور پیروکار) ہیں، اور ان کا ایک مخصوص عقیدہ ہے، نیز وہ حق پر متفق ہیں۔ لہٰذا مناسب ہے کہ سب سے پہلے میں "عقیدة أهل السنة والجماعة" میں شامل تینوں الفاظ کی تشریح کر دوں۔

عقیدہ کا لغوی مفہوم:

عقیدہ کا لغوی مفہوم:......لفظ "عقیدہ" "عقد" سے ماخوذ ہے، جس کے معنی باندھنے، اور مضبوط گرہ لگانے کے ہیں اور اسی سے پختگی و پیوستگی، جماؤ اور ہم آہنگی بھی ہے، عربی زبان میں کہا جاتا ہے "عقد الحبل یعقدہ" یعنی رسی کو مضبوطی کے ساتھ باندھا، اسی طرح کہا جاتا ہے "عقد العهد والبيع" یعنی پختہ عہد و پیمان اور خرید وفروخت کا معاملہ کیا، نیز کہا جاتا ہے "عقد الإزار" یعنی ازار کو اچھی طرح کسا اور "العقد" (باندھنا) "الحل" (کھولنا) کی ضد ہے۔ [1]

عقیدہ کا اصطلاحی مفہوم:

عقیدہ ایسے پختہ ایمان اور قطعی حکم اور فیصلہ کا نام ہے جس میں شک کی گنجائش نہ ہو، چنانچہ جس پر انسان ایمان رکھتا اور اس پر قلب وضمیر سے پوری طرح مطمئن ہوتا، نیز اسے لائق اتباع دین و مذہب سمجھتا ہے وہی اس کا عقیدہ کہلاتا ہے۔ اب اگر یہ پختہ ایمان اور مستحکم

---

[1] المحیط از فیروز آبادی، باب دال، فصل عین، ص: ۳۸۳، نیز معجم مقائیس اللغة، از ابن فارس، کتاب عین، ص: ۶۷۹.

Marfat.com

فیصلہ صحیح ہوگا تو عقیدہ بھی صحیح ہوگا، جیسا کہ ''اہل سنت و لجماعت'' کا عقیدہ ہے، اور اگر باطل ہوگا تو عقیدہ بھی باطل ہوگا، جیسا کہ جملہ گمراہ اور باطل فرقوں کا عقیدہ ہے۔ ❶

اہل سنت کا مفہوم:

سنت کا لغوی مفہوم: عربی زبان میں سنت، طور طریقہ اور سیرت کو کہتے ہیں، خواہ اچھی ہو یا بُری۔ ❷

اور علماء عقیدہ اسلامیہ کی اصطلاح میں سنت اس اسوہ اور طریقہ کو کہتے ہیں جس پر رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم علمی، اعتقادی، قولی اور فعلی طور پر گامزن تھے۔ یہی وہ سنت ہے جس کی اتباع اور پیروی لازم ہے، اور جس کے متبعین لائق مدح وستائش، اور مخالفین قابل صد مذمت ہیں، چنانچہ جب کہا جاتا ہے کہ ''فلاں اہل سنت میں سے ہے'' تو اس کا مفہوم یہ ہوتا ہے کہ صحیح، سیدھے اور لائق تعریف طریقہ والوں میں سے ہے۔ ❸

حافظ ابن رجب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''سنت اس راہ کو کہتے ہیں جس پر چلا گیا ہو، چنانچہ اس میں اس منہج کی اتباع اور تمسک شامل ہے جس پر رسول اللہ ﷺ اور آپ کے خلفاء راشدین گامزن تھے، خواہ عقائد ہوں، یا اعمال واقوال ہوں اور یہی درحقیقت سنتِ کامل ہے۔'' ❹

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''سنت وہ امر ہے جس کے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت ہونے پر شرعی دلیل موجود ہو، خواہ رسول اللہ ﷺ نے اسے خود انجام دیا ہو، یا آپ کے زمانہ میں انجام دیا گیا ہو، کیونکہ اس وقت اس عمل کی ضرورت نہ تھی یا کوئی

---

❶ دیکھئے: مباحث فی عقیدة أهل السنة والجماعة، از ڈاکٹر ناصر عبد الکریم العقل، ص: ۹۔۱۰۔

❷ لسان العرب، از ابن منظور، باب نون، فصل سین ۱۳/ ۲۲۵۔

❸ دیکھئے: مباحث فی عقیدة أهل السنة والجماعة، از ڈاکٹر ناصر عبد الکریم العقل، ص: ۱۳۔

❹ جامع العلوم والحکم، از ابن رجب، ۱/ ۱۲۰۔

Marfat.com

مانع درپیش تھا۔" ❶ اور اس معنی کے اعتبار سے سنت ظاہری و باطنی طور پر نبی کریم ﷺ کے آثار کی اتباع اور سابقین اولین مہاجرین و انصار رضی اللہ عنہم کے طریقہ کی پیروی کا نام ہے۔" ❷

جماعت کا مفہوم:

جماعت کا لغوی مفہوم: "جماعت" عربی زبان میں مادہ "جمع" سے ماخوذ ہے، جس کے معنی جمع کرنے، اتفاق کرنے اور اکٹھا ہونے کے ہیں۔ جو تفرقہ و اختلاف کی ضد ہے، علامہ ابن فارس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "جیم، میم اور عین کا مادہ کسی شے کے ملنے اور اکٹھے ہونے پر دلالت کرتا ہے، کہا جاتا ہے: "جمعت الشیء جمعاً" یعنی میں نے فلاں شے کو اکٹھا کر دیا۔ ❸

اور علماء عقیدہ اسلامیہ کی اصطلاح میں "جماعت" سے مراد امت کے سلف صالحین، یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین اور قیامت تک ان کی صحیح اتباع اور پیروی کرنے والے وہ جملہ افراد ہیں جنہوں نے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ جیسی حق اور صحیح شاہراہ پر اتفاق کیا ہے۔ ❹

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"جماعت وہ ہے جو حق کی موافقت کرے، خواہ تنہا آپ ہی کیوں نہ ہوں۔"

حضرت نعیم بن حماد رحمۃ اللہ علیہ (اس کی وضاحت کرتے ہوئے) فرماتے ہیں:

"جب جماعت میں فساد و بگاڑ پیدا ہو جائے، تو آپ پر ضروری ہے کہ فساد

---

❶ مجموع فتاویٰ شیخ الإسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ، ۲۱/۳۱۷۔

❷ مجموع فتاویٰ شیخ الإسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ، ۳/۱۵۷۔

❸ معجم المقائیس في اللغة، از ابن فارس، کتاب جیم، باب ما جاء من کلام العرب في المضاعف والمطابق أوله جيم، ص: ۲۲۴.

❹ دیکھئے: شرح العقيدة الطحاوية، از ابن ابی العز، ص: ۶۸، نیز شرح العقيدة الواسطية، از شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ، تالیف: محمد خلیل هراس، ص: ۶۱.

Marfat.com

و بگاڑ سے پہلے جماعت جس منہج اور عقیدہ پر گامزن تھی اسی پر قائم رہیں، اس صورت میں اگر آپ تنہا ہیں تو تنہا آپ ہی جماعت شمار ہوں گے۔'' ❶

دوسرا مطلب...... اہل سنت والجماعت:

۱۔۱ اہل سنت والجماعت:...... یہ وہ لوگ ہیں جو رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے منہج وطریقہ پر قائم و دائم، اور آپ ﷺ کی سنت کے صحیح متبع اور پیروکار ہیں، یہ صحابہ، تابعین اور انہی کے نقش قدم پر چلنے والے وہ ائمہ دین و ہدایت ہیں جنہوں نے اتباع اور پیروی پر استقامت کا ثبوت دیتے ہوئے بدعت سے دوری اختیار کی، یہ کسی بھی جگہ اور کسی بھی زمانے میں ہوں رب ذوالجلال کی نصرت و تایید سے بہرہ مند اور قیامت تک باقی رہیں گے۔ ❷

اہل سنت کی وجہ تسمیہ:

اہل سنت والجماعت کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ یہ سنت رسول ﷺ کی طرف منسوب اور اسے اپنے قول، فعل اور اعتقاد میں ظاہری و باطنی طور پر اپنانے پر متفق ہیں۔ ❸

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اِفْتَرَقَتِ الْيَهُوْدُ عَلٰى إِحْدٰى وَسَبْعِيْنَ فِرْقَةً فَوَاحِدَةٌ فِي الْجَنَّةِ وَسَبْعُوْنَ فِي النَّارِ ، وَافْتَرَقَتِ النَّصَارٰى عَلَى اثْنَتَيْنِ وَسَبْعِيْنَ فِرْقَةً فَإِحْدٰى وَسَبْعُوْنَ فِرْقَةً فِي النَّارِ وَوَاحِدَةٌ فِي الْجَنَّةِ وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَتَفْتَرِقَنَّ أُمَّتِي عَلٰى ثَلَاثٍ وَّسَبْعِيْنَ

---

❶ اس بات کو امام ابن قیم رحمہ اللہ نے امام بیہقی رحمہ اللہ کی طرف منسوب کرتے ہوئے، اپنی کتاب "إغاثة اللهفان" (۱/۷۰) میں ذکر کیا ہے۔

❷ دیکھئے: مباحث عقيدة أهل السنة والجماعة، از ڈاکٹر ناصر بن عبد الكريم العقل، ص: ۱۳، ۱۴۔

❸ دیکھئے: فتح رب البرية بتلخيص الحموية، از شيخ محمد بن صالح عثيمين رحمہ اللہ، ص: ۱۰، و شرح العقيدة الواسطية، از شيخ صالح بن فوزان الفوزان ص: ۱۰۔

Marfat.com

فِـرْقَةً ، وَاحِدَةٌ فِي الْجَنَّةِ وَاثْنَتَان وَسَبْعُوْنَ فِي النَّارِ " قِيلَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ، -مَنْ هُمْ؟ قَالَ: " اَلْجَمَاعَةُ . ")) ❶

''یہود اکہتر فرقوں میں تقسیم ہوئے، ان میں سے ایک جنتی ہے اور ستر جہنمی، اور نصاریٰ (عیسائی) بہتر فرقوں میں تقسیم ہوئے، ان میں سے صرف ایک جنتی ہے اور اکہتر جہنمی اور اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے! یقیناً میری امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہوگی، ان میں سے صرف ایک فرقہ جنتی ہوگا، اور بہتر فرقے جہنمی ہوں گے، دریافت کیا گیا، اے اللہ کے رسول! وہ جنتی فرقہ کون سا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جماعت''

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی جامع ترمذی کی ایک روایت میں ہے کہ

''صحابہ نے پوچھا، اے اللہ کے رسول! وہ کون لوگ ہیں؟ تو آپ نے فرمایا:

"مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِيْ . " ❷

''جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں۔''

۲۔ فرقہ ناجیہ:...... (نجات یافتہ جماعت) یعنی جہنم سے نجات پانے والی جماعت، کیونکہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرقوں کا تذکرہ کرتے ہوئے اس کا استثناء کیا اور فرمایا:

"كُلُّهَا فِي النَّارِ إِلَّا وَاحِدَةٌ . " ❸

''سارے فرقے جہنمی ہوں گے سوائے ایک کے'' یعنی صرف ایک جماعت جہنم سے نجات پائے گی۔

۳۔ طائفہ منصورہ:...... (غالب اور نصرت الٰہی سے سرفراز جماعت)

---

❶ یہ الفاظ ابن ماجہ کے ہیں، کتاب الفتن، باب افتراق الأمم ۲/۳۲۱، حدیث :۳۹۹۲، ابو داؤد، کتاب السنة، باب شرح السنة، ۱۹۷/٤، حدیث: ٤٥۹٦، ابن ابی عاصم، کتاب السنة، ۲۳/۱، حدیث: ٦۳، علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح سنن ابن ماجہ میں اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے، ۳٦٤/۲۔

❷ سنن الترمذی، کتاب الإیمان، باب ما جاء في افتراق هذه الأمة، ٥/۲٦، حدیث: ۲٦٤۱.

❸ دیکھئے: من أصول أهل السنة والجماعة، از شیخ صالح بن فوزان الفوزان، ص : ۱۱.

Marfat.com

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

((لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي قَائِمَةٌ بِأَمْرِ اللّٰهِ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ أَوْ خَالَفَهُمْ حَتّٰى يَأْتِيَ أَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ ظَاهِرُوْنَ عَلَى النَّاسِ .)) ❶

''میری امت کی ایک جماعت ہمیشہ اللہ کے حکم (اسلام) پر قائم رہے گی، ان کی مدد سے ہاتھ کھینچنے والے یا ان کی مخالفت کرنے والے انہیں کوئی نقصان نہ پہنچا سکیں گے، یہاں تک کہ اللہ کا حکم (فیصلہ) آجائے گا اور وہ بدستور تمام لوگوں پر غالب رہیں گے۔''

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح کی روایت آئی ہے۔ ❷

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِيْ ظَاهِرِيْنَ عَلَى الْحَقِّ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ ، حَتّٰى يَأْتِيَ أَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ كَذٰلِكَ .)) ❸

''میری امت کی ایک جماعت ہمیشہ حق پر غالب رہے گی، ان کی مدد سے ہاتھ کھینچنے والے انہیں کوئی ضرر نہ پہنچا سکیں گے، یہاں تک کہ اللہ کا حکم آجائے گا اور وہ ویسے ہی غالب رہیں گے۔''

---

❶ صحیح البخاری، کتاب المناقب، بابٌ حدثنا محمد بن المثنی، ٤/٢٢٥، حدیث: ٣٦٤١، نیز صحیح مسلم (الفاظ اسی کے ہیں)، کتاب الإمارة، باب قوله ﷺ: "لا تزال طائفة من أمتي ظاهرين على الحق لا يضرهم من خالفهم" ٢/١٥٢٤، حدیث: ١٠٣٧.

❷ صحیح البخاری، کتاب المناقب، بابٌ حدثنا محمد بن المثنی، ٤/٢٢٥، حدیث: ٣٦٤٠، نیز صحیح مسلم (الفاظ اسی کے ہیں)، کتاب الإمارة، باب قوله ﷺ: "لا تزال طائفة من أمتي ظاهرين على الحق لا يضرهم من خالفهم" ٢/١٥٢٣، حدیث: ١٩٢١.

❸ صحیح مسلم، کتاب الإمارة، باب قوله ﷺ: "لا تزال طائفة من أمتي ظاهرين على الحق لا يضرهم من خالفهم" ٢/١٥٢٣، حدیث: ١٩٢٠.

Marfat.com

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے بھی اسی طرح کی روایت مروی ہے۔ ❶

۴۔ اہل سنت و جماعت کتاب اللہ اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر مضبوطی سے قائم اور سابقین اولین مہاجرین و انصار رضی اللہ عنہم کے عقیدہ و منہج پر گامزن ہیں، اسی لیے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی بابت فرمایا: ((مَاأَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي .)) ❷

''یعنی اہل سنت والجماعت وہ لوگ ہیں جو میرے اور میرے صحابہ کے منہج پر قائم ہیں۔''

۵۔ اہل سنت و جماعت ہی وہ بہترین نمونہ ہیں جو راہ حق کی راہنمائی کرتے ہیں اور خود بھی اس پر عمل پیرا ہیں، حضرت ایوب سختیانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

((إِنَّ مِنْ سَعَادَةِ الْحَدَثِ ❸ وَالْأَعْجَمِيِّ أَن يُوَفِّقَهُمَا اللّٰهُ لِعَالِمٍ مِّنْ أَهْلِ السُّنَّةِ .)) ❹

''کسی عامی اور عجمی کے لیے باعث سعادت ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں اہل سنت کے کسی عالم (سے ملاقات اور استفادہ) کی توفیق عطا فرمادے۔''

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''اللہ کے کچھ بندے ایسے ہیں جن کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ شہروں اور ملکوں کو زندگی عطا کرتا ہے اور وہ اہل سنت ہیں اور جو شخص یہ سمجھتا ہو کہ اس کے پیٹ میں حلال لقمہ ہی جاتا ہے تو وہ اللہ کی جماعت میں شامل ہے۔'' ❺

۶۔ اہل سنت سب سے بہتر لوگ ہیں، جو لوگوں کو بدعت اور اہل بدعت سے منع

---

❶ صحيح مسلم، كتاب الإمارة، باب قوله ﷺ: "لا تزال طائفة من أمتي ظاهرين على الحق لا يضرهم من خالفهم" ۲/۱۵۲۳، حديث: ۱۹۲۳.

❷ اس حدیث کی تخریج صفحہ (۲۸) میں گزر چکی ہے۔

❸ "الحدث" کے معنی نوجوان (عامی نوجوان) کے ہیں، دیکھئے: النهاية في غريب الحديث والأثر، از ابن الاثير، باب جاء مع دال، مادة "حدث" ۱/۳۵۱.

❹ شرح أصول اعتقاد أهل السنة والجماعة، از لالكائی، ۱/۱۶۶، نمبر: ۳۰.

❺ حواله سابق، ۱/۷۲، نمبر: ۵۱.

Marfat.com

کرتے ہیں۔

ابوبکر بن عیاش سے پوچھا گیا، سنی کون ہے؟ تو انہوں نے فرمایا:

''سنی وہ ہے جس کے سامنے من مانی بے دلیل باتیں بیان کی جائیں تو ان کی طرف بالکل ہی نظر التفات نہ کرے۔'' ❶

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں:

''اہل سنت امت کے سب سے بہتر اور افضل ترین لوگ ہیں جو کہ صراط مستقیم، یعنی حق واعتدال کی راہ پر گامزن ہیں۔'' ❷

۷۔ اہل سنت لوگوں میں بگاڑ پیدا ہو جانے پر اجنبی کہلائیں گے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"بَدَأَ الْإِسْلَامُ غَرِيبًا وَسَيَعُوْدُ كَمَا بَدَأَ غَرِيبًا فَطُوْبٰى لِلْغُرَبَاءِ." ❸

''اسلام اجنبیت کے عالم میں آیا تھا اور عنقریب پھر اجنبیت سے دو چار ہوگا جس طرح شروع میں تھا، تو خوش خبری (یا جنت) ہے اجنبیوں کے لیے۔''

مسند احمد بن حنبل کی ایک روایت میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ سے پوچھا گیا کہ ''غرباء'' اجنبی کون لوگ ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: "اَلنُّزَّاعُ ❹ مِنَ الْقَبَائِلِ"۔ ❺

''اللہ کی راہ میں گھر بار چھوڑ کر ہجرت کر جانے والے۔''

---

❶ شرح أصول اعتقاد أهل السنة والجماعة، ۷۲/۱، نمبر: ۵۳.

❷ دیکھئے: مجموع فتاویٰ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ، ۳/۳۶۸-۳۶۹۔

❸ صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب بيان أن الإسلام بدأ غريباً وسيعود غريباً، ۱/۱۳۰، حديث: ۱۴۵.

❹ یعنی وہ اجنبی جو اپنے گھر بار اور کنبہ قبیلہ سے الگ ہو کر دور چلا گیا ہو، مفہوم یہ ہے کہ مہاجرین کے لیے خوش خبری ہو جنہوں نے اللہ کے واسطے اپنے وطنوں سے ہجرت کی ہے، دیکھئے: النهاية في غريب الحديث والأثر، از ابن الاثیر، ۵/۴۱.

❺ مسند احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ: ۱/۳۹۸.

Marfat.com

مسند احمد بن حنبل ہی کی ایک دوسری روایت میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ ''غرباء'' (اجنبی) کون لوگ ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''بہت سارے بُرے لوگوں میں کچھ صالح اور نیک لوگ، جن کی نافرمانی کرنے والے فرمانبرداروں سے زیادہ ہوں گے۔''❶

دوسری سند سے مروی ایک روایت میں ہے:

''لوگوں میں بگاڑ پیدا ہونے پر ان کی اصلاح کرنے والے۔''❷

چنانچہ اہل سنت، اہل بدعت، ہوا پرستوں اور گمراہ فرقوں کے درمیان اجنبی ہیں۔

۸۔ اہل سنت ہی حاملین علم ہیں: اہل سنت ہی دراصل حاملین علم ہیں، جو اس علم سے غلو پسندوں کی تحریف، باطل پرستوں کی تراش خراش (کاٹ چھانٹ) اور جاہلوں کی تاویلات کو دور کرتے ہیں۔ اسی وجہ سے ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''لوگ (اہل علم) اسناد کے بارے میں نہیں پوچھتے تھے، لیکن جب فتنہ رونما ہوا، تو کہنے لگے: "سَمُّوْا لَنَا رِجَالَکُمْ" بیان کرنے والوں کے نام بتاؤ'' چنانچہ دیکھا جاتا اگر اہل سنت کی باتیں ہوتیں تو مان لی جاتیں اور اگر اہل بدعت کی باتیں ہوتیں تو ناقابل تسلیم قرار دی جاتیں۔''❸

۹۔ اہل سنت وہ لوگ ہیں جن کی جدائی سے لوگوں کو تکلیف ہوتی ہے: حضرت ایوب سختیانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''مجھے اہل سنت میں سے کسی کی وفات کی خبر ملتی ہے تو مجھے ایسا لگتا ہے جیسے میرے جسم کا کوئی حصہ کھو گیا ہو۔''❹

---

❶ مسند احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ: ۲/۱۷۷، ۲۲۲. ❷ مسند احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ: ۴/۱۷۳.

❸ صحیح مسلم، المقدمة، باب الإسناد من الدین، ۱/۱۵.

❹ شرح اصول اعتقاد اهل السنة والجماعة، از لالکائی، ۱/۶۶، نمبر: ۲۹.

Marfat.com

نیز فرمایا:

''جو لوگ اہل سنت کی موت کی تمنا کرتے ہیں، وہ اللہ کے نور کو اپنے منہ سے گل کرنا چاہتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ اپنے نور کو مکمل کر کے رہے گا اگرچہ کافروں کو ناگوار گزرے۔''❶

تیسرا مطلب......سنت مطلق نعمت ہے:

نعمت دو قسم کی ہوتی ہے:

(۱) نعمت مطلق (۲) نعمت مقید

اولاً: نعمت مطلق:......نعمت مطلق وہ نعمت ہے جس کا تعلق بندے کے ابدی فوز و فلاح اور سعادت مندی سے ہے، اور وہ اسلام اور سنت کی نعمت بے بہا ہے، کیونکہ انسان کی دنیوی و اخروی سعادت تین بنیادی ارکان پر موقوف ہے، اسلام، سنت رسول ﷺ اور دنیا و عقبیٰ میں عافیت و سلامتی۔ اسلام اور سنت رسول ﷺ کی نعمت ہی وہ نعمت ہے جس سے سرفراز مندوں کے راہ کی راہنمائی طلب کرنے کا اللہ عزوجل نے ہمیں اپنی نمازوں میں حکم دیا ہے، اور انہیں رفیق اعلیٰ کا مستحق ٹھہرایا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ الصّٰلِحِيْنَ ۚ وَ حَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ﴿٦٩﴾﴾ (النساء: ٦٩)

''اور جو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرے، وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جن پر اللہ نے انعام کیا ہے، جیسے انبیاء، صدیقین، شہدا اور صالحین، اور یہ لوگ کیا ہی بہترین ساتھی ہیں۔''

یہ چار اصناف کے لوگ ہی اس نعمت مطلق کے مستحق ہیں جن کی طرف اللہ کے درج ذیل فرمان میں اشارہ کیا گیا ہے:

---

❶ حوالہ سابق، ١/١٦٨، نمبر: ٣٥.

﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا﴾ (المائدہ: ۳)

''آج میں نے تمہارے لیے تمھارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنا انعام بھرپور کر دیا اور تمہارے لیے اسلام کے دین ہونے پر رضامند ہوگیا۔''

تو تکمیل دین اسلام کی اور اتمام نعمت الٰہی کا ہوا ہے، حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''ایمان کے کچھ حدود، فرائض، سنن اور شرائع ہیں، جس نے انہیں مکمل سرانجام دیا اس نے اپنا دین مکمل کر لیا۔''[1]

اور اللہ کا دین اللہ کی وہ شریعت ہے جو اوامر و نواہی اور ممنوعات پر مشتمل ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ نعمت مطلق، یعنی اسلام اور سنت کی نعمت اہل ایمان کے ساتھ خاص ہے، اور دراصل یہی وہ نعمت ہے جس پر اظہار مسرت کیا جانا چاہیے، کیونکہ اس نعمت پر خوش ہونا اللہ عزوجل کی مرضیات میں شامل ہے، ارشاد ہے:

﴿قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ۭ هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ۝۵۸﴾ (یونس: ۵۸)

''آپ کہہ دیجیے کہ بس لوگوں کو اللہ کے اس انعام اور رحمت پر خوش ہونا چاہیے، وہ اس چیز سے بہتر ہے جسے وہ اکٹھا کر رہے ہیں۔''

اور سلف صالحین کے اقوال کی روشنی میں ''فضل اور رحمت'' سے مراد اسلام اور سنت ہے۔ اور اسلام اور سنت کی نعمت پر خوشی کا اظہار انسان کی زندہ دلی کے معیار پر منحصر ہے۔ لہٰذا، انسان جس قدر اسلام اور سنت میں راسخ اور قوی ہوگا، اسی قدر اس کے دل کی مسرت شدید تر ہوگی، چنانچہ سنت کی روحانیت سے معمور ہونے پر دل مارے خوشی کے رقص کرتا ہے اور امن وسکون سے لبریز ہوتا ہے جب کہ لوگ رنج وغم سے نڈھال اور انتہائی ہراساں

---

[1] صحيح البخاري، تعليقاً، كتاب الإيمان، باب قول النبي ﷺ: "بني الإسلام على خمس"، ۱/۹.

Marfat.com

ہوتے ہیں۔ ❶

ثانیاً:...... نعمت مقید: جیسے صحت، مال داری، تندرستی، جاہ وحشمت، کثرت اولاد، نیک سیرت وصورت بیوی اور اس طرح کی دیگر نعمتیں، یہ ساری نعمتیں نیکوکار و بدکار، مومن و کافر سب میں مشترک ہیں، اور اس اعتبار سے یہ کہنا بھی درست ہے کہ کافر پر بھی اللہ کی نعمتیں ہیں۔

کافر و فاجر کو حاصل ہونے والی مقید نعمتیں درحقیقت ان کے حق میں استدراج اور ڈھیل ہیں، اگر انہیں مطلق (اسلام) کی دولت نہ مل سکی تو اس کا انجام عذاب اور بدبختی کے سوا کچھ نہیں۔ ❷

چوتھا مطلب...... سنت کا مقام:

سنت اللہ تعالیٰ کا وہ محفوظ قلعہ ہے جس میں داخل ہونے والا امن و امان میں ہو جاتا ہے۔ اور اللہ کا وہ عظیم دروازہ ہے جس میں داخل ہونے والا اللہ تک پہنچ جاتا ہے، سنت اپنے رہرووں کو بلندیوں پر لا کھڑا کرتی ہے، گو اپنے اعمال کی بدولت وہ اس شرف سے محروم ہوں، اور جب اہل بدعت اور منافقین کا نور روز قیامت بجھا ہوا ہوگا، تو اہل سنت کا نور ان کے سامنے دوڑ رہا ہوگا، اور جب اہل بدعت کے چہرے سیاہ پڑ جائیں گے تو اہل سنت کے چہرے روشن اور تروتازہ ہوں گے، ارشاد الٰہی ہے:

﴿يَّوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّ تَسْوَدُّ وُجُوْهٌ﴾ (آل عمران: ۱۰۶)

''جس دن بعض چہرے سفید ہوں گے اور بعض چہرے سیاہ۔''

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما مذکورہ بالا آیت کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''یعنی اہل سنت والجماعت کے چہرے سفید ہوں گے اور اہل بدعت و افتراق

---

❶ یہ اقتباس امام ابن قیم رحمہ اللہ کی تحریر سے ماخوذ ہے، دیکھئے: اجتماع الجيوش الإسلامية على غزو المعطلة والجهمية، ۲/۳۳-۳۶،۳۸۔

❷ دیکھئے: اجتماع الجيوش الإسلامية على غزو المعطلة والجهمية، ۲/۳۶۔

Marfat.com

کے چہرے سیاہ ہوں گے۔'' ❶

سنت ہی وہ زندگی اور نور ہے جس پر بندے کی سعادت و ہدایت اور فلاح و کامرانی موقوف ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِي الظُّلُمٰتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا ۭ كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْكٰفِرِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝۱۲۲﴾ (الانعام: ۱۲۲)

''کیا وہ شخص جو پہلے مردہ تھا، پھر ہم نے اسے زندگی بخش دی اور اس کو ایسا نور دے دیا جسے لے کر وہ لوگوں میں چلتا پھرتا ہے، اس شخص کی طرح ہوسکتا ہے جو تاریکیوں سے نکل ہی نہیں پاتا؟ اسی طرح کافروں کو ان کے اعمال خوشنما دکھائی دیتے ہیں۔'' ❷ (واللہ الموفق)

پانچواں مطلب...... صاحب سنت کا مقام اور بدعتی کا انجام:

صاحب سنت کا مقام:...... صاحب سنت (متبع سنت) زندہ دل اور روشن ضمیر ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں کئی مقامات پر زندگی اور نور کا ذکر فرمایا ہے، اور اسے اہل ایمان کی صفت قرار دیا ہے، اس لیے کہ زندہ اور روشن دل ہی درحقیقت اللہ کو پہچان سکتا ہے، اس پر یقین کرسکتا ہے، اسے سمجھ سکتا ہے، اس کی وحدانیت اور اس کے رسول ﷺ کے ذریعہ بھیجی ہوئی شریعت کا پیروی اور تابع فرمان ہوسکتا ہے۔

نبی کریم ﷺ اللہ رب العالمین سے اپنے دل، اپنے کان، اپنی آنکھ اور اپنی زبان میں، نیز اپنے اوپر، نیچے، دائیں، بائیں، پیچھے، اور اپنے آگے نور کا کا سوال کرتے تھے اور

---

❶ امام ابن قیم رحمہ اللہ نے ''اجتماع الجيوش الإسلامية على غزو المعطلة والجهمية'' میں ذکر کیا ہے، ۳۹/۲، اور دیکھئے: تفسیر ابن کثیر، ۳۶۹/۱، نیز جامع البیان عن تأویل آي القرآن، از ابن جریر رحمہ اللہ ۹۳/۷۔

❷ دیکھئے: اجتماع الجيوش الإسلامية على غزو المعطلة والجهمية از امام ابن قیم رحمہ اللہ ۳۸/۲۔

Marfat.com

اسی طرح اپنی ذات کو نور بنانے، نیز اپنے ظاہری جسم، گوشت، ہڈی اور خون میں نور کا سوال فرماتے تھے، چنانچہ آپ ﷺ نے اپنی ذات، اعضائے جسمانی، حواس ظاہرہ و باطنہ اور شش جہات کے لیے نور طلب کیا ہے۔

مومن کا داخل ہونا اور نکلنا اور اس کا قول وعمل سب نور ہی ہوتا ہے، اور یہ نور اپنے قوت وضعف کے اعتبار سے روز قیامت صاحب نور کے لیے ظاہر ہوگا، اس کے سامنے اور دائیں جانب دوڑے گا، چنانچہ کچھ لوگوں کا نور آفتاب کی طرح ہوگا، کسی کا ستارے کی مانند، کسی کا طویل قامت کھجور کے مثل، کسی کا کھڑے آدمی کا سا اور کسی کا اس سے کمتر، حتیٰ کہ ان میں سے بعض کو صرف اس کے قدم کے انگوٹھے کے اوپری حصہ پر ٹمٹماتا ہوا نور دیا جائے گا جو کبھی روشن ہوگا اور کبھی گل ہو جائے گا، غرضیکہ دنیا میں اس کے ایمان اور اتباع سنت کا نور جس قدر تھا، بعینہ اسی طرح وہاں عینی اور مشاہداتی طور پر نور ظاہر ہوگا۔ ❶

اہل سنت کی پہچان:...... اہل سنت کی بہت ساری علامتیں اور نشانیاں ہیں، جنہیں عقل مند لوگ سمجھ سکتے ہیں، ان میں سے چند اہم نشانیاں درج ذیل ہیں:

۱: کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ کی مکمل پابندیاں۔

۲: اصول وفروع (جملہ مسائل) میں کتاب وسنت سے فیصلہ لینا۔

۳: اہل سنت سے محبت اور اہل بدعت سے نفرت۔

۴: قلت عدد سے وحشت نہ محسوس کرنا، کیونکہ حق مومن کی متاع گم شدہ ہے، جسے وہ لوگوں کی مخالفت کے باوجود جہاں پاتا ہے لے لیتا ہے۔

۵: کتاب وسنت کی تعلیم کی صحیح تطبیق کے ساتھ گفتار وکردار میں سچائی۔

۶: رسول اللہ ﷺ کی اتباع جن کے اخلاق قرآن کریم تھے۔ ❷

---

❶ اجتماع الجیوش الإسلامیة، از ابن قیم رحمہ اللہ، ۲/۳۸۔۴۱، قدرے تصرف کے ساتھ۔

❷ دیکھئے: عقیدة السلف وأصحاب الحدیث، از امام ابوعثمان اسماعیل بن عبد الرحمن الصابونی، ص: ۱۴۷، نیز تنبیه أولی الأبصار إلی کمال الدین وما فی البدع من الأخطار، از ڈاکٹر صالح بن سعد سحیمی، ص: ۲۶۴.

Marfat.com

بدعتی کا انجام:...... بدعتی مردہ دل اور تاریک ضمیر ہوا کرتا ہے، اللہ رب العالمین نے موت اور تاریکی کو ایمان نہ لانے والوں کا وصف قرار دیا ہے، اور مردہ اور تاریک دل وہ ہوتا ہے جو اللہ کو نہ پہچان سکے، نہ ہی رسول اللہ ﷺ کی لائی شریعت کا تابع فرمان ہو، اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس قسم کے لوگوں کو مردہ اور تاریکیوں میں بھٹکنے والا قرار دیا ہے، اور اسی وجہ سے ان کی تمام زندگی ظلمت کدہ بنی ہوئی ہے، چنانچہ ان کے دل تاریک ہیں، انہیں حق باطل اور باطل حق نظر آتا ہے، ان کے اعمال، اقوال، اور احوال سب تاریک اور بے نور ہیں، ان کی قبریں ظلمت سے بھری ہوئی ہیں، اور جب روزِ قیامت پل صراط پر گزرنے کے لیے نور تقسیم ہوگا، تو یہ تاریکیوں میں بے یار و مددگار چھوڑ دیے جائیں گے، اور ان کے لیے جہنم میں داخلہ کا راستہ بھی تاریک ہوگا، اور یہی وہ تاریکی ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو ابتداءً وجود بخشا تھا، چنانچہ اللہ تعالیٰ جس کی سعادت مندی چاہتا ہے اسے اس تاریکی سے نکال کر روشنی میں لے آتا ہے، اور اس کی بدبختی چاہتا ہے اسے اسی میں باقی چھوڑ دیتا ہے۔ [1]

❀❀❀❀❀

---

[1] اجتماع الجیوش الإسلامیة، از ابن قیم رحمہ اللہ، ۲/۳۹-۴۰، قدرے تصرف کے ساتھ۔

Marfat.com

دوسری بحث

بدعت کے اندھیرے

پہلا مطلب...... بدعت کا مفہوم:

بدعت کا لغوی مفہوم:...... بدعت عربی زبان میں دین کی تکمیل کے بعد اس میں کسی نئی چیز کی ایجاد کو کہتے ہیں، یا ہر اس من مانی قول یا عمل کو کہتے ہیں جس کو نبی کریم ﷺ کے بعد ایجاد کیا گیا ہو۔ ❶ کہا جاتا ہے "ابتدعت الشيء"، "میں نے فلاں شے ایجاد کی، جب کوئی قول یا عمل بلا کسی مثال سابق کے ایجاد کیا ہو۔" ❷ الغرض "بدع" کا لفظ کسی چیز کے بلا کسی مثال سابق ایجاد کے لیے ہی بولا جاتا ہے، اور اسی سے ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿بَدِيعُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ﴾ ❸ بھی ہے، "یعنی اللہ تعالیٰ بلا کسی مثال سابق کے آسمانوں اور زمین کو وجود بخشنے والا ہے۔" ❹

اور شریعت کی اصطلاح میں اہل علم نے بدعت کی مختلف تعریفیں کی ہیں، جن میں سے بعض تعریفیں بعض کا تتمہ ہیں، چند تعریفیں درج ذیل ہیں:

(۱) شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"دین اسلام میں بدعت ہر اس امر کو کہتے ہیں جسے نہ اللہ تعالیٰ نے مشروع کیا

---

❶ القاموس المحيط، باب عين، فصل دال، ص: ۹۰۶، ولسان العرب ۶/۸، نیز فتاویٰ ابن تيمية، ۴۱۴/۳۵.

❷ معجم المقائيس في اللغة، از ابن فارس، ص : ۱۱۹.

❸ سورة البقرة: ۱۱۷، و سورة الأنعام: ۱۰۱.

❹ الاعتصام، از امام شاطبی، ۴۹/۱، نیز دیکھیے: مفردات الفاظ القرآن، از امام راغب اصفهانی، ماده "بدع"، ص: ۱۱.

Marfat.com

ہو، نہ ہی اللہ کے رسول ﷺ نے، یعنی جس کی کوئی شرعی حیثیت نہ ہو، نہ واجب نہ مستحب۔"[1]

اور بدعت کی دو قسمیں ہیں:

(۱) اقوال وعقائد میں (۲) اعمال وعبادات میں

تاہم یہ دونوں قسمیں ایک دوسرے میں شامل اور متداخل ہیں۔[2]

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر ائمۂ کرام کے نزدیک اعمال دو قسم کے ہوتے ہیں:

(۱) عادات (۲) عبادات

عبادات میں اصل یہ ہے کہ اللہ کی مشروع کردہ عبادات میں کسی قسم کا اضافہ نہ کیا جائے، جبکہ عادات میں اصلہ یہ ہے کہ جن امور سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمادیا ہے ان کے علاوہ کسی بات سے منع نہ کیا جائے۔[3]

نیز فرماتے ہیں:

"بدعت وہ عقائد وعبادات ہیں جو کتاب اللہ، سنت رسول ﷺ اور اجماع امت کے خلاف ہوں، جیسے خوارج، روافض، قدریہ، جہمیہ وغیرہ کے اقوال (باتیں) اسی طرح ان لوگوں کی عبادتیں جنہوں نے مسجدوں میں ناچنے، گانے، ڈاڑھیاں منڈانے اور حشیشہ (بھنگ) پینے کو عبادت سمجھ رکھا ہے، یہ اور اس طرح کی دیگر وہ ساری عبادتیں ان بدعات میں سے ہیں جنہیں کتاب وسنت کے مخالفین عبادت سمجھ کر انجام دیتے ہیں۔ واللہ اعلم[4]

(۲) امام شاطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

---

[1] فتاویٰ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ، ۴/۱۰۷-۱۰۸۔

[2] فتاویٰ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ، ۲۲/۳۰۶.

[3] فتاویٰ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ، ۴/۱۹۶.

[4] فتاویٰ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ، ۱۸/۳۴۶، نیز دیکھئے: فتاویٰ ۳۵/۴۱۴.

Marfat.com

''بدعت دین اسلام میں ایجاد کردہ وہ طریقہ ہے جو بہ ظاہر شریعت کے مشابہ ہو، ❶ جس پر چل کر اللہ کی عبادت میں مبالغہ مقصود ہو۔''

یہ تعریف ان لوگوں کی رائے کے مطابق ہے جو بدعت کو عبادات کے ساتھ خاص کرتے ہوئے عادات کو اس سے خارج سمجھتے ہیں، البتہ عاداتی امور کو بدعت میں شامل سمجھنے والوں کے نزدیک بدعت کی تعریف یوں ہے:

''بدعت دین اسلام میں ایجاد کردہ وہ طریقہ ہے جو بظاہر شریعت کے مشابہ ہو، جس پر چل کر وہی مقصود ہو جو شریعت سے مقصود ہوتا ہے۔'' ❷

پھر امام شاطبی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی دوسری تعریف کی روشنی میں یہ ثابت کیا ہے کہ عادات چونکہ عام امور زندگی سے تعلق رکھتی ہیں، اس لیے ان میں بدعت نہیں ہوتی، البتہ انہیں عبادت سمجھ کر انجام دیے جانے، یا عبادت کے قائم مقام سمجھنے کے سبب ان میں بدعت داخل ہو جاتی ہے۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ امام شاطبی رحمۃ اللہ علیہ نے دونوں تعریفوں کے درمیان تطبیق دی ہے اور جن امور میں تعبد لازمی ہے، ان کی مثال خرید و فروخت، نکاح و طلاق، اجارہ داری اور جرائم و خصومات وغیرہ سے دی ہے، کیونکہ یہ امور کچھ ایسے شرعی شرائط و ضوابط سے مقید ہیں جن میں مکلّف کا کوئی اختیار نہیں۔ ❸

(۳) حافظ ابن رجب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ❹

''بدعت سے مراد وہ نو ایجاد امور ہیں جن کی شریعت میں کوئی اصل نہ ہو۔ رہے وہ امور جن کی اصل شریعت میں موجود ہے تو وہ شرعاً بدعت نہیں کہلائیں گے، گو

---

❶ یعنی بہ ظاہر شریعت کے موافق ہو لیکن حقیقت میں شریعت کے مخالف اور اس سے متصادم ہو، دیکھیے: الإعتصام، از شاطبی، ۱/ ۵۳.

❷ الاعتصام، از امام شاطبی، ۱/ ۵۰۔۵۶.

❸ دیکھیے: الإعتصام، از امام شاطبی، ۲/ ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۹۴.

❹ جامع العلوم والحکم، از ابن رجب رحمۃ اللہ علیہ، ۱۲۸۱۲۷، بہ معمولی تصرف۔

Marfat.com

لغوی اصطلاح میں بدعت ہیں، چنانچہ جس نے بھی کوئی ایسی چیز ایجاد کر کے دین کی طرف منسوب کی جس کی دین میں کوئی اصل نہیں تو وہ گمراہی ہے اور دین اس سے بری ہے، چاہے وہ اعتقادی مسائل ہوں، یا اعمال ہوں، یا اقوال ہوں، خواہ ظاہری ہوں یا باطنی۔''

البتہ سلف صالحین سے جو بعض بدعتوں کے استحسان کی بات منقول ہے تو ان سے لغوی معنی میں بدعت مراد ہے، نہ کہ شرعی اصطلاح میں، چنانچہ اسی قبیل سے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا قول بھی ہے جب انہوں نے رمضان المبارک میں لوگوں کو ایک امام کی اقتدا میں باجماعت تراویح ادا کرنے کے لیے جمع کیا اور پھر لوگوں کو ایک امام کی اقتدا میں باجماعت تراویح ادا کرتے دیکھ کر فرمایا۔

''نِعْمَتِ الْبِدْعَةُ هٰذِهٖ''[1]

''کتنی اچھی بدعت ہے یہ!''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فرمان کا مطلب یہ تھا کہ یہ عمل اس شکل میں اس وقت سے پہلے انجام نہ دیا جاتا تھا، البتہ شریعت میں اس کے اصول و دلائل موجود تھے جن سے یہ مسئلہ مستنبط تھا، علی وجہ المثال چند دلائل حسب ذیل ہیں:

۱: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو قیام رمضان پر ابھارتے اور اس کی رغبت دلاتے تھے، اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مسجد میں مختلف جماعتوں میں اور انفرادی طور پر بھی قیام اللیل ادا کرتے تھے، اور خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی صحابہ کرام کو کئی راتیں باجماعت قیام اللیل پڑھایا، اور پھر اس خوف سے رک گئے کہ کہیں امت پر قیام اللیل (تراویح) فرض نہ ہو جائے، اور لوگ اس کی ادائیگی نہ کر سکیں اور یہ خوف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جاتا رہا۔[2]

---

[1] دیکھئے: صحیح البخاری، کتاب صلاۃ التراویح، باب فضل من قام رمضان ۳۰۸/۲، حدیث: ۲۰۱۰۔

[2] دیکھئے: صحیح البخاری، کتاب صلاۃ التراویح، باب فضل من قام رمضان، ۳۰۹/۲، حدیث: ۲۰۱۲۔

Marfat.com

۲: نبی کریم ﷺ نے اپنے خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی اتباع اور پیروی کا حکم دیا ہے اور یہ عمل خلفائے راشدین کی سنتوں میں سے ہے۔ ❶

بدعت کی دو اقسام ہیں:

۱: بدعت مکفرہ:...... بدعت مکفرہ وہ بدعت ہے جس کا مرتکب دائرۂ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔

۲: بدعت مفسقہ:...... بدعت مفسقہ وہ بدعت ہے جس کا مرتکب دائرۂ اسلام سے خارج نہیں ہوتا۔ ❷

دوسرا مطلب...... قبولیت عمل کی شرطیں:

تقرب الٰہی کی غرض سے کیے گئے کسی بھی عمل کی قبولیت کے لیے دو شرطیں ضروری ہیں:

پہلی شرط:...... وہ عمل خالص اللہ وحدہ لاشریک کی رضا و خوشنودی کے لیے کیا جائے، کیونکہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

"إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ ، وَإِنَّمَا لِكُلِّ امْرِيءٍ مَانَوَى . "❸

''اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے، اور ہر شخص کے لیے وہی کچھ ہے جس کی اس نے نیت کی ہے۔''

دوسری شرط:...... وہ عمل نبی کریم ﷺ کی سنت کے مطابق انجام دیا جائے، جیسا کہ ارشاد نبوی ہے:

"مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ . "❹

---

❶ جامع العلوم والحکم، از ابن رجب، ۲/۱۲۹ بہ معمولی تصرف کے ساتھ۔

❷ دیکھیے: الاعتصام، از امام شاطبی، ۲/۵۱۶۔

❸ متفق علیہ: صحیح البخاری، کتاب بدء الوحی، باب کیف کان بدء الوحی إلی رسول اللہ ﷺ، ۱/۹، حدیث: ۱، و صحیح مسلم، کتاب الإمارۃ، باب قولہ ﷺ: "إنما الأعمال بالنیات"، ۲/۱۵۱۵، حدیث: ۱۹۰۷۔

❹ صحیح مسلم، کتاب الأقضیۃ، باب نقض الأحکام الباطلۃ و رد محدثات الأمور، ۳/۱۳۴۴، حدیث: ۱۷۱۸، متفق علیہ روایت کے الفاظ اس طرح ہیں: "من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد" دیکھیے: بخاری، حدیث: ۲۶۹۷، مسلم، حدیث: ۱۷۱۸۔

Marfat.com

"جس نے کوئی ایسا عمل کیا جس پر ہمارا حکم نہیں تو وہ مردود ہے۔"

چنانچہ صرف وہی اعمال عند اللہ شرف قبولیت سے سرفراز ہو سکتے ہیں جو خالص اللہ کی رضا جوئی کے لیے اور نبی کریم ﷺ کی سنت کے مطابق انجام دیے گئے ہوں، جو عمل اخلاص اور اتباع سنت رسول سے، یا ان دونوں میں سے کسی ایک سے عاری ہو، ایسا عمل مردود اور ناقابل قبول ہے، نیز اللہ عزوجل کے حسب ذیل فرمان میں داخل ہے:

﴿وَقَدِمْنَآ إِلَىٰ مَا عَمِلُوا۟ مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنَٰهُ هَبَآءً مَّنثُورًا ﴿٢٣﴾﴾

(الفرقان: ۲۳)

"انہوں نے جو کچھ بھی اعمال کئے تھے ہم نے ان کی طرف بڑھ کر پراگندہ ذروں کی طرح کر دیا۔"

اور جس کا عمل اخلاص اور اتباع نبوی ﷺ ہر دو سے بہرہ مند ہو، وہ مندرجہ ذیل بشارتوں کا مستحق ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمَنْ أَحْسَنُ دِينًا مِّمَّنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُۥ لِلَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ﴾ (النساء: ۲۵)

"اور بہ حیثیت دین اس شخص سے بہتر کون ہو سکتا ہے جس نے خود کو اللہ کے تابع کر دیا اور وہ نیکوکار بھی ہو۔"

نیز ارشاد ہے:

﴿بَلَىٰ مَنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُۥ لِلَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهُۥٓ أَجْرُهُۥ عِندَ رَبِّهِۦ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿١١٢﴾﴾ (البقرہ: ۱۱۲)

"سنو! جو بھی اپنے آپ کو اخلاص کے ساتھ اللہ کے سامنے جھکا دے، اور وہ نیکوکار (متبع سنت) بھی ہو، تو بلاشبہ اسے اس کا رب بھرپور بدلہ دے گا، اس پر نہ تو کوئی خوف ہوگا نہ ہی آزردگی و اداسی۔"

چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث "إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ......الخ" (اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے......) باطنی اعمال کی کسوٹی ہے، جبکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث

Marfat.com

"مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ" (جس نے کوئی ایسا عمل کیا جس پر ہمارا حکم نہیں تو وہ مردود ہے) ظاہری اعمال کا میزان ہے، اس طرح یہ دونوں حدیثیں دین اسلام کے اصول وفروع، ظاہر وباطن، اور اقوال وافعال کو سمیٹنے والی انتہائی عظیم الشان حدیثیں ہیں۔ ❶

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث پر بڑی عمدہ گفتگو کی ہے، فرماتے ہیں:

> ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان "مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ" (جس کسی نے ہمارے دین میں کوئی ایسی بات ایجاد کی جو اس میں سے نہیں، تو وہ مردود ہے) اور دوسری روایت "مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ" (جس نے کوئی ایسا عمل کیا جس پر ہمارا حکم نہیں تو وہ مردود ہے) اہل عرب کے نزدیک ان دونوں روایتوں میں ''رد'' ''مردود'' کے معنی میں ہے، جس کے معنی باطل اور غیر مقبول کے ہیں۔''

یہ حدیث اسلام کے قواعد میں سے ایک عظیم الشان قاعدہ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جامع کلمات میں سے ہے، نیز دین اسلام میں ایجاد کردہ تمام بدعات ومخترعات کی تردید میں دو ٹوک ہے اور دوسری روایت میں بایں معنی تھوڑی سی زیادتی ہے کہ بسا اوقات کسی سابقہ ایجاد کردہ بدعت پر عمل کرنے والے بعض معاندین پہلی روایت کے پیش نظر اگر یہ حجت قائم کریں کہ ہم نے تو کوئی بدعت ایجاد نہیں کی، تو جواباً اس پر دوسری روایت سے حجت قائم کی جائے جس میں جملہ بدعات کو مردود اور ناقابل قبول قرار دیے جانے کی تصریح ہے، خواہ خود اس پر عمل کرنے والے شخص نے اسے ایجاد کیا ہو، یا اس سے پہلے کسی اور نے ایجاد کیا ہو۔ ❷

---

❶ دیکھئے: بهجة قلوب الأبرار وقرة عيون الأخيار، از علامہ سعدی، ص: ۱۰۔

❷ دیکھئے: صحیح مسلم بشرح امام نووی رحمۃ اللہ علیہ، ۱۴/۲۵۷، نیز المفهم لما أشكل من تلخيص كتاب مسلم، از امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ، ۶/۱۷۱۔

Marfat.com

تیسرا مطلب:...... دین میں بدعت کی مذمت:

بدعت کی مذمت میں قرآن کریم اور سنت رسول ﷺ میں بہ کثرت نصوص وارد ہیں، نیز صحابہ کرام اور تابعین عظام نے بھی بدعتوں پر تنبیہ کی ہے، مختصراً چند نصوص حسب ذیل ہیں:

اولاً:...... بدعت کی مذمت قرآن کریم کی روشنی میں:

۱۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَ اُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ ؕ فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَ ابْتِغَآءَ تَاْوِيْلِهٖ ۚ وَ مَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ ۘ ﴾ (آل عمران: ۷)

''وہ اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے جس نے تم پر کتاب نازل فرمائی، جس میں واضح مستحکم آیتیں ہیں، جو اصل کتاب ہیں، اور بعض متشابہ آیتیں ہیں تو جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہے وہ تو اس کی متشابہ آیتوں کے پیچھے لگ جاتے ہیں، فتنے کی طلب اور ان کی مراد کی جستجو کے لیے، حالانکہ ان کے حقیقی مراد کو سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا۔''

امام شاطبی رحمہ اللہ نے سلف کے کچھ آثار ذکر کیے ہیں، جن سے پتا چلتا ہے کہ یہ آیت کریمہ قرآن کریم میں (لایعنی) بحث و مباحثہ کرنے والوں نیز خوارج اور ان کے موافقین کے بارے میں ہے۔ [1]

۲۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَ اَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۚ وَ لَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ؕ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝۱۵۳ ﴾

(الانعام: ۱۵۳)

---

[1] دیکھئے: الاعتصام، از امام شاطبی، ۱/۷۰-۷۶.

Marfat.com

''اور یہی میری صراط مستقیم ہے، سو اسی پر چلو، اور دوسری راہوں پر مت چلو کہ وہ راہیں تمہیں اللہ کی راہ سے جدا کردیں گی، اس بات کا اللہ تعالیٰ نے تمہیں تاکیدی حکم دیا ہے، تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو۔''

چنانچہ یہی صراط مستقیم اللہ کی وہ راہ ہے جس کی جانب اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو بلایا ہے، اور وہ سنت رسول ﷺ ہے، اور جن مختلف راہوں سے بچنے کی تاکید کی ہے، یہ صراط مستقیم سے منحرف اہل اختلاف وافتراق کی راہیں ہیں جو کہ اہل بدعت ہیں۔ ❶

اس طرح یہ آیت کریمہ اہل بدعت کی جملہ راہوں سے ممانعت کو شامل ہے۔ ❷

۳۔ ارشاد الٰہی ہے:

﴿وَ عَلَى اللّٰهِ قَصْدُ السَّبِيْلِ وَ مِنْهَا جَآىِٕرٌ ؕ وَ لَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝۹﴾ (النحل: ۹)

''اور اللہ تعالیٰ پر سیدھی راہ کا بتا دینا ہے، اور بعض ٹیڑھی راہیں ہیں اور اگر وہ چاہتا تو تم سب کو راہِ راست پر لگا دیتا۔''

﴿قَصْدُ السَّبِيْلِ﴾ (سیدھی راہ) سے مراد حق کی راہ ہے اور بقیہ راہیں حق سے منحرف بدعت وضلالت کی راہیں ہیں۔ ❸

۴۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَ كَانُوْا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِيْ شَيْءٍ ؕ اِنَّمَاۤ اَمْرُهُمْ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ۝۱۵۹﴾ (الانعام: ۱۵۹)

''بے شک جن لوگوں نے اپنے دین کو جدا جدا کردیا اور گروہ گروہ بن گئے، آپ ﷺ کا ان سے کوئی تعلق نہیں، بس ان کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے حوالہ ہے، پھر وہ ان کو ان کا کیا ہوا بتلا دے گا۔''

یہ اس امت کے خواہش پرست، گمراہ اور بدعتی لوگ ہیں۔ ❹

---

❶ دیکھئے: الاعتصام، از امام شاطبی، ۱/۷۶۔ ❷ الاعتصام، از امام شاطبی، ۱/۷۸۔
❸ دیکھئے: الاعتصام، از امام شاطبی، ۱/۷۸۔ ❹ دیکھئے: الاعتصام، از امام شاطبی، ۱/۱۷۹۔

Marfat.com

۵۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَ لَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۝٣١ مِنَ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَ كَانُوا شِيَعًا ۖ كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ ۝٣٢﴾ (الروم: ۳۱-۳۲)

''اور مشرکین میں سے نہ ہو جاؤ، ان لوگوں میں سے جنہوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور خود بھی گروہ گروہ ہو گئے، ہر گروہ اس چیز پر جو اس کے پاس ہے مگن ہے۔''

۶۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝٦٣﴾ (النور: ۶۳)

''سنو جو لوگ حکم رسول ﷺ کی مخالفت کرتے ہیں انہیں ڈرتے رہنا چاہیے کہ کہیں ان پر زبردست آفت نہ آپڑے یا انہیں دردناک عذاب نہ پہنچ جائے۔''

۷۔ نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلَىٰ أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِنْ فَوْقِكُمْ أَوْ مِنْ تَحْتِ أَرْجُلِكُمْ أَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا﴾ (الانعام: ۶۵)

''آپ کہیے کہ اس پر بھی وہی قادر ہے کہ تم پر کوئی عذاب تمہارے اوپر سے بھیج دے یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے، یا کہ تم کو گروہ گروہ کر کے سب کو آپس میں لڑا دے۔''

۸۔ نیز ارشاد فرمایا:

﴿وَلَا يَزَالُونَ مُخْتَلِفِينَ ۝١١٨ إِلَّا مَنْ رَحِمَ رَبُّكَ ۚ﴾ (ھود: ۱۱۸ تا ۱۱۹)

''اور وہ تو برابر اختلاف کرنے والے ہی رہیں گے، ہاں مگر اللہ جس پر رحم فرمائے۔'' واللہ عزوجل اعلم [1]

---

[1] دیکھیے: الاعتصام، از امام شاطبی، ۱/ ۷۰-۹۱۔

Marfat.com

ثانیاً:...... بدعت کی مذمت سنت نبوی کی روشنی میں:

بدعت کی مذمت اور اس سے اجتناب سے متعلق نبی کریم ﷺ سے بہت ساری احادیث وارد ہوئی ہیں، جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

۱: حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے وہ کہتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"مَنْ اَحْدَثَ فِي اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ." ❶

''جس کسی نے ہمارے اس دین میں کوئی ایسی بات ایجاد کی جو اس میں سے نہیں تو وہ مردود ہے۔''

اور صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے:

"مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ." ❷

''جس نے کوئی ایسا عمل کیا جس پر ہمارا حکم نہیں تو وہ مردود ہے۔''

۲: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنے خطبہ میں فرمایا کرتے تھے:

"اَمَّا بَعْدُ! فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَخَيْرُ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ، وَشَرَّ الْأُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا، وَكُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ." ❸

''اما بعد! بے شک سب سے بہتر بات اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اور سب سے بہتر طریقہ محمد ﷺ کا طریقہ ہے، اور سب سے بدترین امور نئی ایجاد کردہ بدعات ہیں اور ہر بدعت گمراہی ہے۔''

۳: نسائی کی روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنے خطبہ جمعہ میں اللہ کی حمد و ثنا بیان کرنے کے بعد ارشاد فرماتے تھے:

---

❶ اس حدیث کی تخریج صفحہ (۵۲) میں گزر چکی ہے۔

❷ اس حدیث کی تخریج صفحہ (۵۲) میں گزر چکی ہے۔

❸ صحيح مسلم، كتاب الجمعة، باب تخفيف الصلاة والخطبة ۵۹۲/۱، حديث: ۸۶۷.

Marfat.com

”مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلا مُضِلَّ لَهُ ، وَمَنْ يُضْلِلْ فَلا هَادِيَ لَهُ ، إِنَّ أَصْدَقَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ ، وَأَحْسَنَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ ، وَشَرَّ الْأُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا ، وَكُلُّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ ، وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ ، وَكُلَّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ . “❶

”جسے اللہ تعالیٰ ہدایت دے دے اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جسے گمراہ کر دے اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں، بے شک سب سے سچی بات اللہ کی کتاب ہے اور سب سے اچھا طریقہ محمد ﷺ کا طریقہ ہے اور بدترین امور نئی ایجاد کردہ چیزیں ہیں ہر نئی چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ ہر گمراہی جہنم میں لے جانے والی ہے۔“

۴: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

”مَنْ دَعَا إِلٰى هُدًى كَانَ لَهُ مِنَ الْأَجْرِ مِثْلَ أُجُوْرِ مَنْ تَبِعَهُ ، لَا يُنْقَصُ ذٰلِكَ مِنْ أُجُوْرِهِمْ شَيْئًا ، وَمَنْ دَعَا إِلٰى ضَلَالَةٍ كَانَ عَلَيْهِ مِنَ الْإِثْمِ مِثْلَ آثَامِ مَنْ تَبِعَهُ ، لَا يُنْقَصُ ذٰلِكَ مِنْ آثَامِهِمْ شَيْئًا . “❷

جس نے کسی کو ہدایت کی بات کی طرف دعوت دی تو اسے اسی طرح اجر وثواب ملے گا جس طرح اس پر عمل کرنے والے کو ملے گا، لیکن ان کے اجر وثواب میں کسی طرح کی کمی واقع نہ ہوگی۔ اور جس نے کسی گمراہی کی بات کی طرف بلایا اسے اتنا ہی گناہ ملے گا جتنا اس گمراہی پر عمل کرنے والے کو ملے گا، لیکن ان کے گناہوں میں کسی طرح کی کمی واقع نہ ہوگی۔“

---

❶ اس حدیث کی اصل صحیح مسلم کی مذکورہ حدیث میں ہے، ان الفاظ کے ساتھ سنن نسائی میں ہے، دیکھئے: کتاب صلاة العيدين، باب كيف الخطبة، ۳/۱۸۸، حديث: ۱۵۷۸.

❷ صحيح مسلم، كتاب العلم باب من سنة حسنة أو سيئة، ومن دعا إلى هدى أو ضلالة ۴/۲۰۶۰، حديث: ۲۶۷۴.

Marfat.com

۵: حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهُ أَجْرُهَا وَأَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا بَعْدَهُ، مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْءٌ، وَمَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً سَيِّئَةً كَانَ عَلَيْهِ وِزْرُهَا وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهِ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أَوْزَارِهِمْ شَيْءٌ.)) [1]

"جس نے اسلام میں کوئی اچھا طریقہ شروع کیا تو اسے اس کا اجر ملے گا اور ان لوگوں کا اجر بھی جو اس کے بعد اس پر عمل کریں گے، لیکن خود ان کے اجر میں کوئی کمی نہ ہوگی۔ اور جس نے اسلام میں کوئی برا طریقہ شروع کیا تو اس پر اس کا گناہ ہوگا اور ان لوگوں کا گناہ بھی جنہوں نے اس پر عمل کیا، لیکن خود ان کے گناہ میں کوئی کمی نہ ہوگی۔"

۶: حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک انتہائی بلیغ نصیحت فرمائی جس سے دل دہل گئے، آنکھیں اشکبار ہوگئیں تو ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم، گویا یہ رخصت کرنے والے کی نصیحت ہے، لہٰذا آپ ہمیں وصیت فرمایئے، آپ نے فرمایا:

((أُوصِيكُمْ بِتَقْوَى اللّٰهِ، وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ، وَإِنْ تَأَمَّرَ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ، فَإِنَّهُ مَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ بَعْدِي فَسَيَرَى اخْتِلَافًا كَثِيرًا، فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ عَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ، وَإِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْأُمُورِ، فَإِنَّ كُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ.)) [2]

---

[1] صحيح مسلم، كتاب الزكاة، باب الحث على الصدقة ولو بشق تمرة، ۲/۷۰۵، حديث: ۱۰۱۷.

[2] ابوداؤد كتاب السنة، باب في لزوم السنة، ۴/۲۰۱، حديث: ۴۷۰۷، وترمذی، كتاب العلم، باب ما جاء في الأخذ بالسنة واجتناب البدع، ۵/۴۴، حديث: ۲۶۷۶، امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: "هذا حديث حسن صحيح" یہ حدیث حسن صحیح ہے، وابن ماجه، في المقدمة باب اتباع سنة الخلفاء الراشدين المهديين ۱/۱۵-۱۶، حديث: ۴۲، ۴۳، ۴۴، ومسند احمد، ۴/۴۶-۴۷.

Marfat.com

''میں تمہیں اللہ کے تقویٰ اور سمع و طاعت کی وصیت کرتا ہوں اگر چہ غلام ہی تمہارا امیر کیوں نہ ہو، کیونکہ تم میں سے جو میرے بعد زندہ رہے گا وہ بہت زیادہ اختلافات دیکھے گا، لہٰذا تم میری سنت اور ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت کو لازم پکڑو، اسے مضبوطی سے تھام لو اور اسے دانتوں سے خوب اچھی طرح جکڑ لو، اور اپنے آپ کو نئی ایجاد شدہ باتوں (بدعات) سے بچاؤ، اس لیے کہ ہر بدعت گمراہی ہے۔''

۷: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں: لوگ رسول اللہ ﷺ سے خیر (بھلائی و نیکی) کے متعلق پوچھا کرتے تھے اور میں آپ سے شر (برائی و گناہ کے کام) کے بارے میں پوچھتا تھا تاکہ ان میں واقع سے بچوں، چنانچہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم جاہلیت اور شر میں مبتلا تھے کہ اللہ نے ہمیں اس خیر (نعمت اسلام) سے سرفراز فرمایا، تو کیا اس خیر کے بعد بھی کوئی شر ہے؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں''، میں نے کہا: کیا اس شر کے بعد پھر کوئی خیر ہوگی؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں، لیکن اس میں کدورت اور خرابیاں ہوں گی'' (یعنی وہ خالص خیر نہ ہوگا) میں نے عرض کیا: وہ خرابیاں کیا ہوں گی؟ آپ نے فرمایا: "قَوْمٌ يَسْتَنُّوْنَ بِغَيْرِ سُنَّتِيْ، وَيَهْدُوْنَ بِغَيْرِ هَدْيِيْ، تَعْرِفُ مِنْهُمْ وَتُنْكِرُ" ''کچھ ایسے لوگ ہوں گے جو میری سنت کے علاوہ دوسرے راستے پر چلیں گے، اور میری راہ کے علاوہ دوسرے ذریعہ سے لوگوں کی رہنمائی کریں گے، ان کی بعض باتیں معروف (صحیح) ہوں گی اور بعض منکر (غلط)''، میں نے عرض کیا: کیا اس خیر کے بعد پھر کوئی شر ہوگا؟ فرمایا: "نَعَمْ، دُعَاةٌ عَلٰى أَبْوَابِ جَهَنَّمَ مَنْ أَجَابَهُمْ إِلَيْهَا قَذَفُوْهُ فِيْهَا" ''ہاں، کچھ لوگ جہنم کے دروازہ پر بیٹھے آواز لگا رہے ہوں گے، جو ان کی بات مان لے گا وہ اسے جہنم میں دھکیل دیں گے''۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ ان کے اوصاف بتا دیجیے! آپ نے فرمایا: "نَعَمْ، قَوْمٌ مِنْ جِلْدَتِنَا وَيَتَكَلَّمُوْنَ

Marfat.com

بِـأَلْسِـنَتِـنَا"، "ہاں، وہ ہماری طرح کے لوگ ہوں گے اور ہماری زبان بولیں گے۔"
میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! اگر میں ان سے دوچار ہوں (میں انھیں پالو) تو کیا کروں؟ آپ نے فرمایا: "تَـلْـزِمْ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِيْنَ، وَإِمَامَهُمْ"، "مسلمانوں کی جماعت اور ان کے امام کو لازم پکڑو"، میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول، اگر مسلمانوں کی کوئی جماعت اور ان کا کوئی امام ہی نہ ہو تو کیا کروں؟ فرمایا: "فَـاعْتَـزِلْ تِـلْكَ الْفِرَقَ كُلَّهَا، وَلَوْ أَنْ تَعُضَّ عَلٰى أَصْلِ شَجَرَةٍ حَتّٰى يُـدْرِكَكَ الْـمَـوْتُ وَأَنْتَ عَلٰى ذٰلِكَ"، "ان تمام فرقوں سے کنارہ کش ہو جاؤ، چاہے مرتے دم تک کسی درخت کی جڑ کیوں نہ چبانا پڑے۔" ❶

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"نبی کریم ﷺ کے فرمان "يَهْدُوْنَ بِغَيْرِ هَدْيِيْ" (میری راہ کے علاوہ کے ذریعہ لوگوں کی رہنمائی کریں گے) میں "هـــدي" سے مراد سیرت اور طریقہ ہے، نیز "دُعَاةُ عَـلَـى أَبْوَابِ جَهَنَّمَ مَنْ أَجَابَهُمْ إِلَيْهَا قَذَفُوْهُ فِيْهَا" (کچھ لوگ جہنم کے دروازے پر بیٹھے آواز لگا رہے ہوں گے، جو ان کی بات مان لے گا وہ اسے جہنم میں دھکیل دیں گے) سے مراد اہلِ علم کے نزدیک وہ امراء ہیں جو بدعت یا کسی اور ضلالت کی طرف لوگوں کو دعوت دیتے تھے جیسا کہ خوارج، قرامطہ اور فتنہ پروروں کا حال تھا۔" ❷

٨: حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی حدیث میں نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:
"أَمَّا بَعْدُ: أَلَا أَيُّهَـا الـنَّـاسُ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ يُوْشِكُ أَنْ يَأْتِيَ رَسُوْلُ

---

❶ متفق علیہ: صحيح البخاری، كتاب الفتن، باب كيف الأمر إذا لم تكن جماعة، ١١٩/٨، حديث: ٧٠٨٤، ومسلم كتاب الإمارة، باب وجوب ملازمة جماعة المسلمين عند ظهور الفتن وفي كل حال، وتحريم الخروج على الطاعة، ومفارقة الجماعة، ١٤٧٥/٣، حديث: ١٨٤٧.

❷ صحيح مسلم بشرح نووی، ٤٧٩/١٢.

Marfat.com

رَبِّـي فَـأُجِيْبُ ، وَأَنَا تَارِكٌ فِيكُمْ ثَقَلَيْنِ: أَوَّلُهُمَا كِتَابُ اللّٰهِ ، فِيْهِ الْهُـدٰى وَالـنُّـوْرُ ، (هُـوَ حَبْـلُ الـلّٰهِ الْمَتِيْنِ مَنْ أَتْبَعَهُ كَانَ عَلَى الْهُـدٰى ، وَمَـنْ تَرَكَهُ كَانَ عَلَى الضَّلَالَةِ) فَخُذُوْا بِكِتَابِ اللّٰهِ ، وَاسْتَمْسَكُوْا بِهِ . "❶

''امابعد! لوگوسنو! میں ایک انسان ہوں، ہوسکتا ہے اللہ کا قاصد (ملک الموت) آئے اور میں اس کی بات پر لبیک کہہ دوں۔ اور میں تمہارے درمیان دو ٹھوس بنیادیں چھوڑ کر جارہا ہوں، ایک اللہ کی کتاب (قرآن مجید) ہے جس میں ہدایت اور نور ہے اور وہ اللہ کی ایسی رسی ہے کہ جس نے اسے پکڑا وہ راہ یاب ہے اور جس نے اسے چھوڑ دیا وہ گمراہ ہے، لہٰذا اللہ کی کتاب کو لے لو اور اسے ہی حرز جاں سمجھو۔''

اس حدیث میں اللہ کے رسول ﷺ نے کتاب اللہ کے التزام پر ابھارا ہے اور اس کی ترغیب دی ہے۔

:9 حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((يَـكُـوْنُ فِـي آخِـرِ الـزَّمَـانِ دَجَّـالُوْنَ كَذَّابُوْنَ ، يَأْتُوْنَكُمْ مِنَ الْأَحَـادِيْـثِ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوْا أَنْتُمْ وَلَا آبَاؤُكُمْ ، فَإِيَّاكُمْ وَإِيَّاهُمْ ، لَا يُضِلُّوْنَكُمْ وَلَا يَفْتِنُوْنَكُمْ . "❷

''آخری زمانہ میں کچھ دجال اور جھوٹے لوگ پیدا ہوں گے جو تمہارے پاس ایسی ایسی حدیثیں لائیں گے جنہیں تم نے اور تمہارے آباء و اجداد کسی نے نہ سنی ہوں گی، تو خبردار! ان سے بچنا، دیکھنا یہ تمہیں گمراہی اور فتنے میں نہ ڈال دیں۔''

---

❶ صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب فضائل علي بن أبي طالب رضي الله عنه، ١٨٧٣/٣، حديث: ٢٤٠٨.

❷ صحيح مسلم، المقدمة، باب النهي عن الرواية عن الضعفاء والاحتياط في تحملها، ١٢/١، حديث: ٦، ٧، وابن في ماجاء في البدع، ص: ٦٧، نمبر: ٦٥.

Marfat.com

ثالثاً:...... بدعات کے سلسلہ میں صحابہ رضی اللہ عنہم کے چند اقوال:

۱: علامہ ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند سے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''لوگو! میں متبع سنت ہوں، بدعتی نہیں ہوں، لہٰذا اگر درست کروں تو میری مدد کرو، اور اگر انحراف کروں تو میری اصلاح کرو۔''❶

۲: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''اصحاب الرائے (بدعتیوں) سے بچو کیونکہ یہ سنتوں کے دشمن ہیں، ان سے حدیثیں نہ یاد ہوسکیں تو انہوں نے اپنی من مانی (جو دل میں آیا) کہنا شروع کر دیا، خود بھی گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی گمراہ کیا۔''❷

۳: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''(سنت کی) اتباع کرو، بدعت نہ ایجاد کرو، سنت ہی تمہارے لیے کافی ہے، ہر بدعت گمراہی ہے۔''❸

رابعاً:...... بدعت کے سلسلہ میں تابعین و تبع تابعین رحمۃ اللہ علیہ کے چند اقوال:

۱: حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شخص کے پاس ایک خط میں لکھا:

''امابعد! میں تمہیں اللہ کے تقویٰ، اس کے معاملہ میں اعتدال کی راہ اپنانے، اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی اتباع کرنے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی

---

❶ الطبقات الکبری، از ابن سعد، ۱۳۶/۳.

❷ شرح أصول اعتقاد اهل السنة والجماعة، از لالکائی، ۱۳۹/۱، نمبر: ۲۰۱، وسنن الدارمی، ۴۷/۱، اثر نمبر ۱۲۱، وجامع بیان العلم وفضله، از ابن عبد البر، ۱۰۴۱/۲، نمبر: ۲۰۰۱، ۲۰۰۲ و ۲۰۰۵.

❸ في ما جاء في البدع، از ابن وضاح، ص: ۴۳، نمبر: ۱۴، ۱۲، والمعجم الکبیر، از امام طبرانی، ۱۵۴/۹، حدیث: ۸۷۷۰، امام ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ ''مجمع الزوائد'' (۱۸۱/۱) میں فرماتے ہیں: ''اس حدیث کے راویان صحیح بخاری کے ہیں''، نیز، شرح اصول اعتقاد أهل السنة والجماعة، از لالکائی، ۹۶/۱، حدیث: ۱۰۲ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی دیگر آثار کے لیے دیکھئے: في ما جاء في البدع، از ابن وضاح، ص: ۴۵، ومجمع الزوائد، از امام ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ، ۱۸۱/۱.

Marfat.com

سنت کے بعد جو کچھ بدعتیوں نے ایجاد کر رکھا ہے اسے ترک کرنے کی وصیت کرتا ہوں۔'' ❶

۲: حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''نہ کوئی قول بغیر عمل کے صحیح ہو سکتا ہے، نہ کوئی قول اور عمل بغیر نیت کے اور نہ ہی کوئی قول، عمل اور نیت بغیر سنت کے۔'' ❷

۳: امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''اہل کلام (اہل بدعت کی ایک قسم) کے بارے میں میرا فیصلہ یہ ہے کہ کھجور کی شاخ سے ان کی پٹائی کی جائے، انہیں اونٹ پر سوار کر کے علاقوں اور قبیلوں میں گھمایا جائے اور اعلان کیا جائے کہ یہ کتاب اللہ اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر علم کلام سے جڑ جانے کا انجام ہے۔'' ❸

۴: امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''جس نے دینِ اسلام میں کوئی بدعت اچھی سمجھ کر ایجاد کی تو گویا اس نے یہ سوچا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تبلیغ رسالت میں خیانت کی، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ﴾ (المائدہ: ۳) ''آج میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کی تکمیل کر دی۔'' چنانچہ جو چیز اس وقت (عہد رسالت میں) دین نہ تھی آج دین نہیں بن سکتی۔'' ❹

۵: امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

---

❶ سنن ابي داؤد، كتاب السنة، باب لزوم السنة، ٢٠٣/٤، حديث: ٤٦١٢ نیز دیکھئے: صحيح سنن ابوداؤد، از علامہ البانی رحمۃ اللہ علیہ، ٨٧٣/٣.

❷ شرح أصول اعتقاد أهل السنة والجماعة، از لالکائی، ٦٣/١، حديث: ١٨.

❸ اس کی تخریج ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے ''الحلیلة'' میں کی ہے، ١١٦/٩.

❹ الاعتصام، از امام شاطبی، ٦٥/١.

Marfat.com

''سنت کے اصول ہمارے نزدیک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عقیدہ منہج کو لازم پکڑنا، بدعات سے اجتناب کرنا کہ ہر بدعت گمراہی ہے، جھگڑے اور بے جا مباحثات سے دور رہنا اور اہل بدعت کی ہم نشینی سے احتراز کرنا، نیز دین میں اختلاف اور جنگ و جدال سے بچنا ہے۔''❶

خامساً:...... بدعات درج ذیل وجوہات کی بنا پر مذموم ہیں:

ا: تجربات سے معلوم ہوا ہے کہ وحی الٰہی کے بغیر انسانی عقلیں اپنی مصلحتوں کا ادراک نہیں کرسکتیں اور بدعات کی ایجاد اس مصلحت کے منافی ہے۔

۲: شریعت اسلامیہ کامل و مکمل ہے، اس میں کسی قسم کی کمی و بیشی کی کوئی گنجائش نہیں۔

۳: بدعتی شریعت اسلامیہ کا معاند اور اس کا مخالف ہوتا ہے۔

۴: بدعتی خواہش پرست ہوتا ہے کیونکہ عقل اگر پابند سنت نہ ہو تو خواہش پرستی کے سوا اس کے لیے کوئی چارہ نہیں۔

۵: بدعتی اپنے آپ کو شارع کے مرتبہ میں سمجھتا ہے، کیونکہ شارع ہی نے شریعت بنائی ہے اور اہل ایمان کو اس کے مطابق عمل کرنے کا مکلّف بنایا ہے۔❷

چوتھا مطلب:...... بدعات کے اسباب:

بدعات کے پنپنے اور پھیلنے کے مختلف اسباب ہیں، چند اسباب درج ذیل ہیں:❸

ا۔ جہالت:...... اور یہ سب سے بڑی بلا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَ لَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ؕ اِنَّ السَّمْعَ وَ الْبَصَرَ وَ الْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْـُٔوْلًا ۝۳۶﴾ (الاسراء: ۳۶)

''اور جس چیز کا تمہیں علم نہ ہو اس کے پیچھے نہ پڑو! کیونکہ کان، آنکھ اور دل ان

---

❶ شرح اصول اعتقاد اهل السنة والجماعة، از لالکائی، ۱/ ۱۷۶.

❷ دیکھیے: الاعتصام، از امام شاطبی رحمہ اللہ، ۱/ ۶۱۔۷۰.

❸ ان میں سے اکثر اسباب کے لیے دیکھیے: الاعتصام، از امام شاطبی رحمہ اللہ، ۱/ ۲۸۷۔۳۶۵۔

Marfat.com

میں سے ہر ایک سے پوچھ گچھ کی جانے والی ہے۔''

دوسری جگہ فرمایا:

﴿قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَاَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝۳۳﴾ (الاعراف: ۳۳)

''آپ فرمایئے کہ میرے رب نے خفیہ وعلانیہ فواحش، ہر طرح کے گناہ اور ناحق کسی پر ظلم کرنے کو اور اس بات کو حرام قرار دیا ہے کہ تم اللہ کے ساتھ کسی ایسی چیز کو شریک ٹھہراؤ جس کی اللہ نے کوئی سند نہیں نازل کی اور اس بات کو کہ تم لوگ اللہ کے ذمہ ایسی بات لگا دو جس کو تم نہیں جانتے۔''

نیز حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

''اِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْتَزِعُ الْعِلْمَ مِنَ النَّاسِ اِنْتِزَاعًا، وَلٰكِنْ يَقْبِضُ الْعُلَمَاءَ فَيَرْفَعُ الْعِلْمَ مَعَهُمْ، وَيَبْقٰى فِي النَّاسِ رُؤُوْسًا جُهَّالًا يُفْتُوْنَ بِغَيْرِ عِلْمٍ فَيَضِلُّوْنَ وَيُضِلُّوْنَ .''[1]

''اللہ تعالیٰ لوگوں کے درمیان سے علم یونہی کھینچ کر نہ لے جائے گا، بلکہ علماء کو وفات دے کر اٹھا لے گا تو ان کے ساتھ علم بھی اُٹھ جائے گا، اور لوگوں میں صرف جاہل رؤسا کو باقی چھوڑے گا، جو بغیر علم کے فتوے دیں گے تو خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔''

۲۔ خواہشات نفس کی اتباع:...... یہ بھی لوگوں کو بدعات اور خواہش پرستی میں ڈالنے والے

---

[1] متفق عليه: البخاري، كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة، باب ما يذكر من ذم الرأي وتكلف القياس، ۱۸۷/۸، حديث: (۷۳۰۷)، ومسلم، كتاب العلم، باب رفع العلم وقبضه وظهور الجهل والفتن آخر الزمان، ۲۰۵۸/٤، حديث: ۲٦۷۳.

Marfat.com

خطرناک اسباب میں سے ایک سبب ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ يٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِي الْاَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَ لَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَضِلُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌۢ بِمَا نَسُوْا يَوْمَ الْحِسَابِ ﴿۲۶﴾ ﴾ (ص: ۲۶)

''اے داؤد! ہم نے تمہیں زمین میں خلیفہ بنادیا تو تم لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کرو اور اپنی نفسانی خواہشات کی پیروی نہ کرو وہ تمہیں اللہ کی راہ سے بھٹکا دے گی، یقیناً جو لوگ اللہ کی راہ سے بھٹک جاتے ہیں ان کے لیے سخت عذاب ہے اس لیے کہ انہوں نے حساب کے دن کو بھلا دیا ہے۔''

اور ارشاد ہے:

﴿ وَ لَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَ اتَّبَعَ هَوٰىهُ وَ كَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ﴿۲۸﴾ ﴾ (الکھف: ۲۸)

''اور آپ اس کی اطاعت نہ کیجئے جس کے دل کو ہم نے اپنے ذکر سے غافل کردیا ہے، اور وہ اپنے خواہشات نفسانی کا پیروکار ہے اور اس کا کام حد سے گزر چکا ہے۔''

اور فرمایا:

﴿ اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ وَ اَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ وَّ خَتَمَ عَلٰى سَمْعِهٖ وَ قَلْبِهٖ وَ جَعَلَ عَلٰى بَصَرِهٖ غِشٰوَةً ؕ فَمَنْ يَّهْدِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ اللّٰهِ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۳﴾ ﴾ (الجاثیۃ: ۲۳)

''کیا آپ نے اسے بھی دیکھا جس نے اپنی خواہش نفس کو اپنا معبود بنا رکھا ہے، اور باوجود سمجھ بوجھ کے اللہ نے اسے گمراہ کردیا ہے اور اس کے کان اور دل پر مہر

Marfat.com

لگا دی ہے اور اس کی آنکھ پر بھی پردہ ڈال دیا ہے، اب ایسے شخص کو اللہ کے سوا کون ہدایت دے سکتا ہے، کیا اب بھی تم نصیحت نہیں پکڑتے!''

اور فرمایا:

﴿ مَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوٰىهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللّٰهِ ﴾ (القصص : ۵۰)

''اور اس سے بڑا گمراہ اور کون ہوسکتا ہے جو اللہ کی ہدایت کو چھوڑ کر اپنی خواہش کے پیچھے پڑا ہوا ہو۔''

اور فرمایا:

﴿ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَ مَا تَهْوَى الْاَنْفُسُ ۚ وَ لَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنْ رَّبِّهِمُ الْهُدٰى ﴿۲۳﴾ ﴾ (النجم : ۲۳)

''یہ لوگ تو صرف اٹکل پچو اور اپنی خواہش نفس کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں اور یقیناً ان کے پاس ان کے رب کی طرف سے ہدایت آ چکی ہے۔''

۳۔ شبہات میں پڑنا:...... اہل بدعت شبہات میں پڑنے کے سبب بھی بدعات کے شکار ہوتے ہیں، اللہ کا ارشاد ہے:

﴿ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَ اُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ ؕ فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَ ابْتِغَآءَ تَاْوِيْلِهٖ ۚ وَ مَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ ۘ وَ الرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ ۙ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۚ وَ مَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۷﴾ ﴾ (آل عمران : ۷)

''وہ اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے جس نے تم پر کتاب نازل فرمائی جس میں واضح مستحکم آیتیں ہیں، جو اصل کتاب ہیں اور بعض متشابہ آیتیں ہیں، تو جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہے وہ تو اس کی متشابہ آیتوں کے پیچھے لگ جاتے ہیں، فتنے کی طلب اور ان کی مراد کی جستجو کے لیے، حالانکہ ان کے حقیقی مراد کو سوائے اللہ تعالیٰ

Marfat.com

کے کوئی نہیں جانتا۔ اور پختہ ومضبوط علم والے یہی کہتے ہیں کہ ہم تو ان پر ایمان لا چکے، ساری آیتیں ہمارے رب ہی کی طرف سے ہیں اور نصیحت تو صرف عقل والے ہی حاصل کرتے ہیں۔''

۴۔ نری عقل پر اعتماد کرنا:...... چنانچہ جو شخص قرآن وسنت یا ان دونوں میں سے کسی ایک کو چھوڑ کر صرف عقل پر اعتماد کرتا ہے وہ گمراہی کے دلدل میں جا پھنستا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۗ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ ﴾ (الحشر: ۷)

''اور تمہیں جو کچھ رسول دیں اسے لے لو اور جس سے روکیں رک جاؤ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو، یقیناً اللہ تعالیٰ سخت عذاب دینے والا ہے۔''

نیز ارشاد ہے:

﴿ وَ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّ لَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ۭ وَ مَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ۝ ﴾ (الاحزاب: ۳۶)

''اور کسی مومن مرد اور مومنہ عورت کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے فیصلے کے بعد اپنے کسی امر کا کوئی اختیار باقی نہیں رہتا۔ یاد رکھو! اللہ اور اس کے رسول کی جو بھی نافرمانی کرے گا وہ صریح گمراہی میں پڑے گا۔''

۵۔ تقلید اور تعصب:...... کیونکہ اکثر اہل بدعت اپنے آباء واجداد اور پیران ومشائخ کی تقلید کرتے ہیں اور دوسروں کے مذاہب کے ساتھ تعصب رکھتے ہیں، (ایسے لوگوں کے بارے میں) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ۭ ﴾ (البقرہ: ۱۷۰)

Marfat.com

''اور ان سے جب بھی کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اتاری ہوئی کتاب کی تابع داری کرو تو جواب دیتے ہیں کہ ہم تو اس طریقہ کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادوں کو پایا۔''

اور فرمایا:

﴿بَلْ قَالُوْٓا اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿٢٢﴾﴾ (الزخرف: ٢٢)

''بلکہ یہ تو کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک مذہب پر پایا اور ہم انہی کے نقش قدم پر چل کر راہ یافتہ ہیں۔''

اہل بدعت کے لیے ان کے اعمال مزین و آراستہ کر دیے گئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اَفَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ فَرَاٰهُ حَسَنًا ۭ فَاِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَاۗءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ ڮ فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسَرٰتٍ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ﴿٨﴾﴾ (فاطر: ٨)

''تو کیا وہ شخص جس کے لیے اس کے برے اعمال خوش نما کر دیے گئے ہیں تو وہ انہیں اچھا سمجھتا ہے! یقیناً اللہ تعالیٰ جسے چاہے گمراہ کرتا ہے اور جسے چاہے راہِ راست دکھاتا ہے۔ (اے پیغمبر!) آپ کو ان پر غم کھا کھا کر اپنی جان ہلاکت میں نہیں ڈالنی چاہیے، یہ جو کچھ کر رہے ہیں اس سے اللہ تعالیٰ بخوبی واقف ہے۔''

اور اللہ تعالیٰ نے اہلِ بدعت اور نفس پرستوں کا نقشہ کھینچتے ہوئے فرمایا:

﴿يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُوْلُوْنَ يٰلَيْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰهَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا ﴿٦٦﴾ وَقَالُوْا رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَاۗءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا ﴿٦٧﴾ رَبَّنَآ اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا ﴿٦٨﴾﴾ (الاحزاب: ٦٦ تا ٦٨)

Marfat.com

''اس دن ان کے چہرے جہنم میں اُلٹ پلٹ کیے جائیں گے (حسرت و افسوس سے) کہیں گے کہ کاش ہم اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کی اطاعت کیے ہوتے۔ اور کہیں گے اے ہمارے رب! ہم نے اپنے سرداروں اور اپنے بڑوں کی باتیں مانی جنہوں نے ہمیں راہِ راست سے بھٹکا دیا، پروردگار! تو انہیں دُگنا عذاب دے اور ان پر خوب لعنت نازل فرما۔''

۶۔ بُرے لوگوں کی ہم نشینی اور ان سے میل جول..... بدعتوں میں پڑنے اور لوگوں میں بدعات کی ترویج اور نشر و اشاعت کے اسباب میں سے ایک سبب یہ بھی ہے، اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ اہلِ سوء کی ہم نشینی اختیار کرنے والا ندامت کا شکار ہوتا ہے، ارشاد ہے:

﴿وَ يَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا ﴿٢٧﴾ يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِيْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا ﴿٢٨﴾ لَقَدْ اَضَلَّنِيْ عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ اِذْ جَآءَنِيْ ؕ وَ كَانَ الشَّيْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا ﴿٢٩﴾﴾ (الفرقان: ٢٧تا٢٩)

''اور اس دن ظالم شخص اپنے ہاتھ کو چبا چبا کر کہے گا ہائے کاش کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی راہ اختیار کی ہوتی، ہائے افسوس کاش میں نے فلاں کو دوست نہ بنایا ہوتا، اس نے تو مجھے میرے پاس نصیحت آجانے کے بعد گمراہ کر دیا اور شیطان تو انسان کو دغا دینے والا ہے۔''

اور فرمایا:

﴿وَاِذَا رَاَيْتَ الَّذِيْنَ يَخُوْضُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ ؕ وَاِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٦٨﴾﴾ (الانعام: ٦٨)

''اور جب آپ ان لوگوں کو دیکھیں جو ہماری آیتوں میں عیب جوئی کر رہے ہیں تو ان سے کنارہ کش ہو جائیں یہاں تک کہ وہ کسی اور بات میں لگ جائیں۔ اور اگر آپ کو

Marfat.com

شیطان بھلا دے تو یاد آنے کے بعد پھر ایسے ظالموں کے ساتھ مت بیٹھیں۔"

نیز فرمایا:

﴿وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَاُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖٓ ۖ اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْكٰفِرِيْنَ فِيْ جَهَنَّمَ جَمِيْعَۨا ﴿١٤٠﴾﴾ (النساء: ١٤٠)

"اور اللہ تعالیٰ تمہارے پاس اپنی کتاب میں یہ حکم اتار چکا ہے کہ تم جب کسی مجلس والوں کو اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا کفر کرتے اور مذاق اڑاتے ہوئے سنو تو اس مجمع میں ان کے ساتھ نہ بیٹھو جب تک کہ وہ اس کے علاوہ اور باتیں نہ کرنے لگیں، ورنہ تم بھی اس وقت انہی جیسے ہو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ تمام کافروں اور منافقوں کو جہنم میں جمع کرنے والا ہے۔"

اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"إِنَّمَا مَثَلُ الْجَلِيْسِ الصَّالِحِ وَالْجَلِيْسِ السُّوْءِ كَحَامِلِ الْمِسْكِ وَنَافِخِ الْكِيْرِ، فَحَامِلُ الْمِسْكِ إِمَّا أَنْ يَحْذِيَكَ وَإِمَّا أَنْ تَبْتَاعَ مِنْهُ، وَإِمَّا أَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِيْحًا طَيِّبَةً، وَنَافِخُ الْكِيْرِ إِمَّا أَنْ يَحْرِقَ ثِيَابَكَ وَإِمَّا أَنْ تَجِدَ رِيْحًا خَبِيْثَةً." [1]

"نیک ہم نشین اور بُرے ہم نشین کی مثال مشک فروش اور آگ کی بھٹی دھونکنے والے کی سی ہے۔ مشک فروش یا تو آپ کو مشک ہدیہ میں دے دے گا یا آپ اس سے خرید لیں گے، یا کم از کم تمہیں اس سے پاکیزہ خوشبو ضرور ملے گی اور

---

[1] متفق عليه: صحيح البخاري: كتاب الذبائح والصيد، باب السمك، ٦/٢٨٧، حديث: ٥٥٣٤، ومسلم، كتاب البر والصلة، باب استحباب مجالسة الصالحين...... ٤/٢٠٢٦، حديث: ٢٦٢٨، بروایت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ۔

Marfat.com

بھٹی دھونکنے والا یا تو تمہارے کپڑے جلا دے گا یا کم از کم تمہیں اس سے بدبو ملے گی۔''

(۷) علماء کی خاموشی اور کتمانِ علم:...... یہ بھی لوگوں میں بدعات اور فساد کے پھیلنے کا ایک سبب ہے، ارشادِ الٰہی ہے:

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یَكْتُمُوْنَ مَاۤ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَیِّنٰتِ وَ الْهُدٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا بَیَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِی الْكِتٰبِۙ اُولٰٓىٕكَ یَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَ یَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ ۝۱۵۹ اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا وَ اَصْلَحُوْا وَ بَیَّنُوْا فَاُولٰٓىٕكَ اَتُوْبُ عَلَیْهِمْۚ وَ اَنَا التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ۝۱۶۰﴾ (البقرة: ۱۵۹ تا ۱۶۰)

''جو لوگ ہماری اتاری ہوئی دلیلوں اور ہدایت کو چھپاتے ہیں باوجود اس کے کہ ہم اسے اپنی کتاب میں لوگوں کے لیے بیان کر چکے ہیں، ان لوگوں پر اللہ تعالیٰ اور تمام لعنت کرنے والے لعنت کرتے ہیں۔ مگر وہ لوگ جو توبہ کرلیں اور اصلاح کرلیں اور بیان کردیں (اپنے گناہ کا اقرار کرلیں) تو میں ان کی توبہ قبول کرلیتا ہوں اور میں توبہ قبول کرنے والا اور رحم و کرم کرنے والا ہوں۔''

اور فرمایا:

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یَكْتُمُوْنَ مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَ یَشْتَرُوْنَ بِهٖ ثَمَنًا قَلِیْلًاۙ اُولٰٓىٕكَ مَا یَاْكُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِهِمْ اِلَّا النَّارَ وَ لَا یُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَ لَا یُزَكِّیْهِمْۖۚ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝۱۷۴﴾

(البقره: ۱۷۴)

''بے شک جو اللہ تعالیٰ کی اتاری ہوئی کتاب چھپاتے ہیں اور اسے تھوڑی تھوڑی سی قیمت پر بیچتے ہیں، یقین مانو کہ یہ اپنے پیٹوں میں آگ بھر رہے ہیں۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان سے بات بھی نہ کرے گا نہ انہیں پاک کرے گا، بلکہ ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔''

Marfat.com

نیز فرمایا:

﴿وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَ لَا تَكْتُمُوْنَهٗ ؗ فَنَبَذُوْهُ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ وَ اشْتَرَوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُوْنَ ﴿۱۸۷﴾﴾ (آل عمران: ۱۸۷)

’’اور اللہ تعالیٰ نے جب اہلِ کتاب سے عہد لیا کہ تم اسے سب لوگوں سے ضرور بیان کرو گے اور اسے چھپاؤ گے نہیں، پھر بھی ان لوگوں نے اس عہد کو اپنے پس پشت ڈال دیا اور اسے بہت کم قیمت پر بیچ ڈالا تو کتنا بدترین ہے ان کا یہ سودا؟‘‘

اللہ تعالیٰ نے اس امت کی ایک جماعت پر دعوت الی اللہ اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کو واجب قرار دیا ہے فرمایا:

﴿وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰۴﴾﴾

(آل عمران: ۱۰۴)

’’تم میں سے ایک جماعت ایسی ہونی چاہیے جو بھلائی کی طرف بلائے اور نیک کاموں کا حکم دے اور بُرے کاموں سے روکے، اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔‘‘

اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

’’مَنْ رَأَى مِنكُم مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ، فَإِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ، فَإِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ وَذٰلِكَ أَضْعَفُ الْإِيمَانِ.‘‘[1]

’’تم میں سے جو کوئی منکر امر دیکھے تو اسے چاہیے کہ اسے اپنے ہاتھ سے روک دے، اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو اپنی زبان سے روک دے، اور اگر اس کی بھی استطاعت

[1] مسلم، كتاب الإيمان، باب بيان كون النهي عن المنكر من الإيمان وأن الإيمان يزيد وينقص وأن الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر واجبان، ۱/۶۹، حديث: ۴۹.

Marfat.com

نہ ہو تو اپنے دل میں اسے برا سمجھے اور یہ ایمان کا سب سے کم تر درجہ ہے۔"

اس حدیث مبارک سے معلوم ہوا کہ "امر بالمعروف اور نہی عن المنکر" ان درجات ومراتب کے مطابق ہر شخص پر فرض ہے۔

اور سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "مجھ سے پہلے جس کسی امت میں کوئی نبی مبعوث ہوا اس امت میں اس کے حواری (اعوان وانصار) اور ساتھی ہوتے تھے جو اس کی سنت کی پیروی اور اس کے حکم کی بجا آوری کرتے تھے، پھر ان کے بعد کچھ ایسے ناخلف لوگ پیدا ہوئے، جو وہ کہتے تھے کرتے نہ تھے، اور ایسی چیزیں کرتے تھے جس کا انہیں حکم نہیں دیا جاتا تھا۔ تو جو ان سے اپنے ہاتھ سے جہاد کرے، وہ بھی مومن ہے اور جو ان سے اپنی زبان سے جہاد کرے، وہ بھی مومن ہے اور جو ان سے اپنے دل سے جہاد کرے، وہ بھی مومن ہے اور اس کے بعد رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان باقی نہیں رہتا۔" ❶

اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((مَـنْ سُئِلَ عَنْ عِلْمٍ يَعْلَمُهُ فَكَتَمَهُ أُلْجِمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِلِجَامٍ مِّنَ النَّارِ .)) ❷

"جس شخص سے کوئی علم دریافت کیا گیا جسے وہ جانتا ہے اور اس نے اسے چھپا لیا تو اسے قیامت کے روز آگ کی لگام پہنائی جائے گی۔"

(۸) کافروں کی مشابہت اور ان کی تقلید:...... مسلمانوں کے درمیان بدعات کے جنم دینے میں اس چیز کا ایک نمایاں رول ہے، اس کی دلیل سیدنا ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں: "ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ حنین کی طرف جا رہے تھے اور ابھی

---

❶ مسلم، کتاب الایمان، باب بیان کون النهی عن المنکر من الایمان، ۱/ ۷۰، حدیث نمبر (۵۰)۔

❷ الترمذی، کتاب العلم، باب ماجاء فی کتمان العلم، ۵/ ۲۹، حدیث نمبر (۲۶۴۹) وابوداود، کتاب العلم، باب کراهیة منع العلم، ۳/ ۳۲۱، حدیث نمبر (۳۶۵۸)، وابن ماجه، المقدمة، باب من سئل عن علمه فکتمه، ۱/ ۹۸، حدیث نمبر (۲۶۶) ومسند احمد، ۲/ ۲۶۳، ۳۰۵، علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح سنن الترمذی (۲/ ۳۳۶) اور صحیح سنن ابن ماجہ (۱/ ۴۹) میں اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔

Marfat.com

ہمارے کفر کا زمانہ قریب ہی گزرا تھا، فتح مکہ کے روز ہی مسلمان ہوئے تھے، فرماتے ہیں کہ ہمارا گزر ایک درخت سے ہوا تو ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! جس طرح مشرکین کا ذات انواط ہے اسی طرح ہمارے لیے بھی ایک ذات انواط مقرر فرما دیجئے، (ذات انواط، دراصل ایک بیری کا درخت تھا جس کے پاس مشرکین عبادت کی خاطر بیٹھتے تھے، اور حصول تبرک کے لیے اپنے ہتھیار وغیرہ بھی اس کے ساتھ لٹکایا کرتے تھے) تو جب ہم نے یہ بات نبی کریم ﷺ سے کہی تو آپ نے فرمایا: ''اللہ اکبر! اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم نے وہی بات کہی ہے جو بنو اسرائیل نے جناب موسیٰ علیہ السلام سے کہی تھی کہ:

﴿اجْعَلْ لَّنَآ اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ ؕ قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ ﴿۱۳۸﴾﴾

(الاعراف: ۱۳۸)

''ہمارے لیے بھی ایک ایسا ہی معبود مقرر فرما دیجئے جیسے ان کے یہ معبود ہیں، موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: واقعی تم لوگ بڑے نادان ہو۔''

تم لوگ ضرور بالضرور اپنے سے پہلے لوگوں کے راستے کی پیروی کرو گے۔ [1]

اس حدیث سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ بنو اسرائیل کے اس بدترین مطالبہ کا اصل محرک کفار کی مشابہت ہی تھی، اسی طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اللہ تعالیٰ کے علاوہ سے تبرک حاصل کرنے کی خاطر نبی کریم ﷺ سے ایک درخت مقرر فرمانے کے مطالبہ کا سبب بھی کفار کی مشابہت ہی تھی، اور یہی حال آج مسلمانوں کی اکثریت کا بھی ہے کہ انہوں نے

---

[1] اس حدیث کی تخریج بایں الفاظ امام ابو عاصم رحمہ اللہ نے کتاب السنۃ میں کی ہے، ۱/ ۳۷ حدیث نمبر (۷۶)، علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کی سند کو "ظلال الجنة فی تخریج السنة" میں (جو کتاب السنۃ کے ساتھ ہی شائع ہوئی ہے) حسن قرار دیا ہے، ۱/ ۳۷ وجامع ترمذی کتاب الفتن، باب ماجاء لترکبن من کان قبلکم، ٤/ ٤٧٥، حدیث نمبر (۲۱۸۰) امام ترمذی نے حدیث پر حکم لگاتے ہوئے فرمایا ہے کہ حدیث حسن صحیح ہے'' نیز دیکھئے: النہج السدید فی تخریج احادیث تیسیر العزیز الحمید، از جاسم بن فہید الدوسری، ص: ٦٤، ٦٥۔

Marfat.com

بدعات وشرک کے عمل میں کفار کی مشابہت اختیار کی ہے، جس کے مظاہر تقریباتِ پیدائش (Birthday Festivals) جنازوں کی بدعات، اور قبروں پر عمارت کی تعمیر وغیرہ کی شکل میں موجود ہیں، اور اس میں کوئی شک نہیں کہ گذشتہ قوموں کی راہیں اپنانا بدعات وخواہشات کا ایک دروازہ ہے۔'' ❶

اس بات کی مزید وضاحت سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت سے ہوتی ہے، چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَتَتَّبِعُنَّ سُنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ شِبْرًا بِشِبْرٍ ، وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ ، حَتّٰى لَوْ دَخَلُوْا فِيْ جُحْرِ ضَبٍّ لَا تَبِعْتُمُوْهُمْ .))

''تم لوگ ضرور بالضرور اپنے سے پہلے لوگوں کے راستوں کی پیروی کرو گے، ایک ایک بالشت اور ایک ایک گز، حتیٰ کہ اگر وہ کسی گوہ کے سوراخ میں داخل ہوئے ہوں گے، تو تم اس میں بھی ان کی اتباع کرو گے۔''

ہم نے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا یہود ونصاریٰ کی راہوں کی؟'' آپ نے فرمایا: ''فمن؟'' تو اور کس کی؟'' ❷

امام نوووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''السنن'' کے معنی راستے کے ہیں، اور بالشت، گز اور گوہ کے سوراخ سے گناہوں اور دیگر بے راہ روی کے کاموں میں شدت یکسانیت اور موافقت کی مثال مقصود ہے، نہ کہ کفر میں اور یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک کھلا معجزہ ہے، کیونکہ آپ کی یہ پیشین گوئی حرف بحرف ثابت ہوئی۔ ❸

---

❶ دیکھئے: تنبیه اولی الابصار الی کمال الدین وما فی البدع من اخطار، از ڈاکٹر صالح سحیمی، ص: ۱٤۷، ورسائل و دراسات فی الاهواء والافتراق والبدع وموقف السلف منها، از ڈاکٹر ناصر العقل، ۲/ ۱۷۰، نیز کتاب التوحید، از ڈاکٹر صالح الفوزان، ص: ۸۷۔

❷ متفق علیه: البخاری، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم: ''لتتبعن سنن من کان قبلکم'' ۸/ ۱۹۱، حدیث نمبر (۷۳۲۰) ومسلم، کتاب العلم، باب اتباع سنن الیهود والنصاری ٤/ ۲۰۵٤ حدیث نمبر (۲٦٦۹)

❸ صحیح مسلم بشرح امام نووی: ۱٦/ ٤٦۰۔

Marfat.com

معلوم ہوا کہ بالشت، گز اور گوہ کے سوراخ میں داخل ہونے سے دراصل ہر اس شے میں اتباع کرنے کی مثال مقصود ہے جس سے شریعت میں روکا گیا ہے اور وہ شریعت کی نگاہ میں مذموم ہے، [1] اور نبی کریم ﷺ نے غیر مسلموں کی مشابہت سے منع فرمایا ہے، ارشاد ہے:

((بُعِثْتُ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ بِالسَّيْفِ حَتّٰى يُعْبَدَ اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، وَجُعِلَ رِزْقِيْ تَحْتَ ظِلِّ رُمْحِيْ، وَجُعِلَ الذِّلُّ وَالصَّغَارُ عَلٰى مَنْ خَالَفَ أَمْرِيْ، وَمَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ.)) [2]

''قیامت سے پہلے پہلے تلوار کے ساتھ مبعوث ہوا ہوں تاکہ اللہ وحدہ لاشریک کے سوا اور کسی کی عبادت و پرستش نہ ہو، میری روزی میرے نیزے کے سائے میں رکھی گئی ہے اور ذلت وخواری اس شخص کا مقدر بنا دی گئی ہے جس نے میرے حکم کی مخالفت کی اور جس نے کسی قوم کی مشابہت اختیار کی وہ انہی میں سے شمار ہوگا۔''

۹:...... ضعیف و موضوع (جھوٹی) حدیثوں پر اعتماد:...... ضعیف و بے اصل حدیثوں پر اعتماد بھی ان اسباب میں سے ہے جن سے بدعات کی نشر و اشاعت ہوتی ہے، چنانچہ دیکھا جاتا ہے کہ اکثر اہل بدعت ضعیف، بے سروپا، موضوع، جھوٹی اور ان احادیث پر اعتماد کرتے ہیں جنہیں محدثین نے درجہ قبولیت سے خارج قرار دیا ہے اور دوسری طرف ان صحیح احادیث کو پس پشت ڈال دیتے ہیں جو ان کی بدعات کے آڑے آتی ہیں، جس کے نتیجہ میں ہلاکت و بربادی اور خسارہ ان کا مقدر بن جاتا ہے۔ لاحـــــول ولا

---

[1] دیکھئے: فتح الباری، از امام حافظ ابن حجر، ۱۳/ ۳۰۱۔

[2] مسند احمد بن حنبل، ۲/ ۵۰، ۹۲ علامہ احمد محمد شاکر نے مسند احمد کی شرح میں اس حدیث کی سند کو صحیح قرار دیا ہے، دیکھئے: (حدیث نمبر، ۵۱۱۴، ۵۱۱۵، ۵۶۶۷) بروایت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما۔

Marfat.com

قوۃ الا باللہ ❶

(۱۰) غلو پسندی ومبالغہ آرائی:...... غلو، بدعات کے ظہور وانتشار کا سب سے بنیادی سبب ہے اور یہی وہ سبب اصلی ہے جس سے انسانیت میں شرک جیسے سنگین جرم کا ارتکاب ہوا، کیونکہ لوگ جناب آدم علیہ السلام سے لے کر دس صدیوں تک خالص عقیدہ توحید پر قائم تھے، شرک کا وجود نہ تھا، پھر اس کے بعد لوگوں نے صالحین (نیکوکار لوگ) سے عقیدتیں قائم کیں اور ان کے بارے میں اس حد تک غلو کیا کہ اللہ کے سوا ان کی عبادت کر بیٹھے، تو اللہ تعالیٰ نے دعوت توحید کی تجدید کے لئے جناب نوح علیہ السلام کو مبعوث فرمایا، اور یوں انبیاء ورسل علیہم السلام کی آمد کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ ❷

غلو کی مختلف قسمیں اور صورتیں ہیں، چنانچہ غلو شخصیتوں میں ہوتا ہے، مثلاً ائمہ واولیاء کی تقدیس اور انہیں ان کے مرتبوں سے اونچا اٹھانا اور پھر رفتہ رفتہ ان کی عبادت تک پہنچ جانا وغیرہ، نیز دین میں غلو ہوتا ہے، مثلاً اللہ کی شریعت میں کسی چیز کا اضافہ کرنا، یا بے جا تشدد اور ناحق کسی کی تکفیر کرنا وغیرہ اور غلو درحقیقت عقائد واعمال میں حد سے تجاوز کرنے کو کہا جاتا ہے، خواہ کسی چیز کی حد سے زیادہ تعریف ہو، یا کسی چیز کی اس کے حق سے زیادہ مذمت۔ ❸

اللہ تعالیٰ نے غلو سے ڈرایا ہے، چنانچہ اہل کتاب سے فرمایا:

﴿يَاأَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ﴾ (النساء: ۱۷۱)

''اے اہل کتاب (یہود ونصاریٰ) اپنے دین میں غلو نہ کرو۔''

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی دین میں غلو کرنے پر تنبیہ فرمائی ہے، چنانچہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

❶ دیکھئے: فتاویٰ ابن تیمیہ ۲۲/ ۳۶۱-۳۶۳ والاعتصام، از امام شاطبی ۱/ ۲۷۸-۲۹۴، وتنبیہ اولی الابصار...... از ڈاکٹر صالح سحیمی، ص: ۴۸-۷، ورسائل ودراسات فی الاھواء والافتراق...... از ڈاکٹر ناصر عبدالکریم العقل، ۲/ ۱۸۰۔

❷ دیکھئے: البدایة والنهایة از امام حافظ ابن کثیر، ۱/ ۱۰۶۔

❸ دیکھئے: اقتضاء الصراط المستقیم، از شیخ الاسلام ابن تیمیۃ، ۱/ ۲۸۹۔

Marfat.com

((إِيَّاكُمْ وَالْغُلُوَّ فِي الدِّيْنِ ، فَإِنَّمَا أَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ الْغُلُوُّ فِي الدِّيْنِ)) [1]

''دین میں غلو کرنے سے بچو، کیونکہ تم سے پہلے لوگوں کو دین میں غلو ہی نے ہلاک کیا ہے۔''

معلوم ہوا کہ دین میں غلو کرنا شرک و بدعات اور خواہشات کے عظیم ترین اسباب میں سے ہے، [2] اور دین میں غلو کی خطرناکی ہی کو محسوس کرتے ہوئے نبی کریم ﷺ نے اپنے بارے میں مبالغہ آرائی پر تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا:

((لَا تُطْرُوْنِيْ كَمَا أَطْرَتِ النَّصَارٰى عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ فَإِنَّمَا أَنَا عَبْدُهُ ، فَقُوْلُوْا: عَبْدُاللّٰهِ وَرَسُوْلُهُ)) [3]

''تم (حد سے زیادہ تعریفیں کر کے) مجھے حد سے آگے نہ بڑھانا جیسا کہ نصاریٰ (عیسائیوں) نے عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو حد سے آگے بڑھا دیا تھا، میں اللہ کا بندہ ہوں لہٰذا مجھے اللہ کا بندہ اور رسول ہی کہو۔''

پانچواں مطلب...... بدعت کی قسمیں:

مختلف اعتبار سے بدعت کی مختلف قسمیں ہیں، جن کی تفصیل مختصراً درج ذیل ہے:

---

[1] نسائی، کتاب المناسك، باب التقاط الحصى، ٥/٢٦٨، وابن ماجه، كتاب المناسك، باب قدر حصى الرمي، ٢/١٠٠٨، واحمد، ١/٣٤٧، اس حدیث کی سند کو شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے "اقتضاء الصراط المستقيم" م(١/٢٨٩) میں صحیح قرار دیا ہے۔

[2] دیکھئے: اقتضاء الصراط المستقيم، از شيخ الاسلام ابن تيميه، ١/ ٢٨٩، والاعتصام، از امام شاطبی، ١/ ٣٢٩-٢٣١، ورسائل ودراسات فی الاهواء...... از ڈاکٹر ناصر عبدالکریم العقل، ١/ ١٧١، ١٨٣، والغلو فی الدین فی حیاة المسلمین المعاصرة، از ڈاکٹر عبدالرحمن ابن معلا اللويحق، ص: ٧٧-٨١ والحكمة فی الدعوة الی الله عزوجل، از سعيد بن علی القحطانی (صاحب كتاب) ص: ٢٧٩۔

[3] صحيح بخاری، كتاب الانبياء، باب قول الله تعالىٰ ﴿واذكر فی الكتاب مريم......﴾ ٤/ ١٧١، حدیث نمبر (٣٤٤٥)

Marfat.com

پہلی قسم: بدعت حقیقی و بدعت اضافی

(ا) بدعت حقیقی:...... وہ بدعت ہے جس پر کتاب اللہ، سنت رسول ﷺ اجماع اور اہل علم کے کسی معتبر استدلال سے اجمالی یا تفصیلی طور پر کوئی بھی شرعی دلیل موجود نہ ہو، اسے بدعت اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ دین میں بلا کسی سابق مثال کے ایک نوایجاد شے ہے۔ ❶

مثال کے طور پر رہبانیت کے ذریعہ سے اللہ سے تقرب کا حصول، یعنی تمام انسانوں سے علیحدہ ہوکر، دنیا اور اس کی لذتوں سے کنارہ کش ہوکر پہاڑوں میں پناہ گزیں ہو جانا، ایسا کرنے والوں کا یہ عمل ایک من مانی عبادت ہے جسے انہوں نے اپنے اوپر لازم کرلیا ہے۔ ❷

دوسری مثال یوں ہے کہ اللہ کی عبادت کی خاطر اپنے اوپر اللہ کی پاکیزہ حلال چیزیں حرام قرار دے لینا❸ ان کے علاوہ اور بھی بہت سی مثالیں ہیں۔ ❹

(۲) **بدعت اضافی**...... : بدعت اضافی کے دو رخ یا دو شاہبے ہیں:

ا: اس بدعت سے کچھ دلائل متعلق ہیں لہٰذا اس پہلو سے وہ بدعت شمار نہ ہوگی۔

۲: اس بدعت سے بس اسی طرح دلائل متعلق ہیں جس طرح بدعت حقیقی سے، یعنی ایک اعتبار سے دلیل پر مبنی ہونے کے سبب سنت اور دوسرے اعتبار سے دلیل نہیں بلکہ شبہ پر مبنی ہونے کے سبب بدعت ہے، دونوں میں فرق بایں معنی ہے کہ اصل مسئلہ مبنی بر دلیل ہے لیکن کیفیات، احوال اور تفصیلات کے اعتبار سے بے دلیل ہے جبکہ مسئلہ کے لئے دلیل ناگزیر ہے، کیونکہ مسئلہ تعبدی ہے، عام حالات سے متعلق نہیں ہے۔ ❺

---

❶ دیکھئے: الاعتصام، از امام شاطبیؒ، ۱/۳٦۷.

❷ دیکھئے: مصدر سابق، ۱/۳۷۰، وتفسیر القرآن العظیم، از حافظ ابن کثیر، ۳۱٦/٤، وتیسیر الکریم الرحمن في تفسیر کلام المنان، از علامہ سعدیؒ، ص: ۸۷۲.

❸ دیکھئے: الاعتصام، از امام شاطبی، ۱/٤۱۷۔

❹ دیکھئے: مصدر سابق، ۱/۳۷۰-٤٤٥۔

❺ دیکھئے: الاعتصام، از امام شاطبیؒ، ۱/۳٦۷، ٤٤٥۔

Marfat.com

مثال کے طور پر لوگوں کا فرض نمازوں کے بعد یا کسی بھی وقت اجتماعی طور پر بیک آواز ذکر کرنا یا اسی طرح فرض نمازوں کے بعد امام کا دعا کرنا اور مقتدیوں کا آمین کہنا، تو ان مسائل پر غور کریں کہ ذکر تو مشروع ہے لیکن ان مخصوص کیفیات پر ذکر کرنا غیر مشروع، بدعت اور خلاف سنت ہے۔ [1]

اسی طرح ماہ شعبان کی پندرہویں تاریخ کو دن میں خصوصیت کے ساتھ روزہ رکھنا اور رات میں خصوصیت کے ساتھ عبادت کرنا، نیز ماہ رجب کے پہلے جمعہ کی رات میں ''صلاۃ الرغائب'' کا اہتمام کرنا وغیرہ بھی ہے۔

یہ ساری چیزیں بدعت ہیں اور یہی بدعت اضافی ہے، کیونکہ صلاۃ، صوم وغیرہ دیگر عبادات اصلاً مشروع ہیں لیکن انہیں کسی خاص وقت' خاص جگہ' یا کسی خاص کیفیت میں ادا کرنے سے ان میں بدعت داخل ہو جاتی ہے، کیونکہ زمان ومکان اور کیفیات کی یہ تفصیل کتاب وسنت سے ثابت نہیں، چنانچہ یہ ساری چیزیں بہ حیثیت اصل تو سنت ہیں لیکن غیر ثابت امور کے سبب بدعت میں داخل ہو جاتی ہیں۔ [2]

دوسری قسم: بدعت فعلی وبدعت ترکی

(۱) **بدعت فعلی**...... یہ بھی لوگوں میں بدعات اور بدعت کی تعریف میں شامل ہے، بدعت فعلی دین میں ایجاد کردہ وہ طریقہ ہے جو بظاہر شریعت کے مشابہ ہو، جس پر چل کر اللہ کی عبادت میں مبالغہ مقصود ہو۔ [3]

مثال کے طور پر اللہ کی شریعت میں کسی غیر مشروع امر کا اضافہ کر دینا، جیسے کوئی شخص

---

[1] دیکھئے: مصدر سابق، ۱/ ۴۵۲، وتنبیه اولی الابصار الی کمال الدین وما فی البدع من اخطار از ڈاکٹر صالح سحیمی، ص ۹۶۔

[2] دیکھئے: اصول فی البدع والسنن از شیخ عدوی، ص: ۳۰، وتنبیه اولی الابصار الی کمال الدین وما فی البدع من اخطار از صالح سحیمی، ص: ۹۶۔

[3] دیکھئے: الاعتصام، از امام شاطبیؒ ۱/ ۵۰-۵۶۔

Marfat.com

نماز میں ایک رکعت کا اضافہ کر دے، یا دین میں ایسی چیز لا داخل کرے جو اس میں سے نہ ہو یا کسی عبادت کو اسوۂ نبوی ﷺ کے خلاف کسی خاص کیفیت میں انجام دے ❶ یا کسی مشروع عبادت کو کسی وقت کے ساتھ خاص کر دے جسے شریعت نے خاص نہ کیا ہو، جیسے خصوصیت کے ساتھ پندرہویں شعبان کے دن روزہ رکھے اور رات میں عبادت کرے۔ ❷

(۲) **بدعت ترکی** (کسی چیز کو بلا دلیل ترک کر دینے کی بدعت:...... بدعت کی یہ قسم بھی بدعت کی تعریف کے عموم میں داخل ہے کہ یہ ''دین میں ایک نو ایجاد طریقہ ہے''❸ چنانچہ کسی چیز کو بلا دلیل چھوڑنے سے بھی بدعت کا وقوع ہو جاتا ہے، خواہ اسے حرام سمجھا جائے یا نہ سمجھا جائے، کیونکہ کسی چیز کو جو شرعاً حلال اور جائز ہے، اگر انسان اسے اپنے اوپر حرام کر لے یا قصداً ترک کر دے تو اس کا یہ ترک کرنا دو صورتوں سے خالی نہ ہوگا یا تو اس کا کوئی شرعی جواز ہوگا یا اس کے برعکس، اب اگر اس کا کوئی شرعی جواز ہے تو اسے ترک کرنے میں ادنیٰ حرج نہیں کیونکہ یہ چیز تو شرعاً جائز اور مطلوب امر ہے جیسے کوئی شخص کسی خاص قسم کے کھانے کو اس لئے ترک کر دے کہ وہ کھانا اس کے جسم یا عقل یا دین کے لئے کسی بھی حیثیت سے ضرر رساں ہے' تو اس میں کوئی حرج نہیں، بلکہ یہ تو ضرر رساں امور سے حفظان (بچاؤ) کے قبیل سے ہے، جس کی اصل رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان ہے:

((يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ ، فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ ، وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ

---

❶ دیکھئے: الاعتصام، از امام شاطبیؒ ۱/ ۳۶۷-۴۴۵ و تنبیہ اولی الابصار...... از ڈاکٹر صالح سحیمی ص: ۹۹ وحقیقة البدع واحکامها، از سعید الغامدی ۲/ ۳۷، واصول فی البدع والسنن، از شیخ عدوی، ص: ۷۰ وعلم اصول البدع، از علی بن حسن الأثری، ص: ۱۰۷۔

❷ دیکھئے: کتاب التوحید، از ڈاکٹر صالح الفوزان، ص: ۸۲۔

❸ دیکھئے: الاعتصام از امام شاطبی، ۱/ ۵۷۔

Marfat.com

بِالصَّوْمِ، فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ.)) [1]

''اے نوجوانوں کی جماعت! تم میں سے جسے شادی کی طاقت ہو اسے چاہیے کہ شادی کر لے کیونکہ وہ نگاہوں کو زیادہ پست کرنے والی اور شرم گاہ کی خوب حفاظت کرنے والی ہے، اور جسے شادی کی استطاعت نہ ہو، وہ روزہ رکھے، کیونکہ روزہ اس کے لئے گناہوں سے بچاؤ کا ذریعہ ہے۔''

اسی طرح اگر حرج والے کاموں سے بچنے کے لئے غیر حرج والے کاموں کو بھی ترک کر دے تو اس میں بھی کوئی گناہ نہیں، کیونکہ یہ حرام میں وقوع کے خوف سے اور دین و آبرو کی حفاظت کی خاطر، ان شبہات سے اجتناب کے قبیل سے ہے۔

اور اگر ترکِ عمل کسی اور غرض کے لئے ہو تو بھی دو صورتوں سے خالی نہیں، یا تو دینی نقطہ نظر سے ہوگا یا غیر دینی نقطہ نظر سے، اب اگر غیر دینی نقطہ نظر سے یونہی اس کا تارک ہے، تو اس کو حرام سمجھنا یا قصداً انجام نہ دینا لغو اور عبث کام ہے، لیکن اس صورت میں اسے بدعت کی عمومی تعریف میں شامل نہ ہونے کے سبب بدعت نہ کہا جائے گا، البتہ ان لوگوں کی تعریف کے مطابق ضرور کہا جائے گا جو عادات میں بھی بدعت کے قائل ہیں، البتہ پہلی تعریف کی روشنی میں یہ بدعت نہیں لیکن اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ ایک شے کو ترک کرنے یا اس کی حرمت کا عقیدہ رکھنے کے سبب وہ شریعت کی خلاف ورزی کرنے والا شمار ہوگا اور گناہ کا مستحق قرار پائے گا اور خلاف ورزی کا گناہ عمل متروک کے درجہ وجوب و استحباب پر مبنی ہوگا۔

ہاں اگر ترک عمل دینی نقطہ نظر سے ہو تو وہ دین میں بدعت شمار ہوگا، چاہے عمل متروک مباح ہو یا واجب اور خواہ اس کا تعلق عبادات سے ہو یا معاملات سے یا عادات سے، نیز قول سے ہو یا فعل سے یا اعتقاد سے، اگر اس کے ترک سے اللہ کی عبادت مقصود ہوگی تو ایسا کرنے

---

[1] متفق علیه: صحیح البخاری کتاب الصوم باب الصوم لمن خاف علی نفسه العزبة، ۲/ ۲۸۰، حدیث نمبر (۱۹۰۵) ومسلم کتاب النکاح' باب استحباب النکاح لمن تاقت نفسه الیه و وجد مونته، ۱۰۱۸/۲ حدیث نمبر (۱۴۰۰) بروایت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ۔

Marfat.com

سے وہ بدعتی شمار ہوگا۔ ❶

ایسے امور میں ترک عمل بدعت قرار پانے کی دلیل ان تین افراد کا واقعہ ہے جو آپ ﷺ کی عبادت کے متعلق دریافت کرنے کے لئے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہا کے گھر آئے تھے اور جب انہیں بتایا گیا تو انہوں نے اپنے لئے اتنی عبادت کو بہت کم سمجھا اور کہا: ''کہاں ہم اور کہاں نبی کریم ﷺ؟'' اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے پچھلے سارے گناہ معاف کردیے ہیں، چنانچہ ان میں سے ایک نے کہا: ''میں تو ہمیشہ رات بھر نماز پڑھتا رہوں گا۔'' دوسرے نے کہا: ''میں زندگی بھر روزہ رکھوں گا کبھی ناغہ نہ کروں گا۔'' تیسرے نے کہا: ''میں عورتوں سے الگ ہو جاؤں گا اور کبھی شادی ہی نہ کروں گا۔'' پھر آپ ﷺ تشریف لائے اور فرمایا:

((اَنْتُمُ الَّذِیْنَ قُلْتُمْ کَذَا وَکَذَا؟ اَمَا وَاللّٰہِ اِنِّی لَاَخْشَاکُمْ لِلّٰہِ، وَاَتْقَاکُمْ لَہٗ، لٰکِنِّی اَصُوْمُ وَاُفْطِرُ، وَاُصَلِّی وَاَرْقُدُ، وَاَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ، فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ)) ❷

''کیا تم ہی لوگوں نے ایسی ایسی بات کہی ہے؟ سن لو اللہ کی قسم! میں تم لوگوں میں سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہوں اور تم میں سب سے زیادہ تقویٰ والا ہوں لیکن اس کے باوجود میں روزہ بھی رکھتا ہوں اور ناغہ بھی کرتا ہوں، نماز بھی پڑھتا ہوں، سوتا بھی ہوں اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں، تو جس نے میرے طریقہ سے اعراض کیا وہ مجھ سے نہیں۔''

''سنة'' سے مراد یہاں طریقہ ہے، نہ کہ وہ سنت جو فرض کے بالمقابل استعمال کی جاتی ہے۔ اور ''رغب عن الشیء'' کے معنی کسی چیز سے اعراض کر کے دوسری طرف چلے جانے

---

❶ دیکھئے: الاعتصام از امام شاطبیؒ ۱/ ۵۸۔

❷ متفق علیہ: صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب الترغیب فی النکاح ۶/ ۱۴۲، حدیث نمبر (۵۰۶۳) ومسلم کتاب النکاح، باب استحباب النکاح لمن طاقت نفسه اليه و وجد مونته، ۲ ۱۰۱۰ حدیث نمبر (۱۴۰۱) روایت انس بن مالک رحمۃ اللہ علیہ۔

Marfat.com

کے ہیں۔اور "فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ......" کا مفہوم یہ ہے کہ جس نے میرے طریقہ کو چھوڑ کر میرے علاوہ کسی اور کا طریقہ اپنایا وہ مجھ سے نہیں۔ ❶

سابقہ گفتگو سے واضح ہوا کہ بدعت کی دو قسمیں ہیں: بدعت فعلی اور بدعت تَرکی، اسی طرح سنت کی بھی دو قسمیں ہیں: سنت فعلی اور سنت تَرکی۔ چنانچہ سنت رسول ﷺ جس طرح فعل سے ہوتی ہے اسی طرح ترک فعل سے بھی ہوتی ہے، کیونکہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے ہمیں آپ ﷺ کے ہر تعبدی عمل میں آپ کی اتباع کا مکلّف بنایا ہے، بشرطیکہ آپ کی خصوصیات میں سے نہ ہو، اسی طرح ترک عمل میں بھی ہمیں آپ کی اتباع کا مکلّف بنایا ہے، لہٰذا فعل بھی سنت ہے اور ترک فعل بھی اور جس طرح آپ ﷺ کے کیے ہوئے کو چھوڑ کر ہم اللہ کی قربت حاصل نہیں کر سکتے، اسی طرح آپ کے چھوڑے ہوئے کو انجام دے کر بھی اللہ کی قربت حاصل نہیں کر سکتے، لہٰذا جسے آپ نے ترک کیا ہے اسے انجام دینے والا ایسے ہی ہے جیسے آپ کے کئے ہوئے کو ترک کر دینے والا، دونوں میں کوئی فرق نہیں۔ ❷

تیسری قسم: بدعت قولی اعتقادی اور بدعت عملی

(ا) بدعت قولی اعتقادی:...... بدعت قولی اعتقادی جیسے جہمیہ، معتزلہ، رافضہ اور دیگر گمراہ فرقوں کے اقوال اور ان کے عقائد وغیرہ، نیز انہی میں وہ فرقے بھی شامل ہیں جو موجودہ زمانہ کی پیداوار ہیں، جیسے قادیانیت، بہائیت اور باطنیہ کے تمام فرقے جیسے اسماعیلیہ، نصیریہ، دروز اور رافضہ وغیرہ۔

---

❶ دیکھئے: فتح الباری، از حافظ ابن حجر، ۹/۱۰۵۔

❷ دیکھئے: الاعتصام، از امام شاطبیؒ ۱/۵۷-۶۰ و ۴۷۹، ۴۸۵، ۴۹۸ والامر بالاتباع والنھی عن الابتداع، از امام جلال الدین سیوطیؒ ص: ۲۰۵ واصول فی البدع و السنن، از شیخ محمد احمد عدوی، ص: ۷۰ وحقیقۃ البدع واحکامھا، از سعید الغامدی، ۲/۳۷-۵۸ وتنبیہ اولی الابصار الی کمال الدین وما فی البدع من اخطار، از صالح سحیمی، ص: ۹۷ وعلم اصول البدع از علی بن حسن الاثری، ص: ۱۰۷ وتحذیر المسلمین عن الابتداع والبدع فی الدین، از شیخ احمد بن حجر آل بوطامیؒ ص: ۸۳۔

Marfat.com

(۲) بدعت عملی:...... بدعت عملی کی مندرجہ ذیل اقسام ہیں:

- وہ بدعت جو اصل عبادت میں ہو جیسے کوئی ایسی عبادت ایجاد کرے جس کی شریعت میں کوئی اصل ہی نہ ہو، مثلاً کوئی غیر مشروع صلاۃ یا غیر مشروع صیام یا عید میلاد (Birthday) کی طرح کوئی غیر مشروع عید ایجاد کرے، وغیرہ۔
- وہ بدعت جو کسی مشروع عبادت پر اضافہ اور زیادتی کی شکل میں ہو، مثال کے طور پر ظہر یا عصر کی نماز میں پانچویں رکعت کا اضافہ کر دے، وغیرہ
- وہ بدعت جو کسی مشروع عبادت کی ادائیگی کے طریقہ میں ہو' مثلاً: کوئی شخص کسی مشروع عبادت کو غیر شرعی طریقہ سے ادا کرے، جیسے مشروع اذکار کو اجتماعی آواز میں گا گا کر پڑھنا، اسی طرح عبادات میں اپنے آپ پر بے جا سختی کرنا کہ سنت کی حد سے خارج ہو جائے۔
- وہ بدعت جو کسی مشروع عبادت کو کسی خاص وقت میں ادا کرنے کی شکل میں ہو، جس کی شریعت میں کوئی تخصیص نہ ہو، مثال کے طور پر شعبان کے پندرھویں دن کو روزہ اور اس کی شب کو قیام (عبادات وغیرہ) کے لئے خاص کر لینا کہ اصل صیام وقیام تو مشروع ہے، لیکن کسی وقت کی تخصیص کے لئے دلیل درکار ہے۔ [1]

چھٹا مطلب...... دین میں بدعت کا حکم:

اس میں کوئی شک نہیں کہ دین اسلام میں ایجاد کی جانے والی ہر بدعت گمراہی ہے اور حرام ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((إِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْأُمُوْرِ ، فَإِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ، وَكُلُّ

---

[1] مجموع فتاویٰ شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ ۱۸/ ۳۴۶-۴۱۴ و کتاب التوحید، از ڈاکٹر صالح الفوزان ص: ۸۱-۸۲ ومجلۃ الدعوۃ شمارہ نمبر (۱۱۳۹) ۹/ رمضان ۱۴۰۸ ہجری مقالہ از ڈاکٹر صالح الفوزان، بدعات کی قسمیں، وتنبیہ اولی الابصار الی کمال الدین وما فی البدع من اخطار از ڈاکٹر صالح سحیمی، ص: ۱۰۰۔

Marfat.com

بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ .))[1]

”دین میں نئی نئی باتوں سے بچو، کیونکہ ہر نئی چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔“

نیز فرمایا:

((مَنْ اَحْدَثَ فِيْ اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ))

”جس نے ہمارے اس دین میں کوئی ایسی نئی بات ایجاد کی جو اس میں سے نہیں تو وہ بات مردود ہے۔“

اور صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے:

((مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ اَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ))[2]

”جس نے کوئی ایسا عمل کیا جس پر ہمارا حکم نہیں تو وہ عمل مردود ہے۔“

مذکورہ بالا دونوں حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ دین اسلام میں ہر نئی چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی اور ناقابل قبول ہے، عبادات میں ہر بدعت حرام ہے لیکن بدعت کی نوعیت کے اعتبار سے اس کی حرمت کا حکم بھی مختلف ہوتا ہے چنانچہ:

- بعض بدعتیں کفر ہوتی ہیں: جیسے اہل قبور کے تقرب کی خاطر ان کی قبروں کا طواف کرنا، ذبائح اور قربانیاں پیش کرنا، نذریں ماننا، ان کی دہائی دینا، ان سے فریاد کرنا، اسی طرح غالی جہمیہ، معتزلہ اور روافض کے اقوال وغیرہ۔
- بعض بدعتیں شرک تک پہنچنے کا وسیلہ ہوتی ہیں: جیسے قبروں پر عمارتوں کی تعمیر، اور وہاں صلاۃ ادا کرنا، دعا کرنا وغیرہ۔

---

[1] سنن ابوداؤد، ٤/ ٢٠١ حدیث نمبر (٤٦٠٧) وجامع الترمذی، ٥/ ٤٤ حدیث نمبر (٢٦٧٦) مفصل تخریج ص: (٦٥) میں گذر چکی ہے۔

[2] متفق علیه: صحیح البخاری ٣/ ٢٢ حدیث نمبر (٢٦٩٧) وصحیح مسلم ٣/ ١٣٤٣، حدیث نمبر (١٧١٨) مفصل تخریج ص: ٥٢) میں گذر چکی ہے۔

Marfat.com

❀ بعض بدعتیں معصیت ہوتی ہیں: جیسے (تجرّو) شادی نہ کرنے، دھوپ میں کھڑے رہ کر روزہ رکھنے، اور کسر شہوت کی خاطر خصی ہونے کی بدعتیں۔ ❶

امام شاطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''بدعتی کا گناہ ہمیشہ یکساں نہیں ہوتا، بلکہ اس کے مختلف مراتب و درجات ہوتے ہیں اور ان اختلافِ درجات کا سبب درج ذیل امور ہیں:

۱: بدعتی، مدعی اجتہاد یا مقلد ہو۔

۲: بدعت کا وقوع بدیہی امور میں ہو، مثلاً دین، نفس، عزت و آبرو عقل اور مال وغیرہ۔

۳: بدعتی، اپنی بدعت کو چھپا رہا ہو یا اعلانیہ انجام دے رہا ہو۔

۴: بدعتی، اپنی بدعت کی طرف دوسروں کو بلا رہا ہو یا خاموش ہو۔

۵: بدعتی، اہل سنت و جماعت سے بغاوت رکھتا ہو یا نہ رکھتا ہو۔

۶: بدعت، حقیقی ہے یا اضافی ہے۔

۷: بدعت، واضح ہے یا غیر واضح ہے۔

۸: بدعت، کفر ہے یا کفر نہیں ہے۔

۹: بدعتی، اپنی بدعت پر مصر ہے یا مصر نہیں ہے۔

امام شاطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''یہ مراتب و درجات اپنی خطرناکی کے اعتبار سے گناہ میں مختلف ہوتے ہیں۔'' ❷، نیز وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''ان مراتب میں سے بعض مراتب حرام اور ناپسندیدہ (مکروہ) ہیں، البتہ ضلالت و گمراہی کی صفت ان تمام اقسام میں مشترک اور لازم ہے'' ❸، اور اس میں کوئی شک نہیں کہ گناہ کے اعتبار سے بدعت کی تین قسمیں ہیں:

۱: کفر بواح یعنی کھلا ہوا (واضح) کفر۔ ❹

---

❶ دیکھئے: کتاب التوحید، از ڈاکٹر صالح بن فوزان، ص: ۸۲۔

❷ دیکھئے: الاعتصام، از امام شاطبیؒ، ۱/۲۱۶-۲۲۴، نیز ۲/۵۱۵-۵۵۹۔

❸ دیکھئے: الاعتصام، از امام شاطبیؒ، ۲/۵۱۶۔

❹ دیکھئے: مصدر سابق، ۲/۵۱۶۔

Marfat.com

۲: گناہِ کبیرہ۔ ❶

۳: گناہ صغیرہ۔ ❷

البتہ بدعت کے گناہ صغیرہ ہونے کی درج ذیل شرطیں ہیں:

پہلی شرط: بدعتی اس بدعت پر ہمیشگی نہ برتے، کیونکہ ایسا کرنے سے وہ صغیرہ اس کے حق میں کبیرہ بن جائے گا۔

دوسری شرط: اس کی دعوت نہ دے، کیونکہ کثرت عمل سے گناہ صغیرہ بھی کبیرہ ہو جاتا ہے۔

تیسری شرط: اسے لوگوں کی مجلس اور اس معاشرے میں انجام نہ دے جہاں سنتوں پر عمل ہوتا ہو۔

چوتھی شرط: بدعت کو معمولی اور حقیر نہ جانے، کیونکہ ایسا کرنا گناہ کو کمتر سمجھنا ہے اور گناہ کو کمتر سمجھنے کا جرم گناہ سے بڑھ کر ہوتا ہے۔ ❸

بدعت کی ان تینوں قسموں پر ضلالت (گمراہی) کا اطلاق ہوتا ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ہر بدعت کو گمراہی قرار دیا ہے، جس میں بدعت مکفرہ اور بدعت مفسقہ سب شامل ہیں، خواہ وہ گناہ صغیرہ ہوں یا کبیرہ۔ ❹

کچھ لوگوں نے احکام شریعت کی پانچ قسموں کی طرح بدعت کی بھی درج ذیل پانچ قسمیں کی ہیں:

(۱) بدعت واجب (۲) بدعت حرام (۳) بدعت مستحب (۴) بدعت مکروہ (۵) بدعت مباح (جائز)

---

❶ دیکھئے: مصدر سابق، ۲/۵۱۷، نیز ۲/۵۴۳۔۵۴۴.

❷ دیکھئے: مصدر سابق ۲/۵۱۷، نیز ۲/۵۳۹، ۵۴۳۔۵۵۰.

❸ دیکھئے: یہ شرطیں اور ان کی شاندار شرح الاعتصام، از امام شاطبیؒ ۲/۵۵۱۔۵۵۹۔

❹ دیکھئے: مصدر سابق، ۲/۵۱۶۔

Marfat.com

لیکن یہ تقسیم فرمان نبوی: "فَإِنَّ کُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ، وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ"[1]، ''بے شک ہر نئی چیز بدعت ہے، اور ہر بدعت گمراہی ہے'' کے خلاف ہے۔

اسی بنیاد پر امام شاطبی رحمۃ اللہ علیہ نے بدعت کی اس تقسیم اور صاحب تقسیم کا تذکرہ فرماتے ہوئے اس کی سخت تردید کی ہے، چنانچہ فرماتے ہیں:

''اور جواب یہ ہے کہ تقسیم نو ایجاد ہے جس پر کوئی شرعی دلیل نہیں، بلکہ یہ تقسیم بذات خود غلط ہے کیونکہ بدعت کی حقیقت یہ ہے کہ اس پر کوئی شرعی دلیل نص سے یا قاعدۂ شرعیہ سے نہ ہو، اس لیے کہ اگر اس کے واجب یا مستحب یا جائز ہونے پر کوئی دلیل ہوتی تو وہ ہر چیز بدعت ہی نہ کہلاتی، بلکہ وہ عمل ان اعمال کے ضمن میں شمار ہوتا جن کا شریعت میں حکم دیا گیا ہے، یا جن میں مکلّف کو کرنے اور نہ کرنے کا اختیار دیا گیا ہے۔ الغرض ایک طرف ان تمام چیزوں کا بدعت ہونا اور دوسری طرف ان کے واجب یا مندوب یا مباح ہونے پر شرعی دلائل کا دلالت کرنا، دو باہم متعارض چیزوں کے جمع ہونے کے مترادف ہے، البتہ جہاں تک بدعت مکروہ اور بدعت حرام کا مسئلہ ہے تو یہ تو صرف اس کے بدعت ہونے کے پہلو سے قابل تسلیم ہے، کسی اور پہلو سے نہیں۔''[2]

ساتواں مطلب...... قبروں کے پاس انجام دی جانے والی بدعات:

پہلی قسم:...... میّت (مردے) سے حاجت روائی کا سوال کرنا، ایسا کرنے والے بت پرستوں کے زمرہ میں شامل ہیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُونِهِ فَلَا يَمْلِكُونَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَ لَا تَحْوِيلًا ﴿٥٦﴾ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلَىٰ رَبِّهِمُ

---

[1] ابو داؤد، ٤/٢٠١، حدیث نمبر (٤٦٠٧)، و جامع الترمذی، ٥/٤٤، حدیث نمبر : ٢٦٧٦، مفصل تخریج ص : ٦٥ میں گذر چکی ہے۔

[2] دیکھئے: الاعتصام، از امام شاطبیؒ، ١/٢٤٦.

Marfat.com

الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ وَ يَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَ يَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ ؕ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا ﴿٥٧﴾ (الاسراء: ٥٦تا٥٧)

''آپ کہہ دیجیے کہ اللہ کے سوا جنہیں تم معبود سمجھ رہے ہو انہیں پکارو لیکن وہ کسی تکلیف کو نہ تو تم سے دور کر سکتے ہیں اور نہ ہی بدل سکتے ہیں، جنہیں یہ لوگ پکارتے ہیں وہ تو خود اپنے رب کے تقرب کی جستجو میں رہتے ہیں کہ ان میں سے کون زیادہ نزدیک ہو جائے، وہ خود اس کی رحمت کی امید رکھتے ہیں اور اس کے عذاب سے خوف زدہ رہتے ہیں۔''

چنانچہ کسی بھی نبی، یا ولی، یا صالح (نیکوکار) کو پکارنے والا اور ان میں الوہیت کا تصور رکھنے والا، اس آیتِ کریمہ کے حکم میں شامل ہے، کیونکہ یہ آیت کریمہ ہر اس شخص کو عام ہے جو اللہ کے سوا کسی کو پکارے، حالانکہ وہ پکاری جانے والی ذات خود اللہ کے وسیلہ کی متلاشی، اس کی رحمت سے پُر امید، اور اس کے عذاب سے خائف ہو، لہٰذا جس کسی نے کسی مردہ، یا غائب، نبی یا صالح (نیکوکار) کو استغاثہ (فریاد رسی) یا کسی اور لفظ سے پکارا تو اُس نے اس شرک کا ارتکاب کیا جسے اللہ تعالیٰ توبہ کے بغیر نہیں معاف کر سکتا۔ جس کسی نے کسی نبی، یا صالح کی ذات میں غلو کیا یا اس میں کسی بھی قسم کی عبادت کا تصور کیا، مثلاً یہ کہا کہ ''اے میرے فلاں سردار میری مدد کیجئے'' یا ''میری اعانت کیجئے'' یا ''میری فریاد سنیئے'' یا ''مجھے روزی دیجیے'' یا ''میں آپ کی حفاظت میں ہوں'' وغیرہ، تو یہ ساری باتیں شرک باللہ اور ضلالت و گمراہی ہیں، اس کے مرتکب سے توبہ کروائی جائے گی، اگر توبہ کر لے تو ٹھیک ورنہ اسے قتل کر دیا جائے گا، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے رسول اسی لیے بھیجے ہیں اور کتابیں اسی لیے اتاری ہیں کہ دنیا میں صرف اسی کی عبادت کی جائے، اس کے ساتھ کسی اور کو شریک نہ کیا جائے۔

دوسری قسم:...... میت کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا، یہ دین اسلام میں ایک نو ایجاد بدعت ہے، البتہ یہ قسم پہلی قسم کی طرح نہیں ہے، کیونکہ یہ شرک اکبر تک نہیں

Marfat.com

پہنچتی، اور لوگ جو انبیاء و صالحین کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں، مثلاً کہتے ہیں: ''اے اللہ! میں تجھ سے تیرے نبی، یا تیرے انبیاء یا تیرے فرشتوں، یا تیرے نیک بندوں یا شیخ فلاں کے حق یا اس کی حرمت کے وسیلہ سے، یا لوح وقلم کے واسطے سے تجھ سے دعا کرتا ہوں'' وغیرہ، تو یہ ساری باتیں بدترین قسم کی بدعات ہیں۔ سنت رسول ﷺ میں صرف اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات، اعمال صالحہ (جیسا کہ صحیح بخاری وصحیح مسلم میں اہل غار کے واقعہ میں وارد ہے) اور زندہ حاضر ومتقی کی دعا کا وسیلہ جائز ہے۔

تیسری قسم:...... کوئی شخص یہ عقیدہ رکھے کہ قبروں کے پاس دعائیں زیادہ قبول ہوتی ہیں، یا مسجد میں دعا کرنے کی بہ نسبت وہاں دعا کرنا زیادہ افضل ہے، اور پھر اس غرض سے وہ قبروں کا قصد کرے۔ تو یہ ساری حرکتیں متفقہ طور پر حرام اور ناجائز ہیں، اس سلسلہ میں ائمہ اسلام میں کسی کا کوئی اختلاف ہمیں معلوم نہیں، چنانچہ یہ ایک ایسا عمل ہے جسے نہ تو اللہ تعالیٰ نے مشروع کیا ہے نہ اس کے رسول ﷺ نے، اور نہ ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین اور ائمہ اسلام میں سے کسی نے انجام دیا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عہد رسالت کے بعد کئی مرتبہ قحط سالی سے دوچار ہوئے، مصائب کے شکار ہوئے لیکن کبھی بھی رسول ﷺ کی قبر کی پاس نہ آئے، بلکہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ حضرت عباس (عم رسول) رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکلے اور ان سے طلب باراں کے لیے دعا کروائی۔ سلف صالحین قبروں کے پاس دعا کرنے سے منع فرمایا کرتے تھے، چنانچہ حضرت علی بن الحسین رضی اللہ عنہما نے ایک شخص کو رسول اللہ ﷺ کی قبر کے پاس موجود ایک شگاف میں داخل ہوکر دعا کرتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: کیا میں تمہیں ایک حدیث نہ سناؤں جسے میں نے اپنے والد، اپنے دادا کے واسطے سے اللہ کے رسول ﷺ سے سنی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((لَا تَجْعَلُوْا قَبْرِيْ عِيْدًا، وَلَا تَجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ قُبُوْرًا، وَصَلُّوْا، عَلَيَّ وَسَلِّمُوْا حَيْثُمَا كُنْتُمْ، فَسَيَبْلُغُنِيْ سَلَامُكُمْ

وَصَلَاتُكُمْ .)) ❶

''میری قبر کو عید (میلا ٹھیلا) نہ بناؤ اور اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ اور جہاں کہیں بھی رہو مجھ پر درود وسلام بھیجتے رہو کیونکہ تمہارا درود وسلام مجھے پہنچ جائے گا۔''

اس حدیث سے وجہ استدلال یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کی قبر مبارک سطح زمین پر پائی جانے والی تمام قبروں سے افضل ہے اور اللہ کے رسول ﷺ نے اسے عید (میلا ٹھیلا) بنانے سے منع فرمایا ہے، تو دیگر قبروں کے پاس اس غرض سے جانا بدرجہ اولیٰ حرام اور ممنوع ہوگا، خواہ وہ کسی کی قبر ہو۔ ❷ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا تَجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ قُبُوْرًا وَلَا تَجْعَلُوْا قَبْرِيْ عِيْدًا، وَصَلُّوْا، عَلَيَّ فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ تَبْلُغُنِيْ حَيْثُ كُنْتُمْ .)) ❸

''اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ، اور میری قبر کو عید (میلا ٹھیلا) نہ بناؤ اور مجھ پر درود بھیجتے رہو کیونکہ تمہارا درود مجھے پہنچتا ہے تم جہاں کہیں بھی ہو۔''

آٹھواں مطلب...... عصر حاضر کی بدعات:

دور حاضر میں پائی جانے والی بدعات بہت زیادہ ہیں، چند بدعات بطور مثال حسب ذیل ہیں:

---

❶ فضل الصلاة على النبي ﷺ، از امام اسماعیل قاضی، ص:۳۴، اور امام البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے، اور اس کی بہت ساری سندیں ہیں جنہیں اپنی کتاب ''تحذير الساجد من اتخاذ القبور مساجد'' (ص:۱۴۰) میں ذکر فرمایا ہے۔

❷ الدرر السنية في الأجوبة النجدية، از عبد الرحمن بن قاسم، ۱۶۵/۶ـ۱۷۴.

❸ سنن ابوداؤد، (بلفظه) كتاب المناسك، باب زيارة القبور، ۲۱۸/۲، حدیث نمبر: (۲۰۴۲) و مسند احمد، ۳۶/۷، علامہ البانی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''تحذير الساجد من اتخاذ القبور مساجد'' (ص:۱۴۲) میں اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔

Marfat.com

(ا) نبی کریم ﷺ کی یوم پیدائش کا جشن منانا:

یوم پیدائش کا جشن منانا ایک گھناؤنی قسم کی بدعت ہے، جسے سب سے پہلے چوتھی صدی ہجری میں عبیدیوں نے ایجاد کیا، اہل علم ہر زمانہ میں اس بدعت کے بطلان کی وضاحت اور اس کے موجد اور اس پر عمل کرنے والوں کی تردید کرتے رہے، چنانچہ مندرجہ ذیل دلائل و براہین کی روشنی میں کسی کی یوم ولادت کا جشن منانا جائز نہیں۔

ا: یوم پیدائش کا جشن منانا دین اسلام میں ان نو ایجاد بدعات میں سے ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے کوئی دلیل نہیں اتاری، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اسے مشروع نہیں فرمایا، نہ اپنے قول سے، نہ اپنے فعل سے اور نہ ہی اپنی تقریر سے، جب کہ آپ ﷺ ہی ہمارے راہبر اور امام ہیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا﴾

(الحشر: ۷)

”جو کچھ رسول اللہ ﷺ تمہیں دیں اسے لے لو اور جس چیز سے منع فرمائیں اس سے باز آجاؤ۔“

نیز ارشاد ہے:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ﴿٢١﴾﴾ (الاحزاب: ۲۱)

”یقیناً تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ میں عمدہ نمونہ موجود ہے، ہر اس شخص کے لیے جو اللہ تعالیٰ کی اور قیامت کے دن کی توقع رکھتا ہے، اور کثرت سے اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا ہے۔“

نیز نبی رحمت ﷺ کا ارشاد ہے:

((مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ.)) [1]

[1] اس حدیث کی تخریج پہلے گزر چکی ہے۔

Marfat.com

"جس نے کوئی ایسا عمل کیا جس پر ہمارا حکم نہیں وہ مردود ہے۔"

۲: رسول اللہ ﷺ، آپ کے خلفائے راشدین اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ کے یوم پیدائش کا جشن منایا، نہ ہی اس کی دعوت دی، جب کہ وہ نبی رحمت ﷺ کے بعد امت کے سب سے افضل لوگ تھے، خلفائے راشدین کی بابت رسول گرامی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ مِنْ بَعْدِي، عَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ، وَإِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْأُمُورِ، فَإِنَّ كُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ.)) ❶

"میری سنت کو لازم پکڑو اور میرے بعد میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت کو، اسے دانتوں سے مضبوطی کے ساتھ جکڑ لو، اور دین میں نئی نئی باتوں سے بچو، کیونکہ ہر نئی چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔"

۳: یومِ پیدائش کا جشن منانا جادۂ حق سے منحرف گمراہوں کا طور طریقہ ہے، کیونکہ سب سے پہلے عبیدیوں فاطمیوں (شیعوں کا ایک فرقہ) نے چوتھی صدی ہجری میں اس بدعت کو ایجاد کیا، یہ لوگ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی طرف سراسر جھوٹ کے سہارے منسوب ہیں، حقیقت میں یہ لوگ باختلاف اقوال یہودی یا مجوسی (آتش پرست) یا دہریہ بددین لوگ تھے۔ ❷

ان کا سب سے پہلا بادشاہ المعز لدین اللہ عبیدی مغربی تھا، جو شوال ۳۶۱ھ میں مغرب سے مصر کی طرف نکلا اور رمضان ۳۶۲ میں مصر پہنچا۔ ❸ تو کیا کسی صاحب فہم کے لیے جائز

❶ اس حدیث کی تخریج ص:۶۵ میں گزر چکی ہے۔

❷ دیکھئے: الإبداع في مضار الابتداع، از شیخ علی محفوظ، ص:۲۵۱، والتبرك أنواعه وأحكامه، از ڈاکٹر ناصر بن عبدالرحمٰن الجدیع، ص:۳۵۹۔۳۷۳، وتنبيه أولى الأبصار إلى كمال الدين وما في البدع من أخطار، از ڈاکٹر صالح السحیمی، ص:۲۳۲۔

❸ دیکھئے: البداية والنهاية، از امام حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ، ۱۱/ ۲۷۲۔۲۷۳، ۳۴۵، ۱۲/ ۲۶۷۔۲۶۸، و ۶/ ۲۳۳ و ۱۲/ ۶۳، و ۱۱/ ۱۶۱، ۱۲/ ۱۳، و ۱۳/ و ۱۲/ ۲۶۶، نیز دیکھئے: سیر أعلام النبلاء، از امام ذہبی رحمہ اللہ، ۱۵/ ۱۵۹۔۲۱۵۔

بتایا جاتا ہے کہ عبیدیوں کا سب سے آخری بادشاہ عاضد الدین اللہ تھا، جسے صلاح الدین ایوبی رحمہ اللہ نے ⇦⇦

Marfat.com

ہے کہ اپنے نبی محمد رسول اللہ ﷺ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے روافض (شیعوں) کی تقلید اوران کے طریقہ کی پیروی کرے؟

۴: اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کی تکمیل فرما دی ہے، ارشاد ہے:

﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا﴾ (المائدہ: ۳)

''آج میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو کامل کر دیا اور تم پر اپنا انعام بھرپور کر دیا اور تمہارے لیے اسلام کے دین ہونے پر رضا مند ہو گیا۔''

اللہ کے رسول ﷺ نے اللہ کے کھلے پیغام کو لوگوں تک پہنچا دیا ہے اور انہیں جنت تک پہنچانے اور جہنم سے دور کرنے والے ہر راستے کی راہنمائی کر دی ہے اور یہ بات معلوم ہے کہ ہمارے نبی ﷺ جو کہ انبیائے کرام میں سب سے افضل اور سلسلۂ نبوت کی آخری کڑی ہیں، اور انبیاء میں از روئے تبلیغ و نصیحت سب سے اکمل ہیں، اگر یوم پیدائش کا جشن منانا اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ دین میں سے ہوتا تو اسے اپنی امت کو ضرور بتلاتے یا اپنی حیات مبارکہ میں اس کا اہتمام ضرور کرتے، آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

((مَا بَعَثَ اللّٰهُ مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا كَانَ حَقًّا عَلَيْهِ أَنْ يَدُلَّ أُمَّتَهُ عَلٰى خَيْرِ مَا يَعْلَمُهُ لَهُمْ، وَيُنْذِرَهُمْ شَرَّ مَا يَعْلَمُهُ لَهُمْ.)) [1]

''اللہ تعالیٰ نے جس نبی کو بھی مبعوث فرمایا اس پر یہ واجب تھا کہ وہ جو بھی خیر و بھلائی جانتا ہو اپنی امت کو اس کی راہنمائی کر دے، اور جو بھی برائی جانتا ہو اس پر

⇐ ۵۶۴ھ میں قتل کیا، امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''عاضد کا معاملہ صلاح الدین ایوبی رحمہ اللہ کے ہاتھوں سرانجام پایا، یہاں تک کہ انہوں نے اسے نکال بھگایا اور بنو عباس کو بحال کیا اور بنو عبید کو بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکا، اور روافض کی حکومت کو کچل کر رکھ دیا، یہ چودہ لوگ تھے جو من مانی خلیفہ بن بیٹھے تھے۔ ''عاضد'' کے معنی ''کاٹنے والے'' کے ہوتے ہیں، چنانچہ عاضد خود اپنے اہلِ خانہ کی حکومت کو کاٹ دینے والا ثابت ہوا، ۱۵/ ۲۱۲۔

[1] صحيح مسلم، كتاب الإمارة، باب وجوب الوفاء ببيعة الخلفاء، الأول فالأول، ۲/ ۱۴۷۳، حديث: (۱۸۴۴).

Marfat.com

تنبیہ کردے۔"

۵: اس طرح کی سالگرہ کے ایجاد کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ نے دین مکمل نہیں فرمایا، لہٰذا اس کی تکمیل کے لیے کچھ تشریعی امور کا ایجاد کرنا ضروری ہے نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے اپنی امت تک لائق عمل چیزیں نہیں پہنچائیں یہاں تک کہ بعد میں یہ بدعتی لوگ آئے اور اللہ کی شریعت میں اللہ کی غیر مشروع چیزیں یہ سوچ کر ہوئے ایجاد کردیں کہ یہ اعمال انہیں اللہ سے قریب کردیں گے!! جبکہ یہ بڑی خطرناک اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر اعتراض والی بات ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے دین مکمل کردیا ہے اور اپنے بندوں پر اپنی نعمت پوری کردی ہے۔

۶: کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ کے وہ نصوص جن سے اسلام میں بدعات کے ایجاد پر تنبیہ، اتباع سنت کا حکم، اور قول وعمل میں حکم رسول کی مخالفت سے ڈرایا گیا ہے ان نصوص کی روشنی میں علمائے محققین نے ایامِ پیدائش کی محفلوں کا انکار کیا ہے اور ان سے بچنے کی تلقین کی ہے۔

۷: یومِ ولادت نبوی کا جشن منانے سے محبت رسول ﷺ کا تحقق نہیں ہوتا، بلکہ آپ کی محبت کا تحقق آپ ﷺ کی اتباع، آپ کی سنت پر عمل اور آپ کی اطاعت وفرماں برداری سے ہوتا ہے، ارشاد ربانی ہے:

﴿قُلۡ إِن كُنتُمۡ تُحِبُّونَ ٱللَّهَ فَٱتَّبِعُونِي يُحۡبِبۡكُمُ ٱللَّهُ وَيَغۡفِرۡ لَكُمۡ ذُنُوبَكُمۡۚ وَٱللَّهُ غَفُورٞ رَّحِيمٞ ۝٣١﴾ (آل عمران: ۳۱)

"آپ (ﷺ) کہہ دیجئے کہ اگر تمہیں اللہ سے محبت ہے تو میری پیروی کرو، اللہ تم سے محبت فرمائے گا اور تمہارے گناہوں کو بخش دے گا۔"

۸: رسول اللہ ﷺ کی یومِ پیدائش کا جشن منانے اور اسے عید بنانے (اس پر سالانہ محفل منعقد کرنے) میں اہلِ کتاب یہود ونصاریٰ کی مشابہت ہے، جب کہ ہمیں ان کی

Marfat.com

مشابہت اختیار کرنے اور ان کی تقلید کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ [1]

9: عقل مند کو اس بات سے دھوکا نہیں کھانا چاہیے کہ جا بجا لوگ کثرت سے محفل میلاد منعقد کرتے ہیں، کیونکہ حق زیادہ لوگوں کے کرنے سے نہیں پہچانا جاتا بلکہ حق شریعت کی دلیلوں سے پہچانا جاتا ہے، جیسا کہ اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

﴿وَإِنْ تُطِعْ أَكْثَرَ مَنْ فِي الْأَرْضِ يُضِلُّوكَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ﴾

(الانعام: ۱۱۶)

''اور دنیا میں زیادہ لوگ ایسے ہیں کہ اگر آپ ان کا کہا ماننے لگیں تو وہ آپ کو اللہ کی راہ سے بے راہ کردیں گے۔''

نیز ارشاد ہے:

﴿وَمَا أَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِينَ ﴿١٠٣﴾﴾ (یوسف: ۱۰۳)

''اور آپ کی خواہش کے باوجود اکثر ایمان نہیں لاسکتے۔''

اور فرمایا:

﴿وَقَلِيلٌ مِنْ عِبَادِيَ الشَّكُورُ ﴿١٣﴾﴾ (السبا: ۱۳)

''اور میرے بندوں میں بہت کم ہی شکر گزار ہیں۔''

10: شریعت کا قاعدہ ہے کہ جس مسئلہ میں لوگوں کا اختلاف ہوجائے اسے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کی طرف لوٹا دیا جائے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ ۖ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۚ ذَٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا ﴿٥٩﴾﴾

(النساء: ۵۹)

---

[1] دیکھئے: اقتضاء الصراط المستقیم لمخالفة أصحاب الجحیم، از شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ، ۲/۶۱۴-۶۱۵، وزاد المعاد، از امام ابن القیم رحمہ اللہ، ۱/۵۹۔

Marfat.com

"اے ایمان والو! فرمانبرداری کرو اللہ کی اور فرمانبرداری کرو رسول کی اور تم میں سے اختیار والوں کی، پھر اگر کسی چیز میں اختلاف کرو تو اسے لوٹا دو اللہ تعالیٰ کی طرف اور رسول اللہ ﷺ کی طرف اگر تمہیں اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان ہے، یہ بہت بہتر ہے اور باعتبار انجام کے بہت اچھا ہے۔"

نیز ارشاد ہے:

﴿وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيهِ مِنْ شَيْءٍ فَحُكْمُهُ إِلَى اللَّهِ﴾ (الشوریٰ: ۱۰)

"اور جس چیز میں تمہارا اختلاف ہو جائے اس کا فیصلہ اللہ تعالیٰ ہی کی طرف ہے۔"

اور اس میں کوئی شک نہیں کہ جو شخص بھی محفل میلاد کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوٹائے گا وہ اسی نتیجے پر پہنچے گا۔ اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ کی اتباع و پیروی کرنے کا حکم دیتا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا﴾

(الحشر: ۷)

"اور تمہیں جو رسول دیں لے لو اور جس سے روکیں رک جاؤ۔"

اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس بات کی وضاحت فرماتا ہے کہ اہلِ ایمان پر اس نے اپنے دین کی تکمیل اور اپنی نعمت تمام کردی ہے، نیز یہ چیز بھی اس سے پوشیدہ نہ رہے گی کہ رسول اللہ ﷺ نے نہ تو میلاد منانے کا حکم دیا، نہ ہی خود منایا اور نہ آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کیا، لہٰذا معلوم ہوا کہ محفلِ میلاد دین اسلام کی کوئی چیز نہیں، بلکہ ایک نومولود بدعت ہے۔

۱۱: مسلمان کے لیے مشروع یہ ہے کہ اگر چاہے تو پیر کے دن کا روزہ رکھے، کیونکہ نبی کریم ﷺ سے پیر کے روزہ سے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((ذَاكَ يَوْمٌ وُلِدْتُ فِيهِ، وَيَوْمٌ بُعِثْتُ، أَوْ أُنْزِلَ عَلَيَّ.)) [1]

---

[1] صحيح مسلم، كتاب الصيام، باب استحباب صيام ثلاثة أيام من كل شهر، وصوم يوم عرفة، وعاشوراء، والإثنين والخميس، ۲/۸۱۹، حديث نمبر: ۱۱۶۲.

Marfat.com

''اسی دن میری ولادت ہوئی ہے، اور اسی دن نبی و رسول بنا کر مبعوث ہوا ہوں یا مجھ پر وحی نازل کی گئی۔''

لہٰذا اسوۂ نبی کی روشنی میں پیر کے روز صرف روزہ رکھنا ثابت ہے، آپ کی ولادت باسعادت کا جشن منانا نہیں!!

۱۲: جشن عید میلاد النبی میں اکثر و بیشتر منکرات اور مفاسد کی بھر مار ہوتی ہے، چنانچہ اس طرح کی محفلوں میں شریک ہونے والے اور ان کا مشاہدہ کرنے والے اس سے بخوبی واقف ہیں۔ بطور مثال (ان مجلسوں میں انجام پانے والے) چند حرام اور منکر امور درج ذیل ہیں:

اولاً:...... میلاد ی حضرات جو بھی قصائد یا مدحیہ اشعار ان محفلوں میں گاتے ہیں ان میں سے اکثر و بیشتر اشعار شرکیہ کلمات، غلو آرائی اور مبالغہ آمیزی سے خالی نہیں ہوتے، جن سے نبی کریم ﷺ نے منع فرمایا ہے، ارشاد ہے:

((لَا تُطْرُوْنِي كَمَا أَطْرَتِ النَّصَارٰى عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ فَإِنَّمَا أَنَا عَبْدُهُ، فَقُوْلُوْا: عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهُ.)) [1]

''تم (حد سے زیادہ تعریفیں کر کے) مجھے حد سے آگے نہ بڑھاؤ، جیسا کہ نصاریٰ (عیسائیوں) نے عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کو حد سے آگے بڑھا دیا تھا، میں اللہ کا بندہ ہوں، لہٰذا مجھے اللہ کا بندہ اور رسول ہی کہو۔''

ثانیاً: میلاد کی ان محفلوں میں دیگر حرام کاریاں بھی ہوتی ہیں، مثلاً مرد و زن کا اختلاط، گانے بجانے، ڈھول تاشے کے آلات کا استعمال، نشہ آور اشیا کا استعمال اور بسا اوقات ان محفلوں میں شرک اکبر تک کا ارتکاب کیا جاتا ہے، جیسے رسول اکرم ﷺ کی ذات یا دیگر اولیائے کرام سے استغاثہ (فریاد) وغیرہ کرنا، اسی طرح قرآن کریم کی بے حرمتی کی جاتی ہے،

[1] صحيح البخاري، كتاب الأنبياء باب قوله تعالى ﴿واذكر في الكتاب مريم......﴾ ٤/١٧١، حديث نمبر: ٣٤٤٥.

Marfat.com

چنانچہ اسی مجلس میں بیٹھ کر لوگ سگریٹ نوشی کرتے ہیں، اسی طرح ان مجلسوں میں بے حساب فضول خرچی بھی ہوتی ہے، نیز ان ایام میں مساجد میں سراسر باطل پر مبنی ذکر کی مجلسیں اور حلقے قائم کیے جاتے ہیں جن میں بڑے زور زور سے لوگ قوالیاں گاتے ہیں اور حلقۂ ذکر کا رئیس تیزی سے تالیاں بجاتا ہے، یہ ساری چیزیں بالاتفاق علمائے حق، باطل اور حرام ہیں۔ [1]

ثالثاً: میلاد کی ان محفلوں میں ایک قبیح اور بدترین عمل یہ بھی انجام پاتا ہے کہ آپ کی ولادت کا ذکر آنے پر بعض لوگ از روئے تعظیم وتکریم کھڑے ہوتے ہیں کیونکہ ان کا عقیدہ ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ میلاد کی اس محفل میں حاضر ہوتے ہیں، چنانچہ اسی عقیدہ کے مطابق آپ کا خیر مقدم کرتے ہوئے اور مرحبا کہتے ہوئے کھڑے ہوتے ہیں، اور یہ عظیم ترین جھوٹ اور بدترین جہالت ہے، کیونکہ رسول کریم ﷺ قیامت سے قبل اپنی قبر مبارک سے نہ تو نکل سکتے ہیں نہ لوگوں میں سے کسی سے مل سکتے ہیں اور نہ ان مجلسوں میں حاضر ہوسکتے ہیں، بلکہ آپ اپنی قبر پاک میں قیامت تک کے لیے مقیم ہیں اور آپ کی روح مبارک دارِ کرامت (جنت) میں اپنے رب کے پاس اعلیٰ علیین میں سے ہے (ا) جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ ⑮ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ ⑯ ﴾ (المؤمنون: ١٥ تا ١٦)

''اس کے بعد پھر تم سب یقیناً مرجانے والے ہو، پھر قیامت کے دن بلاشبہ تم سب اٹھائے جاؤ گے۔''

اور نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

((أَنَا سَيِّدُ وُلْدِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَأَوَّلُ مَنْ يَنْشَقُّ عَنْهُ الْقَبْرُ، وَأَوَّلُ شَافِعٍ وَأَوَّلُ مُشَفَّعٍ.)) [2]

---

[1] دیکھئے: الإبداع في مضار الابتداع، از شیخ علی محفوظ، ص: ۲۵۱۔۲۵۷۔

[2] مسلم، كتاب الفضائل، باب تفضيل نبينا محمد على جميع الخلائق، ٤/١٧٨٢، حديث: ٢٢٧٨.

Marfat.com

''میں قیامت کے روز تمام اولادِ آدم کا سردار ہوں گا اور سب سے پہلے میری قبر پھٹے گی اور میں قبر سے باہر نکلوں گا اور میں سب سے پہلا سفارشی ہوں گا اور سب سے پہلے میری سفارش قبول ہوگی۔''

یہ آیتِ کریمہ اور حدیث شریف اور اس معنی کی دیگر آیات و احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ نبی رحمت ﷺ اور آپ کے علاوہ دیگر اموات قیامت کے روز ہی اپنی اپنی قبروں سے نکلیں گے۔ سماحۃ الشیخ علامہ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''یہ علمائے اسلام کا متفق علیہ مسئلہ ہے اس میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں۔'' [1]

(۲) ماہ رجب کے پہلے جمعہ کی شب میں جشن منانا:

ماہِ رجب کے پہلے جمعہ کی شب میں جشن منانا ایک گھناؤنی قسم کی بدعت ہے، امام ابوبکر طرطوشی رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ انہیں ابومحمد المقدسی رحمہ اللہ نے خبر دی، وہ فرماتے ہیں:

''جہاں تک ماہِ رجب کی نماز کا مسئلہ ہے تو ہمارے یہاں بیت المقدس میں اس کی ایجاد (وجود) ۴۸۰ھ کے بعد ہوئی ہے، اس سے قبل اس نماز کو بھی ہم نے کبھی دیکھا تھا، اور نہ ہی اس کے متعلق کچھ سنا تھا۔'' [2]

اور امام ابوشامہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''جہاں تک ''صلاۃ الرغائب'' کا مسئلہ ہے تو آج کل لوگوں کے درمیان یہ مشہور ہے کہ رجب کے پہلے جمعہ کی شب میں مغرب اور عشاء کے درمیان یہی نماز پڑھی جاتی ہے۔'' [3]

امام حافظ ابن رجب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

---

[1] التحذیر من البدع، ص: ۱۴، و ص: ۷-۱۴ اور دیکھئے: الإبداع في مضار الابتداع از شیخ علی محفوظ، ص: ۲۵۰-۲۵۸، والتبرك أنواعه وأحكامه، از ڈاکٹر ناصر بن عبدالرحمٰن الجدیع، ص: ۳۵۸-۳۷۳، وتنبیه أولی الأبصار......، ص: ۲۲۸-۲۵۰۔

[2] الحوادث والبدع، از امام ابوبکر طرطوشی، ص ۲۶۷، نمبر (۲۳۸)۔

[3] کتاب الباعث علی انکار البدع والحوادث، از امام ابوشامہ، ص: ۱۳۸۔

Marfat.com

''جہاں تک نماز کی بات ہے تو ماہِ رجب میں کوئی مخصوص نماز ثابت نہیں ہے اور ماہِ رجب کے پہلے جمعہ کی شب میں پڑھی جانے والی نماز ''صلاۃ الرغائب'' کے سلسلہ میں جتنی بھی روایتیں مروی ہیں جھوٹ، باطل اور غیر صحیح ہیں اور یہ نماز جمہور اہلِ علم (علمائے کرام) کے نزدیک بدعت ہے۔'' ❶

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''ماہِ رجب یا اس کے روزوں یا اس ماہ کے کسی مخصوص دن کے روزہ اور اس کی کسی مخصوص رات کی عبادت کی فضیلت کے سلسلہ میں کوئی بھی صحیح اور قابل حجت حدیث وارد نہیں ہے۔'' ❷

پھر حافظ ابن حجر رحمہ اللہ وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جو حدیثیں رجب کی فضیلت، یا اس کے روزوں، یا اس کے کسی بھی خاص دن کے روزوں کی فضیلت میں وارد ہوئی ہیں وہ دو طرح کی ہیں، ضعیف اور موضوع۔ ❸

پھر حدیثِ صلاۃ الرغائب کا تذکرہ فرمایا ہے، جس میں یہ ہے کہ رجب کی پہلی جمعرات کو روزہ رکھے، پھر جمعہ کی شب مغرب اور عشاء کے درمیان بارہ رکعتیں پڑھے، ہر رکعت میں ایک بار سورۂ فاتحہ، تین بار ﴿إِنَّا أَنزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ﴾ اور بارہ بار ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ کی تلاوت کرے اور ہر دو رکعت پر سلام پھیرے۔ اس کے بعد حافظ ابن حجر نے تسبیح، استغفار، سجدہ اور درود نبوی ﷺ کے سلسلہ میں تفصیلی گفتگو کی ہے۔

پھر یہ وضاحت فرمائی ہے کہ یہ حدیث موضوع اور نبی کریم ﷺ پر بہتان ہے، نیز بتایا ہے کہ اس میں اس بات کا بھی ذکر ہے کہ جو یہ نماز پڑھے اس پر ضروری ہے کہ اس دن کا روزہ بھی رکھے، جبکہ بسا اوقات دن میں کافی سخت گرمی پڑتی ہے اور ظاہر ہے کہ جب انسان

---

❶ لطائف المعارف فيما لمواسم العام من الوظائف، ص: ۲۲۸.

❷ تبيين العجب بما ورد في شهر رجب، ص: ۲۳.

❸ دیکھئے: مصدر سابق: ص: ۲۳.

Marfat.com

روزہ رکھے گا تو اسے نمازِ مغرب تک کھانے پینے سے احتراز کرنا ضروری ہوگا اور پھر مغرب کے بعد اس نماز کی ادائیگی کے لیے کھڑا ہوگا اور پھر ان لمبی تسبیحات اور طویل سجدوں میں اپنے آپ کو کھپائے گا تو کس قدر تکلیف اور اذیت رسانی سے دوچار ہوگا؟ نیز فرماتے ہیں:

''مجھے ماہ رمضان اور صلاۃ تراویح پر غیرت آتی ہے کہ اس میں اہل ایمان کی کس قدر بھیڑ ہوتی ہے، لیکن جاہل عوام کے نزدیک یہ نماز (صلاۃ الرغائب) اُس سے بھی افضل اور عظیم تر ہے، کیوں کہ اس میں وہ لوگ بھی حاضر ہوتے ہیں جو فرائض تک نہیں ادا کرتے۔'' [1]

امام ابن الصلاح رحمہ اللہ ''صلاۃ الرغائب'' کے متعلق فرماتے ہیں:

''صلاۃ الرغائب'' والی حدیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ ہے اور یہ ایک ایسی بدعت ہے جو چوتھی صدی ہجری کے بعد معرض وجود میں آئی۔'' [2]

امام عز بن عبد السلام رحمہ اللہ نے ۶۳۷ھ میں فتویٰ دیا ہے کہ ''صلاۃ الرغائب'' ایک بدترین قسم کی بدعت ہے اور اس سلسلہ میں بیان کی جانے والی حدیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ ہے۔ [3]

''صلاۃ الرغائب'' کے بطلان اور مفاسد کے سلسلہ میں امام ابوشامہ رحمہ اللہ کی بات کا خلاصہ پیش کرتے ہوئے ائمہ کرام رحمہم اللہ کی گفتگو ختم کرتا ہوں، امام ابوشامہ رحمہ اللہ نے اس نماز کے مفاسد کو یوں بیان فرمایا ہے:

۱: اس نماز کے بدعت ہونے کی ایک دلیل یہ ہے کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین، تبع تابعین اور ان کے علاوہ تمام لوگ جنہوں نے کتب شریعت کی جمع و تدوین فرمائی ہے، جنہیں دینِ اسلام کے منارہ اور مسلمانوں کے امام ہونے کی حیثیت حاصل ہے

---

[1] دیکھیے: تبيين العجب بما ورد في شهر رجب، ص ٥٤.

[2] كتاب الباعث على انكار البدع والحوادث، از امام ابوشامه، ص: ١٤٥.

[3] دیکھیے: كتاب الباعث على انكار البدع والحوادث، از امام ابوشامه، ص: ١٤٥.

Marfat.com

اور جو لوگوں کو فرائض و سنن کی تعلیم دینے کے انتہائی حریص اور خواہش مند تھے، لیکن اس کے باوجود ان سے کہیں منقول نہیں کہ ان میں سے کسی ایک نے اس نماز کا تذکرہ کیا ہو، یا اپنی کتاب میں لکھا ہو یا اپنی مجلس میں اس سے کوئی تعرض کیا ہو، جبکہ عرف و عادت میں ایسا ہونا محال ہے کہ اس نماز کو سنت کی حیثیت حاصل ہو اور ان ائمہ کی نگاہِ بصیرت سے اوجھل رہ جائے۔

۲: یہ نماز درج ذیل تین وجوہات کے سبب شریعت کے مخالف ہے:

پہلی وجہ:...... یہ نماز حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کے مخالف ہے جس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا تَخُصُّوا لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ بِقِيَامٍ مِنْ بَيْنِ اللَّيَالِي، وَلَا تَخُصُّوا يَوْمَ الْجُمُعَةِ بِصِيَامٍ مِنْ بَيْنِ الْأَيَّامِ، إِلَّا أَنْ يَكُونَ فِي صَوْمٍ يَصُومُهُ أَحَدُكُمْ.))[1]

"راتوں میں سے جمعہ کی رات کو عبادت کے لیے خاص نہ کرو اور نہ ہی دنوں میں سے جمعہ کے دن کو روزہ رکھنے کے لیے خاص کرو، ہاں اگر تم میں سے کوئی پہلے سے روزہ رکھ رہا ہو اور اس دن جمعہ پڑ جائے (تو کوئی بات نہیں)۔"

لہٰذا اس حدیث کی بنیاد پر یہ جائز نہیں کہ جمعہ کی رات کو دیگر راتوں کے بالمقابل کسی اضافی نماز کے لیے خاص کیا جائے۔[2]

یہ حدیث رجب کے پہلے جمعہ کی شب کو اور اس کے علاوہ کسی بھی شب کو عام ہے۔

دوسری وجہ:...... رجب اور شعبان کی دونوں نمازیں بدعت ہیں، کیونکہ ان دونوں نمازوں کے بارے میں حدیثیں وضع کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ کا بہتان لگایا

---

[1] متفق علیه: البخاری، کتاب الصوم، باب صوم یوم الجمعة ۳۰۳/۲، حدیث نمبر: ۱۹۸۵ و مسلم کتاب الصیام، باب کراهة صوم یوم الجمعة منفرداً، ۸۰۱/۲، حدیث نمبر ۱۱۴۴.و

[2] دیکھئے: کتاب الباعث علی انکار البدع و الحوادث، از امام ابوشامہ، ص:۱۵۶۔

Marfat.com

گیا ہے، اور اعمال کی جزاء میں من مانی اور بلا دلیل تقدیر فرض کر کے اللہ رب العالمین پر جھوٹ کا طومار باندھا گیا ہے، لہٰذا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی خاطر غیرت کا تقاضہ یہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر گھڑی ہوئی چیزوں کو معطل قرار دیا جائے اور اس کی قباحت و شناعت کو آشکارا کیا جائے اور اس سے لوگوں کو متنفر کیا جائے کیونکہ اس کی موافقت کرنے سے درج ذیل مفاسد لازم آتے ہیں:

۱: اس نماز کی فضیلت اور کفارہ بننے کے سلسلے میں جو چیزیں آئی ہیں ان پر عوام کا اعتماد کر لینا، جب کہ یہ چیز انہیں درج ذیل دو خطرناکیوں میں ڈال دینے کا سبب ہے:

۱: فرائض میں کوتاہی ۲: گناہوں میں انہماک

چنانچہ دیکھا جاتا ہے کہ لوگ اس شب کی آمد کے انتظار میں رہتے ہیں اور اسے ادا کر کے اپنی تمام کوتاہیوں کی تلافی کا سامان اور گناہوں کا کفارہ سمجھتے ہیں اور اس طرح حدیث صلاۃ الرغائب کے وضع کرنے والے کے مقصد کی تکمیل ہوتی ہے یعنی نیکیوں کی ترغیب میں بہ کثرت معاصی کا ارتکاب ہوتا ہے۔

۲: اہل بدعت کو بدعتی اعمال کے ذریعے لوگوں کو گمراہ کرنے میں شہ ملتی ہے، جب وہ اپنی وضع کردہ بدعات کو رواج پاتے اور لوگوں کو اس میں منہمک ہوتے دیکھتے ہیں تو وہ لوگوں کو نئی نئی بدعات میں ملوث کرتے رہتے ہیں، جب کہ بدعات کے ترک کر دینے سے بدعتیوں کو بدعت گری سے زجر و توبیخ ہوتی ہے۔

۳: جب ایک عالم اور جانکار شخص اس بدعت پر عمل کرتا ہے تو عوام کو اس کے سنت ہونے کا فریب دیتا ہے اور اس طرح وہ شخص زبان حال سے رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی پر جھوٹ منسوب کرنے والا قرار پاتا ہے اور بسا اوقات زبانِ حال زبانِ قال (کلام) کے قائم مقام ہوتی ہے۔ لوگ اکثر اسی سبب سے بدعات کا شکار ہوئے ہیں۔

۴: ایک عالم آدمی جب اس بدعتی نماز کو پڑھتا ہے تو گویا وہ لوگوں کے نبی کریم ﷺ پر جھوٹ منسوب کرنے کا سبب بنتا ہے، چنانچہ لوگ اس نماز کو سنت کہنے لگتے ہیں۔

Marfat.com

تیسری وجہ:...... یہ بدعی نماز، نماز سے متعلق کئی مسائل میں شریعت کے اصولوں کی مخالفت پر مشتمل ہے:

۱: یہ نماز سجدوں کی تعداد، تسبیحوں کی تعداد اور اسی طرح ہر رکعت میں سورۂ قدر و سورۂ اخلاص کی تلاوت کی تعداد کے اعتبار سے نبی کریم ﷺ کی دیگر نمازوں میں معروف سنتوں کے خلاف ہے۔

۲: نماز میں خشوع و خضوع، استحضار قلبی، اللہ کے لیے فارغ البالی، نیز قرآن کریم کے معانی سے واقفیت وغیرہ جیسی سنتوں کے خلاف ہے۔

۳: گھروں میں نوافل کی ادائیگی کی سنت کے خلاف ہے، کیونکہ نوافل کی ادائیگی مساجد کی بہ نسبت گھروں میں زیادہ افضل ہے، اسی طرح فرداً فرداً ادا کرنا بھی مسنون ہے، سوائے رمضان میں نماز تراویح کے۔

۴: اس بدعی نماز کے وضع کرنے والوں کے نزدیک اس نماز کا کمال یہ ہے کہ اس دن (جمعرات کو) روزہ رکھا جائے اور ایسا کرنے سے دو سنتوں کا معطل کرنا لازم آتا ہے، افطار کی سنت، اور بھوک و پیاس کی شدت سے دل کا فارغ رکھنا۔

۵: اس نماز سے فارغ ہونے کے بعد کئے جانے والے دو سجدے بلاوجہ ہیں۔[1]

سابقہ تمام دلائل، ائمہ کرام کے فرمودات، بطلان کی وجوہات اور مفاسد کی اقسام سے ایک عقلمند کے لیے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ "صلاۃ الرغائب" ایک بدترین قسم کی بدعت اور اسلام میں ایک بے اصل اور نو ایجاد شے ہے۔

---

[1] کتاب الباعث علی انکار البدع والحوادث، از امام ابوشامہ، ص: ۱۵۳-۱۹۶، یہ تمام مفاسد اور بطلان کی وجوہات رجب کے پہلے جمعہ کی شب میں پڑھی جانے والی نماز "صلاۃ الرغائب" اور اسی طرح پندرھویں شعبان کی شب میں ادا کی جانے والی نماز ہر دو کو شامل ہیں، جیسا کہ ابوشامہ رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "الباعث علی انکار البدع والحوادث" (ص:۱۷۴) میں اس بات کی وضاحت فرمائی ہے۔

Marfat.com

(۳) اسراء ومعراج کی شب میں جشن منانا:

اسراء ومعراج کی شب اللہ عزوجل کی ان عظیم الشان نشانیوں میں سے ہے جو نبی کریم ﷺ کی حقانیت وصداقت، عند اللہ آپ کی عظیم قدر ومنزلت، اللہ کی قدرت بے پایاں اور اللہ عزوجل کے اپنے تمام مخلوقات پر عالی و بلند ہونے پر دلالت کرتی ہیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِيْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيٰتِنَا ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ①﴾ (الاسراء: ۱)

''پاک ہے وہ اللہ تعالیٰ جس نے اپنے بندے کو راتوں رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ کی سیر کرائی، جس کے آس پاس ہم نے برکت عطا فرمائی ہے، تاکہ ہم انہیں اپنی قدرت کی بعض نشانیوں کا مشاہدہ کرائیں، یقیناً اللہ تعالیٰ خوب سننے والا، دیکھنے والا ہے۔''

رسول اکرم ﷺ سے تواتر کے ساتھ ثابت ہے کہ آپ ﷺ کو آسمان پر لے جایا گیا، آپ کی خاطر آسمانوں کے دروازے کھولے گئے، یہاں تک کہ آپ ساتوں آسمانوں سے بھی آگے تشریف لے گئے، وہاں آپ کے رب نے اپنے ارادے کے مطابق آپ سے گفتگو فرمائی اور پانچ نمازیں فرض کیں، اللہ عزوجل نے ابتدا میں پچاس نمازیں فرض کی تھیں، لیکن ہمارے نبی جناب محمد رسول اللہ ﷺ اپنے رب سے برابر مراجعہ کرتے رہے اور تخفیف کی درخواست کرتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے باعتبار فرضیت پانچ نمازیں رکھیں اور باعتبار اجر وثواب پچاس، کیونکہ ہر نیکی کا ثواب دس گنا دیا جاتا ہے، پس ہر طرح کی حمد وشکر اس اللہ تعالیٰ کے لیے لائق وزیبا ہے جس نے ہمیں ان گنت و بے شمار نعمتوں سے نوازا۔ [1]

---

[1] دیکھئے التحذیر من البدع، از علامہ عبدالعزیز بن عبداللہ باز رحمہ اللہ، ص: ۱۶۔

Marfat.com

یہ شب جس میں واقعہ اسراء پیش آیا، درج ذیل وجوہات کی بنا پر اس میں کسی طرح کا جشن منانا اور اسے کسی بھی طرح کی غیر مشروع عبادت کے لیے خاص کرنا جائز نہیں۔

اولاً: یہ شب جس میں واقعہ اسراء و معراج پیش آیا اس کی تحدید و تعیین کے سلسلہ میں کوئی صحیح حدیث وارد نہیں ہے نہ رجب کی نہ کسی اور مہینا کی، چنانچہ کہا گیا ہے کہ یہ واقعہ آپ ﷺ کی بعثت کے پندرہ ماہ بعد پیش آیا اور کہا گیا ہے کہ ہجرت سے ایک سال قبل ربیع الآخر کی ستائیسویں شب میں پیش آیا اور کہا گیا ہے کہ آپ ﷺ کی بعثت کے پانچ سال بعد پیش آیا [1] اور کہا گیا ہے کہ ربیع الاوّل کی ستائیسویں شب میں پیش آیا۔ [2]

امام ابوشامہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"بعض قصہ گوؤں کے حوالہ سے جو ذکر کیا جاتا ہے کہ واقعہ اسراء ماہ رجب میں پیش آیا، یہ بات اصحاب جرح و تعدیل کے نزدیک سراسر جھوٹ ہے۔" [3]

امام ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"شب اسراء کے بارے میں پتا نہیں کہ وہ کون سی رات تھی؟" [4]

علامہ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ

"یہ شب جس میں واقعہ اسراء و معراج رونما ہوا صحیح احادیث میں اس کی کوئی تعیین موجود نہیں ہے، نہ رجب میں اور نہ کسی اور مہینا کی، اس رات کی تعیین کے سلسلہ میں جو روایتیں بھی وارد ہوئی ہیں وہ محدثین کے نزدیک نبی کریم ﷺ سے ثابت نہیں ہیں اور اس شب کے بھلا دینے (نا معلوم رکھنے) میں بھی اللہ کی کوئی حکمت بالغہ کارفرما ہے۔" [5]

---

[1] دیکھیے: صحیح مسلم بشرح امام نووی، ۲/۲۶۷-۲۶۸.

[2] دیکھیے: کتاب الباعث علی انکار البدع والحوادث، از امام ابوشامہ، ص:۲۳۲۔

[3] کتاب الباعث علی انکار البدع والحوادث، ص: ۲۳۲ نیز دیکھیے: تبیین العجب بما ورد في رجب، از امام ابن حجر، ص:۹، ۱۹، ۵۲، ۶۴-۶۵۔

[4] دیکھیے: زاد المعاد في هدي خير العباد، از امام ابن القیمؒ، ۱/۵۸. [5] التحذیر من البدع، ص: ۱۷.

Marfat.com

اور اگر اس کی تعیین ثابت بھی ہو جائے تب بھی بلا دلیل خصوصیت کے ساتھ اس میں کسی قسم کی عبادت کرنا جائز نہیں۔ ❶

ثانیاً: اصحاب ایمان اور اہل علم میں سے کسی سے بھی یہ ثابت نہیں کہ کسی نے شب اسراء و معراج کو دیگر راتوں پر کسی بھی قسم کی کوئی فضیلت دی ہو اور یہ کہ نبی کریم ﷺ، آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین ؒ، اور تبع تابعین ؒ وغیرہم نے نہ تو اس شب میں کوئی جشن منایا اور نہ ہی اسے کسی عبادت کے لیے خاص کیا اور نہ ہی اس کا ذکر کیا، لہٰذا اگر اس شب میں تقریب منانے اور محفلِ معراج منعقد کرنے کی کوئی شرعی حیثیت ہوتی تو رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کو اپنے قول یا فعل سے اس کی راہنمائی ضرور فرمائی ہوتی اور اگر فی الحقیقت ایسی کوئی بات ہوتی تو معروف و مشہور ہوتی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور رسول اللہ ﷺ سے نقل کر کے ہم تک ضرور پہنچاتے۔ ❷

ثالثاً: اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس امت کے لیے اپنے دین کی تکمیل فرما دی ہے اور ان پر اپنی نعمت تمام کر دی ہے، ارشاد ربانی ہے:

﴿ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ﴾ (المائدہ: ۳)

”آج میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو کامل کر دیا اور تم پر اپنا انعام بھرپور کر دیا اور تمہارے لیے اسلام کے دین ہونے پر رضا مند ہو گیا۔“

نیز ارشاد ہے:

﴿ اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَاْذَنْۢ بِهِ اللّٰهُ ۭ وَلَوْلَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۭ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٢١﴾ ﴾ (الشوریٰ: ۲۱)

---

❶ دیکھیے: مصدر سابق: ص ۱۷.

❷ دیکھیے: زاد المعاد، از امام ابن القیمؒ، ۱/ ۵۸، والتحذیر من البدع، از علامہ عبد العزیز بن بازؒ، ص: ۱۷.

Marfat.com

''کیا ان کے لیے ایسے شرکاء ہیں جنہوں نے اللہ کے دین میں اللہ کی فرمائی ہوئی چیزوں کے علاوہ احکامِ دین مقرر کر دیے ہیں، اگر فیصلہ کے دن کا وعدہ نہ ہوتا تو ان میں فیصلہ کر دیا جاتا، یقیناً ظالموں کے لیے ہی دردناک عذاب ہے۔''

رابعاً: نبی کریم ﷺ نے بدعات سے بچنے اور دور رہنے کی تنبیہ کی ہے اور صراحت فرما دی ہے کہ ہر بدعت گمراہی اور بدعتی کے منہ پر دے ماری جانے والی (ناقابل قبول) ہے۔ چنانچہ صحیح بخاری و مسلم میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ.)) ❶

''جس کسی نے ہمارے اس دین میں کوئی ایسی بات ایجاد کی جو اس میں سے نہیں تو وہ مردود ہے۔''

((مَنْ عَمِلَ عَمَلاً لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ.)) ❷

''جس نے کوئی ایسا عمل کیا جو ہمارے اسلام میں نہیں تو وہ مردود ہے۔''

سلف صالحین نے بھی بدعات سے ڈرایا ہے کیونکہ بدعات دین اسلام میں زیادتی اور شریعت کا ایک ایسا طریقہ ہے جس کی نہ اللہ عزوجل نے اجازت دی ہے اور نہ ہی رسول اللہ ﷺ نے، بلکہ یہ اللہ کے دشمن یہود و نصاریٰ کی مشابہت ہے، جس طرح انہوں نے اپنے اپنے دین (یہودیت و عیسائیت) میں نئی نئی چیزوں کا اضافہ کر لیا۔ ❸

(۴) شعبان کی پندرہویں شب میں جشن منانا:

امام محمد بن وضاح القرطبی اپنی سند سے بروایت عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم نقل فرماتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:

---

❶ اس حدیث کی تخریج ص: ۵۲ میں گزر چکی ہے۔

❷ اس حدیث کی تخریج ص: ۵۲ میں گزر چکی ہے۔

❸ دیکھئے: التحذیر من البدع، از شیخ ابن باز، ص: ۱۹۔

Marfat.com

''میں نے اپنے مشائخ وفقہاء میں سے کسی کو نہ پایا کہ وہ شعبان کی پندرہویں شب کی طرف ذرا بھی نظر التفات کرتے ہوں اور نہ مکحول کی حدیث کی طرف ❶ اور نہ ہی دوسری راتوں پر اس رات کی کوئی فضیلت سمجھتے تھے۔'' ❷

امام ابوبکر طرطوشی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''ابومحمد المقدسی نے مجھے خبر دی وہ فرماتے ہیں: ''ماہ رجب اور شعبان میں جو یہ ''صلاۃ الرغائب'' پڑھی جاتی ہے، ہمارے یہاں بیت المقدس میں کبھی نہ تھی، ہمارے یہاں سب سے پہلے اس کا وجود ۴۴۸ھ میں ہوا، وہ اس طرح کہ ابن ابوالحمراء نامی ایک شخص نابلس سے ہمارے یہاں بیت المقدس آیا، وہ ذرا خوش آواز تھا، چنانچہ پندرہویں شعبان کی شب مسجد اقصیٰ میں کھڑے ہوکر نماز پڑھنے لگا، اسے دیکھ کر ایک شخص اس کے پیچھے اور کھڑا ہوگیا، پھر تیسرے اور اسی طرح

---

❶ حدیث مکحول کی تخریج یوں ہے: ابن عاصم، في السنة، حدیث نمبر (۵۱۲)، وابن حبان، ۱۲/۴۸۱، حدیث نمبر (۵۶۶۵)، والطبراني في الكبير، ۲۰/۱۰۹، حدیث نمبر (۲۱۵)، وابو نعیم في الحلية، ۵/۱۹۱، والبيهقي في شعب الإيمان ۵/۲۷۲، حدیث نمبر (۶۶۲۸)، بروایت حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ مرفوعاً:

"يطلع الله إلى خلقه في ليلة النصف من شعبان فيغفر لجميع خلقه إلا لمشرك أو مشاحن."

''پندرہویں شعبان کی شب اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کی طرف تجلی فرماتا ہے اور اپنی تمام مخلوق کو بخش دیتا ہے سوائے مشرک اور باہمی بغض وعداوت رکھنے والے کے۔''

محدث العصر امام البانی رحمہ اللہ اپنی کتاب "سلسلة الأحاديث الصحيحة" میں فرماتے ہیں: ''یہ حدیث صحیح ہے، صحابہ کرام کی ایک جماعت سے مختلف سندوں سے مروی ہے، بعض سے بعض کو تقویت حاصل ہوتی ہے، وہ صحابہ یہ ہیں: معاذ بن جبل، ابوثعلبہ الخشنی، عبد اللہ بن عمرو، ابوموسیٰ اشعری، ابو ہریرہ، ابوبکر صدیق، عوف بن مالک اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہم، پھر ان آٹھوں سندوں کی تخریج کی ہے اور ان کے رجال پر چار صفحات پر مشتمل طویل گفتگو فرمائی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اگر پندرہویں شعبان کی شب کی فضیلت میں امام البانی رحمہ اللہ کے بقول یہ روایت صحیح ہے، تب بھی اس سے اس شب میں خصوصیت کے ساتھ عبادتیں کرنا اور اس کے دن میں روزہ رکھنا ثابت نہیں ہوتا، سوائے اتنی مشروع عبادت کے جسے مسلمان سال کے دیگر ایام میں انجام دیتا ہے، کیونکہ عبادات توقیفی ہیں۔ (بغیر دلیل کے ثابت نہیں ہوسکتیں)

❷ كتاب فيه ما جاء في البدع، از امام وضاح، متوفی ۲۸۷ھ، ص: ۱۰۰، نمبر ۱۱۹۔

Marfat.com

چوتھے کا اضافہ ہوا، یہاں تک کہ ختم ہوتے ہوتے پوری ایک جماعت ہوگئی، پھر آیندہ سال بھی وہ شخص آیا اور اسی طرح لوگوں کی ایک جماعت نے اس کے ساتھ نماز ادا کی، اسی طرح اس کے بعد بھی، یہاں تک کہ مسجد اقصیٰ اور لوگوں کے گھر گھر میں اس نماز کا چرچا ہوگیا، پھر یوں ہی معاملہ چلتا رہا اور آج تک لوگ اسے سنت سمجھ کر اس پر عمل کرتے آرہے ہیں۔"[1]

امام ابن وضاح اپنی سند سے نقل کرتے ہیں کہ ابن ابی ملیکہ سے کہا گیا کہ زیاد نمیری کہتا ہے:

"شعبان کی پندرہویں شب کا ثواب لیلۃ القدر کی طرح ہے"، انہوں نے فرمایا: "اگر میں اسے یہ کہتے ہوئے سنتا اور میرے ہاتھ میں لاٹھی ہوتی تو میں اس کی پٹائی کرتا" زیادہ تو ایک قصہ گو شخص تھا۔"[2]

امام ابوشامہ شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"جہاں تک الفیہ (ہزارہ) کا مسئلہ ہے تو شعبان کی پندرہویں شب کی نماز کا نام الفیہ (ہزارہ) اس لیے رکھا گیا ہے کہ اس نماز میں ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ کی تلاوت ایک ہزار مرتبہ ہوتی ہے، وہ اس طرح سے کہ یہ نماز سو (۱۰۰) رکعات کی ہے اور ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ ایک بار اور سورۂ اخلاص دس بار پڑھی جاتی ہے۔ یہ ایک انتہائی لمبی اور پریشان کن نماز ہے۔ اور اس بارے میں جو بھی خبر یا اثر وارد ہے وہ یا تو ضعیف ہے یا موضوع۔ اور اس کی نماز کی وجہ سے عوام بڑے عظیم فتنے میں مبتلا ہیں اور اس نماز کے سبب آبادی کی جن جن مساجد میں اس

---

[1] كتاب الحوادث والبدع، از امام طرطوشی، متوفی ٤٧٤ھ، ص: ٢٦٦، نمبر ٢٣٨.

[2] كتاب فيه ما جاء في البدع، از امام وضاح، ص: ۱۰۱، نمبر ۱۲۰، اور امام طرطوشیؒ نے اسے امام ابن وضاح سے اپنی کتاب الحوادث والبدع میں روایت کیا ہے، ص: ۲۶۳، نمبر (۲۳۵)، البتہ مذکورہ الفاظ مصنف عبد الرزاق کے ہیں، دیکھیے: روایت نمبر ۷۹۲۸۔

Marfat.com

صلاۃ کا اہتمام کیا جاتا ہے ان میں بہت زیادہ آگ روشن کی جاتی ہے اور رات بھر یہ سلسلہ جاری رہتا ہے، اس میں فسق و فجور، اختلاط مرد و زن اور دیگر بہت ساری ناشائستہ و نازیبا حرکتیں ہوتی ہیں جو محتاج بیان نہیں۔ اور عبادت گزار عوام کے اس میں بڑے پختہ عقائد وابستہ ہوتے ہیں، شیطان لعین ان کی خاطر ان ساری چیزوں کو آراستہ کرتا ہے اور انہیں عین شعائرِ اسلام بنا کر پیش کرتا ہے۔" [1]

امام حافظ ابن رجب رحمہ اللہ ایک بڑی عمدہ گفتگو کے بعد فرماتے ہیں:

"شام کے کچھ تابعین جیسے خالد بن معدان، مکحول، لقمان بن عامر وغیرہم شعبان کی پندرہویں شب کی تعظیم کرتے تھے اور اس میں عبادت کا خصوصی اہتمام کرتے تھے، اس رات کی فضیلت لوگوں نے انہی سے لی ہے۔ اور بتایا جاتا ہے کہ ان لوگوں کو اس سلسلہ میں کچھ اسرائیلی آثار (یعنی یہودیوں اور نصرانیوں کی بیان کی ہوئی جھوٹی روایتیں اور من گھڑت قصے کہانیاں) مل گئے تھے اور جب یہ چیز ان کے ذریعہ سے مختلف شہروں میں مشہور ہوئی تو لوگ اختلاف کرنے لگے، بعض لوگ ان کی بات مان کر ان کے موافق ہو گئے، ان میں بصرہ کے عابدوں وغیرہ کی بھی ایک جماعت تھی، جب کہ اکثر علمائے حجاز نے اس کا انکار کیا، ان میں سے حضرت عطاء رحمہ اللہ، ابن ابی ملیکہ رحمہ اللہ وغیرہما ہیں اور یہی بات عبد الرحمٰن بن زید بن اسلم رحمہ اللہ نے فقہائے اہل مدینہ سے بھی نقل فرمائی ہے، امام مالک رحمہ اللہ کے اصحاب وغیرہم کا بھی یہی کہنا ہے، ان سبھوں نے ان ساری چیزوں کو بدعت قرار دیا ہے۔

اس رات میں عبادت کے طریقہ کے بارے میں علمائے اہل شام کی مندرجہ ذیل دو رائیں ہیں:

پہلی رائے:...... مسجد میں اکٹھا ہو کر اس رات میں عبادت کرنا مستحب ہے، خالد ابن معدان اور لقمان بن عامر اور دوسرے لوگ اس رات میں اچھے کپڑے زیب تن کرتے،

---

[1] کتاب الباعث علی انکار البدع والحوادث، از عبد الرحمٰن بن اسماعیل، معروف بہ ابو شامہ، (متوفی ۶۶۵ھ) ص: ۱۲۴۔

Marfat.com

دھونی دیتے، سرمہ لگاتے اور رات بھر مسجد میں عبادت کرتے۔ اسحاق بن راہویہ اس رائے کی موافقت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: اس رات میں مساجد میں اکٹھا ہو کر عبادت کرنا بدعت نہیں ہے اسے حرب کرمانی نے اپنے ''مسائل'' میں ذکر فرمایا ہے۔

دوسری رائے:...... اس رات میں نماز، قصص اور دعاؤں وغیرہ کے لیے مساجد میں جمع ہونا مکروہ و ناپسندیدہ ہے، البتہ اگر آدمی تنہا نماز پڑھے تو مکروہ نہیں، یہ اہل شام کے امام اور فقیہ اوزاعی کا قول ہے اور ان شاء اللہ یہی قریب ترین قول ہے۔

آگے فرماتے ہیں:

''شعبان کی پندرہویں رات کے بارے میں امام احمد بن حنبل سے کوئی بات نہیں ملتی، البتہ اس رات میں عبادت کے استحباب کے بارے میں ان سے دو روایتیں اُن دو روایتوں سے نکلتی ہیں جن میں عید کی دونوں راتوں میں عبادت کا ذکر ہے۔ عید کی ان دو روایتوں میں سے ایک میں آپ رات میں اکٹھا ہو کر عبادت کے عدم استحباب کے قائل ہیں، کیونکہ اس سلسلہ میں آپ ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم سے کوئی بات منقول نہیں ہے، جبکہ دوسری روایت میں استحباب کے قائل ہیں کیونکہ تابعین میں سے عبدالرحمٰن بن زید بن اسود ایسا کیا کرتے تھے تو اسی طرح سے شعبان کی پندرہویں شب کا مسئلہ بھی ہے کہ اس بارے میں رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم سے کوئی چیز ثابت نہیں ہے، بلکہ تابعین کی ایک جماعت سے ثابت ہے جو اہل شام کے مشہور فقہاء میں سے ہیں۔'' ❶

امام علامہ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''جہاں تک امام اوزاعی رحمہ اللہ کے علیحدہ طور پر عبادت کرنے کو مستحب کہنے اور حافظ ابن رجب رحمہ اللہ کے اس قول کو اختیار کرنے کا مسئلہ ہے، تو وہ ایک عجیب و

---

❶ لطائف المعارف، لِحافظ ابن رجبؒ، ص: ٢٦٣.

Marfat.com

غریب اور ضعیف امر ہے، کیونکہ ہر وہ چیز جس کی مشروعیت شرعی دلائل سے ثابت نہ ہو کسی مسلمان کے لیے اللہ کے دین میں اس کا ایجاد کرنا جائز نہیں، چاہے وہ انفرادی طور پر ہو یا اجتماعی طور پر، خفیہ طور پر ہو یا علانیہ طور پر، کیونکہ اللہ کے رسول ﷺ کا یہ فرمان عام ہے کہ

((مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ.)) [1]

''جس کسی نے ایسا عمل کیا جس پر ہمارا حکم نہ ہو تو وہ مردود ہے۔''

اور اس کے علاوہ دیگر دلائل ہیں جو بدعت کے انکار اور اس سے بچنے پر دلالت کرتے ہیں۔'' [2]

ائمہ کرام امام ابن وضاح، امام طرطوشی، امام عبدالرحمٰن بن اسماعیل المعروف بہ ابوشامہ، امام حافظ ابن رجب، اور امام ابوالعصر عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہم اللہ کے سابقہ تمام اقوال سے یہ بات واضح اور آشکارا ہو جاتی ہے کہ شعبان کی پندرھویں شب کو نماز یا کسی بھی قسم کی غیر شرعی عبادت کے لیے خاص کرنا بدعت ہے، کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ میں اس کی کوئی اصل نہیں ہے اور نہ ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی نے ایسا عمل کیا ہے۔

(۵) تبرک (حصول برکت):

"التبرك" کے معنی حصول برکت (برکت طلبی) کے ہیں اور "التبرك بالشيء" کے معنی ہوتے ہیں کسی چیز کے واسطے سے برکت حاصل کرنا۔ [3]

اس میں کوئی شک نہیں کہ ہر طرح کی خیر و برکت اللہ عزوجل کے ہاتھ میں ہے، تاہم اللہ تعالیٰ نے اپنی بعض مخلوقات کو اپنی مشیت کے مطابق فضل و برکت سے خاص فرمایا ہے۔

---

[1] اس حدیث کی تخریج پہلے گزر چکی ہے۔

[2] التحذير من البدع، ص: ٢٦.

[3] دیکھیے: النهاية في غريب الحديث، از ابن الاثير، باب باء مع راء، ماده، "برك" ١/ ١٢٠، والتبرك أنواعه وأحكامه، از ڈاکٹر ناصر الجديع، ص: ٣٠.

Marfat.com

اصل میں برکت کے معنی جماؤ اور لزوم کے ہیں اور کبھی کبھی بڑھوتری اور اضافہ کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے، "التبرك" کے معنی دعا کے ہیں، عربی زبان میں کہا جاتا ہے "بـرّك عليه" یعنی کسی کے لیے برکت کی دعا کی اور اسی طرح کہا جاتا ہے "بارك الله الشیء" اور "بـارك الله فيـه" یا "بارك عـليه" یعنی اللہ تعالیٰ نے فلاں چیز میں برکت رکھ دی اور "تبارك" صرف اور صرف اللہ تبارک وتعالیٰ کی شان ہے، وہی اس سے متصف ہوسکتا ہے، لہٰذا کسی اور کے لیے "تبـارك فلانٌ" نہیں کہا جاسکتا، کیونکہ "تبـارك" کے معنی باعظمت ہونے کے ہیں اور یہ ایک ایسا وصف ہے جو صرف اللہ تعالیٰ ہی کے شایان شان ہے۔

"اليـمن" کے معنی بھی برکت ہی کے ہوتے ہیں، لہٰذا "بـركة" اور "يُـمْن" دونوں مترادف الفاظ ہیں۔

الفاظ قرآن کے معانی سے ظاہر ہوتا ہے کہ قرآن کریم میں ''برکت'' کئی معانی میں استعمال ہوا ہے، چند معانی درج ذیل ہیں:

۱: پیہم خیر و بھلائی۔

۲: خیر و بھلائی کی کثرت اور بتدریج اس میں اضافہ و بڑھوتری۔

۳: لفظ "تبـارك" سے صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ذات متصف کی جاسکتی ہے اور اس لفظ کی اضافت بھی صرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی کی طرف ہوسکتی ہے۔

علامہ حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

''اللہ تبارک وتعالیٰ کے "تبارك" کا مفہوم (سے مراد) اللہ تعالیٰ کا جود وکرم، خیر وبھلائی کی فراوانی، بزرگی و برتری، عظمت وتقدس، ہمہ قسم کی خیر و برکت کی آمد کا مرجع اور حسب منشا برکات کا نزول وغیرہ ہے، قرآن کریم کے معانی پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ لفظ "تبارك" متعدد معانی پر دلالت کرتا ہے۔'' [1]

---

[1] جلاء الأفهام، از امام ابن قیمؒ، ص:۱۸۰، وتيسير الكريم الرحمن في تفسير كلام المنان، از علامہ سعدیؒ، ۳/۳۹۔

Marfat.com

بابرکت چیزیں کئی قسم کی ہیں، چند درج ذیل ہیں:

ا: قرآن کریم مبارک کتاب ہے، یعنی انتہائی خیر و برکت والی کتاب ہے، کیونکہ اس کتاب عظیم میں دین و دنیا کی بھلائیاں محفوظ ہیں۔

قرآن کریم سے برکت کا حصول اس کی کما حقہ تلاوت اور رضائے الٰہی کے مطابق اس کے پیغام پر عمل پیرا ہونے پر موقوف ہے۔

۲: رسول گرامی ﷺ مبارک ہیں، اللہ عزوجل نے آپ ﷺ کی ذات میں برکت رکھی ہے اور یہ برکت دو طرح کی ہے:

(۱) برکت معنوی:...... برکت معنوی وہ ہے جو دنیا و آخرت میں آپ ﷺ کی رسالت عظمٰی سے حاصل ہوتی ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر مبعوث فرمایا ہے، آپ ہی کے ذریعہ سے دنیائے انسانیت کو شرک و بدعت کی تاریکیوں سے نکال کر توحید و سنت کی روشنی عطا کی ہے اور آپ کی امت کی خاطر پاکیزہ حلال چیزیں حلال کر رکھی ہیں اور پلید اور گندی چیزیں حرام قرار دی ہیں اور آپ ﷺ پر سلسلۂ رسالت کو ختم کر دیا ہے اور آپ ﷺ کا لایا ہوا دین (اسلام) نرمی و سماحت کا حامل ہے۔

(۲) برکت حسی:...... اور اس کی دو اقسام ہیں:

پہلی قسم: آپ ﷺ کے افعال کی برکت، یعنی آپ کی رسالت و نبوت کی صداقت پر دلالت کرنے والے وہ ظاہر و باہر معجزات جن سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو اعزاز بخشا ہے۔

دوسری قسم: آپ ﷺ کی ذات مبارکہ اور ظاہری و حسی آثار کی برکت، یعنی وہ برکت جو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی ذات میں رکھی ہے اور اسی وجہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ کی حیات مبارکہ میں آپ کی ذات سے اور آپ کی وفات کے بعد آپ کے جسم سے منسلک آثار سے برکت حاصل کی۔ [1]

---

[1] دیکھیے: التبرك أنواعه وأحكامه، از ڈاکٹر ناصر الجدیع، ص: ۲۱۔۶۹۔

Marfat.com

اور نبی کریم ﷺ سے آپ کی زندگی میں برکت کے حصول پر اللہ کی مخلوق میں سے کسی کو قیاس نہیں جاسکتا، کیونکہ اللہ عزوجل نے آپ کی ذات میں برکت رکھی ہے، اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے دیگر انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے اندر برکت رکھی ہے اور اسی طرح ملائکہ (فرشتوں) اور صالحین وغیرہم میں برکت رکھی ہے، لیکن ان سے برکت کا حصول جائز نہیں، کیونکہ اس کے جواز پر شریعت کی کوئی دلیل نہیں، اسی طرح بعض جگہیں (مقامات) بھی مبارک ہیں، جیسے مساجد ثلاثہ: یعنی مسجد حرام، مسجد نبوی ﷺ اور مسجد اقصیٰ اور ان کے بعد بقیہ تمام مسجدیں، اسی طرح بعض اوقات میں بھی اللہ تعالیٰ نے برکت رکھی ہے، جیسے ماہِ رمضان، شبِ قدر، ذی الحجہ کے ابتدائی دس دن، حرام مہینے، پیر، جمعرات اور جمعہ کا دن اور رات کے آخری تہائی حصہ میں باری تعالیٰ کے نزول کا وقت اور ان کے علاوہ بہت سارے متبرک اوقات ہیں، لیکن ان مقامات و اوقات سے ایک مسلمان کے لیے برکت کا حصول جائز نہیں، البتہ ان میں مشروع اعمال صالحہ انجام دے کر اللہ کی ذات بابرکات سے برکت کا حصول کیا جاسکتا ہے۔ [1]

۳: بعض اشیا بھی مبارک ہیں، جیسے آبِ زم زم اور بارش کیونکہ اس کی برکات یہ ہیں کہ اس پانی سے انسان، مویشی اور چوپائے سیراب ہوتے ہیں، نیز میوہ جات اور درختوں کی پیدائش و پرداخت ہوتی ہے، اسی طرح شجرۂ زیتون، دودھ، گھوڑے، بکریاں، کھجور وغیرہ اشیا بھی مبارک ہیں۔ [2]

مشروع تبرک کی کئی اقسام ہیں، چند درج ذیل ہیں:

۱: ذکرِ الٰہی اور تلاوت قرآن کریم سے شرعی طریقہ کے مطابق برکت کا حصول، مطلب یہ ہے کہ دل و زبان سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرکے اور قرآن اور سنت پر شرعی اصولوں کے مطابق عمل پیرا ہو کر اللہ کی ذات سے برکت طلب کرنا۔

---

[1] دیکھئے: التبرك أنواعه وأحكامه، از ڈاکٹر ناصر الجدیع، ص: ۱۷۰-۱۸۲۔

[2] دیکھئے: مصدق سابق، ص: ۱۸۳-۱۹۷۔

Marfat.com

قرآن کریم کی برکات میں اطمینان قلب، اطاعت پر دل کی قوت، آفات و مصائب سے شفایابی، دنیا و آخرت کی سعادت، گناہوں کی بخشش، سکینت کا نزول، نیز یہ کہ قرآن کریم اپنی تلاوت اور اس پر عمل کرنے والوں کے لیے روز قیامت سفارشی ہوگا وغیرہ شامل ہیں۔

واضح رہے کہ عین مصحف (قرآن کریم) سے برکت کا حصول نہیں کیا جاسکتا، مثلاً: حصول برکت کی خاطر قرآن کریم کو گھر یا گاڑی میں رکھا جائے بلکہ برکت کا حصول اس کی تلاوت اور اس کے پیغام پر عمل کر کے ہی ہوسکتا ہے۔ [1]

۲: نبی کریم ﷺ کی ذات مبارکہ سے آپ کی زندگی میں مشروع طریقہ پر برکت کا حصول، کیونکہ نبی کریم ﷺ بذات خود اور آپ کی ذات مبارکہ سے متصل ہونے والی تمام چیزیں بابرکت ہیں۔ چنانچہ اسی بنیاد پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ کی ذات مقدسہ سے برکت حاصل کی، حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے وہ فرماتے ہیں:

''رسول اللہ ﷺ دوپہر کے وقت بطحاء کی جانب نمودار ہوئے دوپہر کے وقت بطحاء کی جانب نمودار ہوئے (نکلے)، پھر آپ ﷺ نے وضو فرمایا اور دو رکعت نماز ظہر اور دو رکعت نماز عصر پڑھی، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کھڑے ہوئے اور آپ ﷺ کے دونوں ہاتھوں کو لے کر اپنے اپنے چہروں پر ملنے لگے'' حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ''میں نے بھی آپ ﷺ کے ہاتھ کو لے کر اپنے چہرے پر لگایا تو آپ کا دست مبارک برف سے زیادہ سرد اور مشک سے بھی زیادہ پاکیزہ اور خوشبودار تھا۔ [2]

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ منیٰ تشریف لائے، پھر جمرہ کے پاس آ کر اس کی رمی فرمائی، پھر منیٰ میں اپنی منزل پر تشریف لائے اور قربانی کی اور پھر نائی سے فرمایا: ''لے لو'' (یعنی سر کے بال مونڈنے کا حکم دیا) اور دائیں اور پھر بائیں جانب اشارہ کیا اور پھر ان بالوں کو لوگوں کو دینے لگے، اور ایک روایت میں ہے کہ ''پھر آپ ﷺ

---

[1] دیکھیے: التبرك أنواعه و أحكامه، از ڈاکٹر ناصر الجدیع، ص: ۲۰۱۔۲۴۱۔

[2] صحیح البخاری، کتاب المناقب باب صفة النبي ﷺ، ٤/ ٢٠٠، حدیث نمبر (٣٥٥٣).

Marfat.com

نے حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کو بلوایا اور انہیں وہ بال دے دیے، پھر بائیں جانب کو نائی کی طرف کرتے ہوئے فرمایا: "مونڈو"، نائی نے حکم کی تعمیل کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان بالوں کو حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کو دیتے ہوئے فرمایا: "اقسمه بين الناس" ......"اسے لوگوں کے درمیان تقسیم کر دو۔" ❶

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑوں، انگلیوں کے نشانات، وضو کے پانی اور جوٹھے وغیرہ سے تبرک حاصل کرتے تھے اور یہ ساری چیزیں بکثرت وارد ہیں۔ ❷

اسی طرح ان اشیا سے بھی برکت حاصل کرتے تھے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک سے الگ ہوئی ہوں، جیسے بال (موئے مبارک) اور اسی طرح ان اشیا سے جنہیں آپ نے اپنی حیات مبارکہ میں استعمال فرمایا اور وہ بعد از وفات باقی رہیں، جیسے کپڑے، برتن، جوتے، اسی طرح دیگر وہ ساری چیزیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک سے متصل تھیں۔ ❸

لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی پر کسی اور کو قیاس نہیں کیا جا سکتا، کیونکہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہیں منقول نہیں ہے کہ آپ نے اپنے علاوہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے یا ان کے علاوہ کسی اور کی ذات سے حصول برکت کا حکم دیا ہو اور نہ ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کہیں منقول ہے کہ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی سے برکت حاصل کی ہو، نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ میں اور نہ ہی وفات کے بعد، چنانچہ نہ تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے صحابہ سابقین اولین (مہاجرین و انصار) کے ساتھ ایسا کیا، نہ ہی ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کے ساتھ اور نہ ہی عشرہ مبشرہ بالجنۃ (وہ دس جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جنہیں دنیا ہی میں جنت کی بشارت دی گئی) کے ساتھ۔

امام شاطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

---

❶ صحيح مسلم، كتاب الحج، باب بيان أن السنة يوم النحر أن يرمي، ثم ينحر، ثم يحلق......، ٢/٩٤٧، حديث نمبر ١٣٠٥.

❷ دیکھیے: التبرك أنواعه وأحكامه، از ڈاکٹر ناصر الجدیع، ص: ۲۴۸-۲۵۰۔

❸ دیکھیے: مصدر سابق، ص: ٢٥٢-٢٦٠.

Marfat.com

سے کسی سے اپنے سابق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے تعلق سے ایسی چیز کا صدور نہ ہوا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات کے بعد امت میں سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے افضل کسی کو نہ چھوڑا، چنانچہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ کے خلیفہ تھے، لیکن آپ کے ساتھ ایسا کوئی عمل نہیں کیا گیا اور نہ ہی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ جو کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد امت میں سب سے افضل ہیں، پھر اسی طرح حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ اور پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ اور دیگر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کہ امت میں ان سے افضل کوئی نہیں، ان تمام چیزوں کے باوجود ان میں سے کسی ایک سے بھی صحیح معروف سند سے ثابت نہیں کہ کسی تبرک حاصل کرنے والے نے ان تمام صورتوں میں سے کسی بھی صورت میں تبرک حاصل کیا ہو۔ [1]

اس میں کوئی شک نہیں کہ علماء کرام کے علم سے فائدہ اٹھانا، ان کے وعظ و نصیحت اور دعاؤں کو سننا اور ان کے ساتھ رہ کر مجالس ذکر کی فضیلت حاصل کرنا انتہائی خیر و برکت اور نہایت مفید شے ہے' لیکن ان کی ذات و شخصیات سے تبرک کا حصول نہیں کیا جائے گا۔ بلکہ صرف ان کے صحیح علم پر عمل کیا جائے گا اور ان میں جو اہل سنت و جماعت کے منہج پر عامل ہوں اور ان کی اقتدا اور پیروی کی جائے گی۔ [2]

(۳) زم زم نوشی سے تبرک کا حصول:

کیونکہ آب زم زم روئے زمین کا سب سے افضل پانی ہے، اسے پینے سے سیرابی حاصل ہوتی ہے اور وہ کھانے کے قائم مقام ہوتا ہے اور اسے نیک نیتی کے ساتھ نوش کرنے سے بیماریوں سے شفایابی حاصل ہوتی ہے، کیونکہ آبِ زم زم جس مقصد کے لیے نوش کیا جائے اس سے اس مقصد کی تکمیل ہوتی ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آبِ زم زم کے بارے میں فرمایا:

---

[1] الاعتصام، از امام شاطبیؒ ۲/۸، ۹ نیز دیکھیے: التبرك أنواعه وأحكامه: از ڈاکٹر ناصر الجدیع، ص: ۲۶۱-۲۶۹۔

[2] دیکھیے: التبرك أنواعه وأحكامه، از ڈاکٹر ناصر الجدیع، ص: ۲۶۹-۲۷۸۔

Marfat.com

((إِنَّهَا مُبَارَكَةٌ ، إِنَّهَا طَعَامُ طَعْمٍ وَشِفَاءُ سَقِيمٍ .)) [1]

''یہ بڑا بابرکت پانی ہے، یہ بھوکے کی غذا اور مریض کی شفایابی کا ذریعہ ہے۔''

اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے، فرماتے ہیں:

((مَاءُ زَمْزَمَ لِمَا شُرِبَ لَهُ .)) [2]

''آب زم زم جس مقصد کے لیے نوش کیا جائے اس سے اس مقصد کی تکمیل ہوتی ہے۔''

نیز بیان کیا جاتا ہے کہ

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آب زم زم برتنوں اور مشکوں میں بھر کر لے جاتے اور اسے مریضوں پر چھڑکتے اور انہیں پلاتے تھے۔'' [3]

(۴) آب باراں سے برکت کا حصول:

اس میں کوئی شک نہیں کہ بارش ایک بڑی بابرکت شے ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس میں برکت رکھی ہے، وہ یوں کہ اس بارش سے لوگ مویشی اور چوپائے سیراب ہوتے ہیں اور اسی طرح اس سے درخت اور میوے پیدا ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اس بارش کے ذریعہ ہر شے میں زندگی کی روح ڈالتا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں:

[1] صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب فضل أبي ذر رضی الله عنه، ١٩٢٢/٤، حدیث نمبر: ۲۴۷۳، قوسین کے درمیان کا جملہ مسند بزار، سنن بیہقی اور معجم طبرانی میں ہے، امام ہیثمی مجمع الزوائد میں فرماتے ہیں کہ ''اس کے سارے رواۃ ثقہ ہیں''، ۲۸۶/۳۔

[2] سنن ابن ماجه، كتاب المناسك، باب الشرب من ماء زمزم، ١٠١٨/٢، حديث نمبر: ٣٠٦٢، امام العصر علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح سنن ابن ماجہ (۱۸۳/۲) اور ارواء الغلیل (۳۲۰/۴) میں اس کی تصحیح فرمائی ہے۔

[3] سنن الترمذی بنحوہ، بروایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، کتاب الحج، باب، حدثنا أبو کریب، ٢٨٦/٣، حدیث نمبر ٩٦٣، والبیهقی، ٢٠٢/٥، علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح سنن ترمذی (۲۴۸/۱) اور سلسلة الأحادیث الصحیحة (٥٧٢/٢) میں اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔

Marfat.com

''ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے کہ بارش ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے جسم سے کپڑا اتارا، یہاں تک کہ بارش کا پانی آپ ﷺ کے جسم تک پہنچا، ہم نے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول! آپ نے ایسا کیوں کیا؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "لأنه حديث عهد بربه" [1] ''کیونکہ وہ ابھی ابھی اپنے رب کے پاس سے آیا ہے۔''

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "حديث عهد بربه" کا معنی یہ ہے کہ اللہ رب العالمین نے اسے مسخر فرمایا ہے'' یعنی بارش ایک رحمت ہے، جو ابھی ابھی اپنے رب کے پاس سے اللہ کی مخلوقات کی طرف آئی ہے، لہٰذا اس سے تبرک حاصل کیا جاتا ہے۔ [2]

ناجائز تبرکات:

ممنوع اور ناجائز تبرکات میں سے چند درج ذیل ہیں:

(ا) نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد آپ کی ذات سے تبرک حاصل کرنا درج ذیل دوصورتوں کے علاوہ ممنوع ہے:

ا: آپ ﷺ پر ایمان لانا، آپ کی اطاعت اور اتباع کرنا۔

ایسا کرنے والا خوب بھلائیوں اور اجر عظیم سے بہرہ مند ہوگا اور دنیاوی و عقبیٰ کی سعادتوں سے سرفراز ہوگا۔

۲: ان تمام چیزوں سے تبرک کا حصول جو آپ ﷺ کے جسم مبارک سے جدا ہوئی ہیں، مثلاً: آپ کے کپڑے، موئے مبارک یا برتن وغیرہ۔ (ان تمام چیزوں کی تفصیل گزر چکی ہے)

ان دوصورتوں کے علاوہ اور کسی چیز سے برکت کا حصول جائز نہیں، چنانچہ نہ تو آپ ﷺ کی قبر مبارک سے برکت کا حصول جائز ہے اور نہ ہی آپ کی قبر کی زیارت کی

---

[1] صحيح مسلم، كتاب صلاة الاستسقاء، باب الدعاء في الاستسقاء ٢/ ٦١٥، حديث: ٨٩٨۔

[2] صحيح مسلم بشرح امام نووی ٦/ ٤٤٨.

Marfat.com

غرض سے سفر کرنا جائز ہے، سفر صرف مسجد حرام، مسجد نبوی ﷺ اور مسجد اقصیٰ میں سے کسی مسجد کی زیارت کے لیے جائز ہے، ہاں! آپ ﷺ کی قبر کی زیارت اس شخص کے لیے مستحب ہے جو مدینہ منورہ میں ہے یا پھر اس شخص کے لیے جو مسجد نبوی کی زیارت کے لیے جائے تو قبر نبی کی بھی زیارت کرے۔

زیارت کا طریقہ یہ ہے کہ مسجد نبوی ﷺ میں داخل ہو کر پہلے دو رکعت تحیۃ المسجد ادا کرے، پھر قبر نبی کے پاس جائے اور انتہائی ادب کے ساتھ حجرہ کے بالمقابل کھڑا ہو اور پھر نہایت ادب و وقار اور پست آواز کے ساتھ کہے:

((اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ .))

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما زیارت کے وقت اس سے زیادہ نہیں رکھتے تھے۔

اور اگر زیارت کرنے والا حسب ذیل الفاظ کہے:

((اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! يَا خَيْرَةَ اللّٰهِ مِنْ خَلْقِهِ، أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ حَقًّا، وَأَنَّكَ قَدْ بَلَّغْتَ الرِّسَالَةَ، وَأَدَّيْتَ الْأَمَانَةَ، وَجَاهَدْتَ فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهِ، وَنَصَحْتَ الْأُمَّةَ .))

"اے اللہ کے رسول، اے اللہ کی مخلوق میں سب سے برگزیدہ ذات! آپ پر سلامتی ہو، میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول برحق ہیں اور یہ کہ آپ نے پیغام رسالت تمام پہنچا دیا، امانت ادا کر دی اور اللہ کی راہ میں کما حقہ جہاد کیا اور امت کو نصیحت کر دی۔"

تو بھی کوئی حرج نہیں، کیونکہ مذکورہ تمام باتیں آپ ﷺ کے اوصاف میں شامل ہیں۔ [1]

اور قبر نبوی ﷺ کے پاس اس خیال سے دعا نہ کرے کہ وہاں دعا زیادہ قبول ہوتی ہے، نہ آپ سے شفاعت کا سوال کرے، نہ قبر اور بقیہ دیواروں کو چھوئے اور نہ ہی انہیں

---

[1] دیکھیے: مجموع فتاویٰ ابن باز في الحج والعمرة، ٥/٢٨٩.

Marfat.com

بوسہ دے (چومے) اور ان جگہوں سے تبرک کا حصول نہ کرے جہاں آپ ﷺ بیٹھے ہوں، یا نماز ادا فرمائی ہو اور نہ ان راستوں سے جن پر آپ چلے اور نہ اس جگہ سے جہاں وحی نازل ہوئی، نہ جائے ولادت سے، نہ ہی شب ولادت سے، نہ شب اسراء ومعراج سے اور نہ ہی ہجرت کی یاد وغیرہ سے، کیونکہ یہ ساری چیزیں ایسی ہیں جنہیں نہ اللہ تعالیٰ نے مشروع فرمایا ہے اور نہ اللہ کے رسول ﷺ نے۔ [1]

(۲) ناجائز تبرکات میں سے صالحین (نیکوکاروں) سے برکت کا حصول بھی ہے، اس لیے نہ تو ان کی ذاتوں سے برکت کا حصول جائز ہے اور نہ ہی ان کے آثار سے، نہ ان کی عبادات کی جگہوں سے، نہ ان کی جائے اقامت سے، نہ ان کی قبروں سے اور نہ ہی ان کی قبروں کی زیارت کی خاطر سفر کرنا جائز ہے، نہ وہاں نماز ادا کرنا، نہ حاجات کا سوال کرنا، نہ انہیں چھونا، نہ ہی وہاں اعتکاف کرنا (چمٹ کر بیٹھنا) اور نہ ہی ان کی تاریخ ولادت سے تبرک حاصل کرنا جائز ہے۔

ان تمام چیزوں میں سے کچھ بھی بغرض تقرب انجام دینے والا اگر اس بات کا عقیدہ رکھے کہ یہ لوگ نقصان پہنچا سکتے ہیں یا نفع پہنچا سکتے ہیں یا دے سکتے ہیں یا منع کر سکتے ہیں تو ایسا شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک اکبر کا مرتکب ہے، البتہ جو شخص ان کے تبرک کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے برکت کا خواہاں ہو تو وہ شخص بھی ایک بدترین قسم کی بدعت کا مرتکب اور ایک گھناؤنے عمل کا شکار ہے۔ [2]

(۳) ممنوع اور ناجائز تبرکات میں سے پہاڑوں اور دیگر مقامات سے تبرک کا حصول بھی ہے، کیونکہ یہ نبی کریم ﷺ کے طریقہ کے خلاف ہے، ان پہاڑوں اور جگہوں سے تبرک کے حصول سے ان کی عظمت ثابت ہوتی ہے اور ان ساری چیزوں کو حجر اسود کو بوسہ دینے یا خانۂ کعبہ کے طواف کرنے پر قیاس کرنا جائز نہیں، کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی توقیفی عبادتیں

---

[1] دیکھئے: التبرك أنواعه وأحكامه، از ڈاکٹر ناصر الجدیع، ص: ۳۱۵-۳۸۰۔

[2] دیکھئے: التبرك أنواعه وأحكامه، از ڈاکٹر ناصر الجدیع، ص: ۳۸۱-۴۱۸۔

Marfat.com

ہیں۔ (جن میں عقل و قیاس کا کوئی دخل نہیں)

اور خانۂ کعبہ میں سے بھی سوائے حجر اسود اور رکن یمانی کے اور کسی چیز کا چھونا جائز نہیں، اس لیے کہ بالاتفاق اہل علم نبی کریم ﷺ نے حجر اسود اور رکن یمانی کے علاوہ اور کسی چیز کو نہ چھوا۔ ❶

علامہ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"روئے زمین پر حجر اسود اور رکن یمانی کے علاوہ کوئی ایسی جگہ نہیں جس کا چھونا اور بوسہ دینا مشروع ہو اور جہاں گناہ مٹائے جاتے ہوں۔" ❷

مکہ مکرمہ کے خصائص پر گفتگو کرتے ہوئے علامہ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"روئے زمین پر ایسی کوئی جگہ نہیں جہاں ہر قدرت رکھنے والے کا جانا اور اس جگہ پائے جانے والے گھر کا طواف کرنا واجب اور ضروری ہو سوائے مکہ کے۔" ❸

خانۂ کعبہ کے علاوہ کسی چیز کے طواف کرنے کے حکم کے سلسلہ میں شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں:

"رہا غیر کعبہ کے طواف کا مسئلہ تو وہ عظیم قسم کی حرام بدعات میں سے ہے اور جس نے اسے دین سمجھ لیا ہو، اس سے توبہ کروائی جائے، اگر توبہ کرلے تو ٹھیک ورنہ اسے قتل کر دیا جائے۔" ❹

مقام ابراہیم، حطیم اور مسجد حرام کی کسی دیوار کو چھونا جائز نہیں، اور نہ ہی حراء پہاڑی (جسے جبل نور بھی کہا جاتا ہے) سے تبرک لینا جائز ہے، نہ اس کی زیارت مشروع ہے، نہ ہی اس پر چڑھنا اور نماز کی غرض سے اس کا قصد کرنا جائز ہے، اسی طرح جبل ثور سے برکت حاصل کرنا اور اس کی زیارت کرنا بھی جائز نہیں ہے اور نہ ہی جبل عرفات، جبل ابوقبیس اور

---

❶ دیکھئے: اقتضاء الصراط المستقیم، از شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ، ۷۹۹/۲۔

❷ زاد المعاد في هدي خير العباد، از علامہ ابن القیمؒ، ۴۸/۱۔

❸ زاد المعاد في هدي خير العباد، از علامہ ابن القیمؒ، ۴۸/۱۔

❹ مجموع فتاوی، شیخ الاسلام ابن تیمیةؒ، ۱۲۱/۲۶۔

Marfat.com

جبل شبیر وغیرہ کی زیارت کرنا مشروع ہے اور نہ ہی (عہد نبوی سے معروف) گھروں سے برکت حاصل کرنا جائز ہے، خواہ دار ارقم ہو یا دیگر دیار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، اسی طرح کوہ طور کی زیارت کرنا اور اس کے لیے سفر کرنا بھی جائز نہیں اور نہ ہی کسی قسم بھی کے درختوں اور پتھروں سے تبرک حاصل کرنا جائز ہے۔ [1]

ممنوع تبرکات کے اسباب:

ممنوع تبرکات کے اسباب میں سے دین سے جہالت، نیکوکاروں کے سلسلہ میں غلو، کفار کی مشابہت اور مکانی آثار ونشانات کی تعظیم کرنا وغیرہ ہیں۔ [2]

ممنوع تبرکات کے آثار ومظاہر:

ممنوع تبرکات کے آثار ومظاہر بہ کثرت ہیں، علی سبیل المثال ان میں سے چند درج ذیل ہیں:

شرک اکبر، اگر تبرک فی نفسہ شرک ہو تو وہ ناجائز تبرکات کا سب سے عظیم اور خطرناک مظہر ہے اور اگر تبرک شرک اکبر تک پہنچنے کا ذریعہ ہو تو اس کا شمار شرک اکبر کے وسائل میں سے ہوگا۔

اسی طرح ناجائز تبرکات کے مظاہر میں سے دین میں بدعت کی ایجاد، گناہوں کا ارتکاب، قسم قسم کے جھوٹ کا شکار ہونا، نصوص کی تحریف اور باطل تاویلات، سنتوں کا ضیاع، جاہلوں کو دھوکہ میں ڈالنا اور نسلوں کو برباد کرنا، وغیرہ یہ ساری چیزیں ناجائز وحرام تبرکات کے آثار ومظاہر ہیں۔

ناجائز وممنوع تبرکات کے دفاع کے وسائل وذرائع:

ناجائز تبرکات کے دفاع کے چند وسائل درج ذیل ہیں:

علم کی نشر واشاعت، صحیح اور حق منہج کی دعوت، غلو اور ناجائز تبرکات کے وسائل کا ازالہ

---

[1] دیکھیے: التبرك أنواعه وأحكامه، از ڈاکٹر ناصر الجدیع، ص: ۴۱۹-۴۶۴۔

[2] دیکھیے: التبرك أنواعه وأحكامه، از ڈاکٹر ناصر الجدیع، ص: ۴۲۰-۴۸۱۔

Marfat.com

اور اس طرح کے دیگر تمام ذرائع کا خاتمہ وغیرہ۔ [1]

علامہ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کتاب التوحید کی تعلیق میں "باب من تبرك بشرة أو حجرة أو نحوها" (درخت یا پتھر سے تبرک کے حصول کا بیان) کے تحت فرماتے ہیں:

''یعنی یہ شرک اور مشرکین کے اعمال میں سے ہے، اس لیے کہ اہل علم کا اس بات پر اتفاق ہے کہ کسی بھی درخت، پتھر، جگہ اور مشاہد وغیرہ سے تبرک حاصل کرنا جائز نہیں ہے، اس لیے کہ یہ تبرک ان اشیا میں غلو ہے، جس کا انجام رفتہ رفتہ انہیں پکارنا اور ان کی عبادت کرنا ہے اور یہی شرک اکبر ہے، جیسا کہ اس سلسلہ میں حدیث گزر چکی ہے اور یہ حکم تمام چیزوں کو عام ہے، حتیٰ کہ مقام ابراہیم، حجرۂ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم، قبۂ بیت المقدس اور اس کے علاوہ دیگر مقامات مقدسہ بھی اس میں شامل ہیں۔

رہا خانۂ کعبہ میں حجر اسود کو چھونا اور چومنا اور رکن یمانی کو چھونا تو یہ درحقیقت اللہ تعالیٰ کی عبادت، اس کی تعظیم اور اس کی عظمت و جلال کے سامنے سر تسلیم خم کرنا ہے، جو کہ عبادت کی روح ہے۔

چنانچہ یہ باری تعالیٰ کی تعظیم اور اس کی عبادت ہے اور وہ مخلوق کی تعظیم اور اس کی عبادت ہے اور ان دونوں کے درمیان اتنا ہی فرق ہے جتنا کہ اللہ تعالیٰ کو پکارنے اور مخلوق کو پکارنے کے درمیان ہے کہ اللہ تعالیٰ کو پکارنا اور اس کی دہائی دینا توحید و اخلاص ہے اور مخلوق کو پکارنا شرک باللہ ہے۔ [2]

(۶) مختلف قسم کی منکر بدعات:

بطور مثال چند بدعات درج ذیل ہیں:

۱: مثلاً: کوئی شخص یوں کہے کہ: "نَوَيْتُ أَنْ أُصَلِّيَ لِلّٰهِ كَذَا وَكَذَا" (میں نیت کرتا

---

[1] دیکھیے: التبرك أنواعه وأحكامه، از ڈاکٹر ناصر الجدیع، ص: ۴۸۳-۵۰۶، واقتضاء الصراط المستقیم، از ابن تیمیہ، ص: ۷۹۵-۸۰۲، و کتاب التوحید، از ڈاکٹر صالح بن فوزان الفوزان، ص: ۹۳۔

[2] القول السدید فی مقاصد التوحید، ص: ۵۱۔

Marfat.com

ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے لیے اتنی نماز پڑھوں گا) یا "نَوَيْتُ أَنْ أَصُومَ هٰذَا الْيَوْمَ فَرْضًا أَوْ نَفْلًا لِلّٰهِ تَعَالٰى" (میں نیت کرتا ہوں کہ آج اللہ تعالیٰ کے لیے فرض یا نفل روزہ رکھوں گا) یا یہ کہے کہ "نَوَيْتُ أَنْ أَتَوَضَّأَ ، أَوْ نَوَيْتُ أَنْ أَغْتَسِلُ ، أَوْ نَحْوَ ذٰلِكَ ." (میں وضو کرنے کی نیت کرتا ہوں یا غسل کرنے کی نیت کرتا ہوں، وغیرہ)

اس طرح زبان سے بول کر نیت کرنا بدعت ہے، کیونکہ یہ نبی کریم ﷺ کی سنت سے ثابت نہیں ہے اور اس لیے بھی اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿ قُلْ اَتُعَلِّمُوْنَ اللّٰهَ بِدِيْنِكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿١٦﴾ ﴾ (الحجرات: ١٦)

"کہہ دیجیے! کیا تم اللہ تعالیٰ کو اپنی دین داری سے آگاہ کر رہے ہو، اللہ تعالیٰ ہر اس چیز سے جو آسمانوں اور زمین میں ہے بخوبی آگاہ ہے اور اللہ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔"

نیت کی جگہ دل ہے، اس لیے کہ نیت قلبی عمل ہے نہ کہ زبانی عمل، حافظ ابن رجب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"نیت دل کے ارادے کا نام ہے، اس لیے کسی بھی قسم کی عبادت کہ سلسلہ میں جو چیز دل میں ہو اسے زبان سے کہنا واجب نہیں۔" [1]

۲: مشروع یہ ہے کہ ہر شخص انفرادی طور پر ذکر و دعا کرے، جیسا کہ نبی کریم ﷺ پنج وقتہ نمازوں کے بعد اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے تھے اور جس طرح آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو سکھلایا تھا، کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہی نبی کریم ﷺ کی سنتوں کو عملی جامہ پہنانے والے تھے، لہٰذا اس میں کوئی شک نہیں کہ اجتماعی ذکر و دعا بدعت اور نبی کریم ﷺ کی سنت کے خلاف ہے۔

[1] جامع العلوم والحکم، ۹۲/۱۔

Marfat.com

۳: مردوں کی روحوں پر فاتحہ خوانی یا مردوں پر فاتحہ خوانی یا مردوں کے حق میں دعا کرنے کے بعد یا خطبہ نکاح کے وقت فاتحہ خوانی وغیرہ۔

یہ ساری چیزیں انتہائی بدترین قسم کی بدعات ہیں: جو نہ تو رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہیں اور نہ ہی انہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے انجام دیا ہے، حالانکہ وہ نبی کریم ﷺ کے احوال کا سب سے زیادہ علم رکھنے والے تھے، لہٰذا معلوم ہوا کہ یہ بدترین قسم کی نو ایجاد بدعت ہے۔

۴: مردوں پر ماتم اور بین کرنا، کھانے پکوانا اور اجرت پر قاریوں کو لاکر قرآن خوانی کرانا وغیرہ۔

یہ ساری چیزیں لوگ بطور تعزیت اور اس خوش فہمی میں انجام دیتے ہیں کہ یہ میّت کے حق میں نفع بخش ہیں، حالانکہ یہ ساری چیزیں بدعت اور وہ طوق اور بیڑیاں ہیں جن کی کوئی دلیل اللہ تعالیٰ نے نازل نہیں فرمائی ہے۔

۵: صوفیوں کے وہ مختلف اذکار اور دعائیں (بھی بدعت ہیں) جو سنت رسول ﷺ کی مخالف ہیں، خواہ صیغہ میں مخالف ہوں یا ہیئت اور وقت میں مخالف ہوں، کیونکہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

((مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ.)) [1]

''جس کسی نے کوئی ایسا عمل کیا جس پر ہمارا حکم نہیں تو وہ مردود ہے۔''

۶: قبروں پر عمارت کی تعمیر، انہیں سجدہ گاہ بنانا، ان پر مسجد کی تعمیر کرنا، ان میں مردوں کو دفنانا، قبروں کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنا، تبرک کی خاطر ان کی زیارت کرنا، ان قبروں میں مدفون یا ان کے علاوہ دیگر اموات سے وسیلہ لینا، ان کی قبروں کے پاس نماز ادا کر کے یا دعا کر کے تبرک حاصل کرنا، عورتوں کا قبروں کی زیارت کرنا اور ان پر چراغاں کرنا وغیرہ، یہ ساری چیزیں انتہائی گھناؤنی اور قبیح قسم کی بدعات ہیں۔ [2]

---

[1] اس حدیث کی تخریج ص:۵۲ میں گزر چکی ہے۔

[2] دیکھئے: کتاب التوحید، از ڈاکٹر صالح فوزان الفوزان، ص:۹۴۔

Marfat.com

نواں مطلب...... بدعتی کی توبہ:

اس میں کوئی شک نہیں کہ بدعت گناہوں سے خطرناک ہے، کیونکہ جب انسان پر گناہوں کا ڈھیر لگ جاتا ہے اور وہ اسی پر مصر رہتا ہے تو وہ گناہ اسے ہلاک و برباد کردیتے ہیں، لیکن بدعت ان سے کہیں زیادہ ہلاکت انگیز ہے، جیسا کہ امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''ابلیس لعین کو گناہوں کی بہ نسبت بدعت زیادہ محبوب ہے، کیونکہ گناہوں سے تو توبہ کرلی جاتی ہے لیکن بدعت سے توبہ نہیں کی جاتی۔'' [1]

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''سلف کے قول "إِنَّ الْبِدْعَةَ لَا يُتَابُ مِنْهَا" (بدعت سے توبہ نہیں کی جاتی) کا مطلب یہ ہے ک بدعتی کسی ایسی چیز کو جسے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مشروع نہ کیا ہو، جب اسے دین سمجھ لیتا ہے تو اسے اس کی یہ بدعملی اچھی اور خوبصورت معلوم ہوتی ہے اور جب وہ اسے اچھی معلوم ہوتی ہے تو ظاہر ہے کہ اس سے توبہ نہیں کرسکتا، کیونکہ توبہ کی ابتدا ہی انسان کے اس شعور سے ہوتی ہے کہ اس کا عمل برا ہے اس سے توبہ کرلینی چاہیے، اسی طرح اس شعور سے ہوتی ہے کہ وہ کسی واجب یا مستحب عمل کا تارک ہے، اسے تائب ہوکر اس نیک عمل کو انجام دینا چاہیے، لیکن جب وہ اپنے کسی عمل کو اچھا تصور کر رہا ہے، حالانکہ وہ نفسہٖ برا ہے، تو ظاہر ہے اس سے توبہ نہیں کرسکتا۔ [2]

پھر فرماتے ہیں:

''البتہ توبہ اس طور پر ممکن اور واقع ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے ہدایت دے کر اس کی راہنمائی فرمائے، یہاں تک کہ حق اس کے لیے آشکارا ہوجائے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے بہت سارے کفار و منافقین اور اہل بدعت و ضلالت کو ہدایت

---

[1] شرح السنۃ، از امام بغویؒ، ۱/۲۱۶۔

[2] مجموع فتاویٰ، از شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ ۹/۱۰۔

Marfat.com

عطا فرمائی۔''❶

نیز فرماتے ہیں:

''جو لوگ اس بات کے قائل ہیں کہ بدعتی کی توبہ مطلقاً قبول نہ ہوگی، ایسے لوگ انتہائی فاش غلطی کا شکار ہیں۔''❷

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اس گفتگو کے ذریعہ بدعتی کی توبہ کی عدم قبولیت والی حدیث کی بڑی واضح تشریح فرمائی ہے۔ وللہ الحمد

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ اللّٰهَ حَجَبَ التَّوْبَةَ عَنْ صَاحِبِ كُلِّ بِدْعَةٍ.))❸

''اللہ تعالیٰ نے ہر بدعتی سے توبہ کو روک دیا ہے۔''

اس حدیث کے مفہوم کی وضاحت ابھی ابھی شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی گفتگو سے ہوئی اور اس میں کوئی شک نہیں کہ بعض نصوص سے بعض نصوص کی تفسیر ہوتی ہے اور اللہ عزوجل نے اپنے بندوں سے اس بات کی وضاحت فرمائی ہے کہ وہ توبہ کرنے والوں کی توبہ حسب ذیل شرطوں کے ساتھ قبول فرماتا ہے:

- اپنے جرائم اور غلطیوں سے باز آ جائیں۔
- سابقہ جرائم پر نادم ہوں اور آیندہ نہ کرنے کا پختہ عزم کریں۔
- اگر جرائم حقوق العباد سے متعلق ہوں تو انہیں حقداروں کو واپس کریں۔

مشرکین، قاتلین اور زناکاروں کا ذکر کرنے اور انہیں ذلت واہانت کی وعید سنانے کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

---

❶ مصدر سابق، ۱۰/۹-۱۰. ❷ مصدر سابق، ۱۱/۶۸۵.

❸ المعجم الأوسط للطبراني، ۸/۶۲، حدیث: ۴۷۱۳، مجمع البحرين في زوائد المعجمين، امام ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ مجمع الزوائد میں فرماتے ہیں: ''اس حدیث کے رواۃ صحیح بخاری کے رواۃ ہیں، سوائے ہارون بن موسیٰ فروی کے اور وہ بھی ثقہ ہیں''، ۱۰/۱۸۹، نیز اس حدیث کی سند کو علامہ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے ''سلسلة الأحاديث الصحيحة'' میں صحیح قرار دیا ہے، ۴/۱۵۴، حدیث نمبر: ۱۶۲۰ اور اس کی دیگر سندیں ذکر کی ہیں۔

Marfat.com

﴿ اِلَّا مَنۡ تَابَ وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمۡ حَسَنٰتٍ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوۡرًا رَّحِيۡمًا ۝۷۰ ﴾ (الفرقان: ۷۰)

''سوائے ان لوگوں کے جو توبہ کریں اور ایمان لائیں اور نیک کام کریں، ایسے لوگوں کے گناہوں کو اللہ تعالیٰ نیکیوں سے بدل دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربانی کرنے والا ہے۔''

نیز ارشاد ہے:

﴿ وَ اِنِّيۡ لَغَفَّارٌ لِّمَنۡ تَابَ وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهۡتَدٰى ۝۸۲ ﴾ (طٰہٰ: ۸۲)

''اور یقیناً میں انہیں بخش دینے والا ہوں جو توبہ کریں ایمان لائیں، نیک عمل کریں اور راہِ راست پر بھی رہیں۔''

نیز ارشاد ہے:

﴿ قُلۡ يٰعِبَادِيَ الَّذِيۡنَ اَسۡرَفُوۡا عَلٰٓى اَنۡفُسِهِمۡ لَا تَقۡنَطُوۡا مِنۡ رَّحۡمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَغۡفِرُ الذُّنُوۡبَ جَمِيۡعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الۡغَفُوۡرُ الرَّحِيۡمُ ۝۵۳ ﴾ (الزمر: ۵۳)

''(میری جانب سے) کہہ دیجیے کہ اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے، تم اللہ کی رحمت سے نا امید نہ ہو جاؤ، بالیقین اللہ تعالیٰ سارے گناہوں کو بخش دیتا ہے واقعی وہ بڑی بخشش بڑی رحمت والا ہے۔''

مزید ارشاد ہے:

﴿ وَ مَنۡ يَّعۡمَلۡ سُوۡٓءًا اَوۡ يَظۡلِمۡ نَفۡسَهٗ ثُمَّ يَسۡتَغۡفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوۡرًا رَّحِيۡمًا ۝۱۱۰ ﴾ (النساء: ۱۱۰)

''جو شخص کوئی برائی کرے یا اپنی جان پر ظلم کرے، پھر اللہ سے استغفار کرے تو وہ اللہ تعالیٰ کو بخشنے والا، مہربان پائے گا۔''

Marfat.com

اور یہ توبہ ملحدوں، کافروں، مشرکوں، بدعتیوں اور ان کے علاوہ ان تمام لوگوں کو شامل ہے جو اپنے گناہوں اور معاصی سے توبہ کرلیں، بشرطیکہ توبہ کے شرائط مکمل ہوں۔ وللہ الحمد

دسواں مطلب...... بدعات کے آثار ونقصانات:

بدعات کے انتہائی خطرناک آثار، بھیانک نتائج اور تباہ کن نقصانات ہیں، چند حسب ذیل ہیں:

(ا) بدعات کفر کی ڈاک ہیں، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَأْخُذَ أُمَّتِي بِأَخْذِ الْقُرُوْنِ قَبْلَهَا شِبْرًا بِشِبْرٍ، وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ" فَقِيْلَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ، كَفَارِسَ وَالرُّوْمِ؟ فَقَالَ: "وَمَنِ النَّاسُ إِلَّا أُولٰئِكَ.)) [1]

''قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ میری امت اپنے سے پہلے لوگوں کی راہوں پر نہ چلے، بالشت بہ بالشت اور ہاتھ بہ ہاتھ، دریافت کیا گیا: اے اللہ کے رسول! کیا اہل فارس و روم (یہود و نصاریٰ) کی طرح؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ان کے علاوہ اور کن لوگوں کی طرح؟''

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَتَتَّبِعُنَّ سُنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، شِبْرًا بِشِبْرٍ، وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ، حَتّٰى لَوْ دَخَلُوْا جُحْرَ ضَبٍّ تَبِعْتُمُوْهُمْ" قُلْنَا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ، الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى؟ قَالَ: "فَمَنْ.)) [2]

---

[1] صحيح البخاري، كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة، باب قول النبي ﷺ: "لتتبعن سنن من كان قبلكم"، ۸/۱۹۱، حديث: ۷۳۱۹.

[2] متفق عليه: صحيح البخاري، كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة، باب قول النبي ﷺ: "لتتبعن سنن من كان قبلكم"، ۱۸/۱۹۱، حديث نمبر ۷۳۲۰، وصحيح مسلم، كتاب العلم، باب اتباع سنن اليهود والنصارى ۴/۲۰۵۴، حديث نمبر: ۲۶۶۹.

Marfat.com

''تم لوگ ضرور باضرور اپنے سے پہلے لوگوں کی راہوں کی پیروی کرو گے، بالشت بہ بالشت اور ہاتھ بہ ہاتھ، یہاں تک کہ اگر وہ کسی گوہ کے سوراخ میں بھی داخل ہوئے ہوں گے تو ان کی پیروی میں تم بھی اس میں داخل ہو گے۔'' ہم نے عرض کیا: ''اے اللہ کے رسول! کیا یہود و نصاریٰ کی؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان کے علاوہ اور کس کی۔''

(۲) بلا علم اللہ پر جھوٹ بات کہنا، کیونکہ جو شخص بھی بدعتیوں کو دیکھے گا اور ان کے حالات کا جائزہ لے گا، وہ لوگوں میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر سب سے زیادہ جھوٹ باندھنے والا انہی کو پائے گا، جب کہ اللہ رب العالمین نے اپنی ذات پر جھوٹ بات منسوب کرنے سے ڈرایا ہے، ارشاد ربانی ہے:

﴿وَ لَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ ﴿٤٤﴾ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ ﴿٤٥﴾ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ ﴿٤٦﴾﴾ (الحاقة: ٤٤ تا ٤٦)

''اور اگر یہ ہم پر کوئی جھوٹی بات گھڑ لیتا تو ہم اس کا دایاں ہاتھ پکڑ لیتے اور پھر اس کی شہ رگ کاٹ دیتے۔''

اور نبی کریم ﷺ نے اپنی ذات پر جھوٹ منسوب کرنے سے متنبہ فرمایا ہے اور ایسا کرنے والے کے لیے سخت عذاب کی وعید فرمائی ہے، ارشاد نبوی ہے:

((مَنْ تَعَمَّدَ عَلَيَّ كَذِبًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ.)) [1]

''جس نے جان بوجھ کر میری طرف کوئی جھوٹی بات منسوب کی تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم بنا لے۔''

(۳) بدعتیوں کا سنت اور اہل سنت سے بغض رکھنا: اس سے بدعات کی خطرناکی کی وضاحت ہوتی ہے۔ امام اسماعیل بن عبد الرحمٰن صابونی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

---

[1] متفق عليه: بروايت حضرت انس رضی اللہ عنہ، صحيح البخاري، كتاب العلم، باب إثم من كذب على النبي ﷺ، ١/٤١، حديث نمبر ١٠٨، وصحيح مسلم، المقدمة، باب تغليظ الكذب على رسول الله ﷺ، ١/٧، حديث نمبر ٢.

Marfat.com

''اہل بدعت کی نشانیاں ظاہر و باہر ہیں، ان کی سب سے واضح علامت یہ ہے کہ وہ حاملین سنت رسول ﷺ سے شدید دشمنی اور عداوت رکھتے ہیں اور انہیں حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔'' ❶

(۴) بدعتی کے عمل کی عدم قبولیت: کیونکہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

((مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ .))

''جس کسی نے ہمارے اس دین میں کوئی ایسی نئی چیز ایجاد کی جو اس میں سے نہیں تو وہ مردود ہے۔''

اور صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے:

((مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ .)) ❷

''جس کسی نے کوئی ایسا عمل کیا جس پر ہمارا حکم نہیں تو وہ مردود ہے۔''

(۵) بدعتی کا برا انجام: کیونکہ شیطان کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ وہ انسان کو مختلف گھاٹیوں میں سے کسی گھاٹی میں جالے، چنانچہ اس کی سب سے پہلی گھاٹی شرک باللہ ہے، اگر بندۂ مومن اس گھاٹی سے نجات پالیتا ہے تو وہ اسے بدعت کی گھاٹی پر طلب کرتا اور دعوت دیتا ہے۔

اس سے یہ بات بخوبی معلوم ہوتی ہے کہ بدعات عام گناہوں کی بہ نسبت زیادہ خطرناک ہیں۔ ❸

اسی لیے حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ

''ابلیس لعین کو گناہوں کی بہ نسبت بدعت زیادہ محبوب ہے، کیونکہ گناہوں سے تو توبہ کرلی جاتی ہے لیکن بدعت سے توبہ نہیں کی جاتی۔'' ❹

---

❶ عقيدة أهل السنة وأصحاب الحديث، ص: ۲۹۹. ❷ اس حدیث کی تخریج ص:۵۲ میں گزر چکی ہے۔

❸ دیکھئے: مدارج السالکین، از ابن القیمؒ، ۲۲۲/۱.

❹ شرح السنة، لامام بغویؒ، ۲۱۶/۱.

Marfat.com

اکثر و بیشتر ایسا ہی ہوتا ہے، البتہ اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے صراط مستقیم کی ہدایت عطا فرماتا ہے۔

(٦) بدعتی کی سمجھ کا الٹا ہو جانا: چنانچہ بدعتی نیکی کو بدی اور بدی کو نیکی، اسی طرح سنت کو بدعت اور بدعت کو سنت سمجھتا ہے، حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں:

((وَاللّٰهِ لَتَفْشُوْنَ الْبِدَعُ حَتّٰى إِذَا تُرِكَ شِيْءٌ مِنْهَا، قَالُوْا: "تُرِكَتِ السُّنَّةُ .)) ❶

''اللہ کی قسم! بدعات اس طرح عام ہو جائیں گی کہ اگر ان میں سے کوئی چیز چھوڑ دی جائے گی تو لوگ کہیں گے کہ سنت چھوڑ دی گئی۔''

(٧) بدعتی کی شہادت (گواہی) اور روایت کی عدم قبولیت: تمام اہل علم، محدثین، فقہاء اور اصحاب اصول کا اس بات پر اجماع ہے کہ کفریہ بدعت والے بدعتی کی روایت قبول نہ کی جائے گی، البتہ جس کی بدعت کفریہ نہ ہو اس کی روایت قبول کرنے کے سلسلہ میں اہل علم کا اختلاف ہے، امام نووی رحمہ اللہ نے اس بات کو راجح قرار دیا ہے کہ اگر وہ اپنی بدعت کی طرف لوگوں کو دعوت نہ دیتا ہو تو اس کی روایت قبول کی جائے گی اور اگر اس کی طرف لوگوں کو دعوت دیتا ہو تو قبول نہ کی جائے گی۔ ❷

(٨) بدعتی سب سے زیادہ فتنوں سے دوچار ہوتے ہیں: جب کہ اللہ تعالیٰ نے فتنوں سے بچنے کی تلقین فرمائی ہے، ارشاد ربانی ہے:

﴿وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَاصَّةً ۚ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝٢٥﴾ (الانفال: ٢٥)

---

❶ اس اثر کی تخریج محمد بن وضاح نے "كتاب فيه ما جاء في البدع" میں کی ہے، ص: ١٢٤، حدیث نمبر ١٦٢، اس طرح کے دیگر آثار کے لیے دیکھئے مذکورہ کتاب کا صفحہ ١٢٤-١٥٦۔

❷ دیکھئے: صحیح مسلم بشرح نووی، ١/١٧٦.

Marfat.com

''اور ایسے فتنہ سے بچو جو صرف تم میں سے ظلم کرنے والوں ہی پر نہ واقع ہوگا اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والا ہے۔''

نیز ارشاد ہے:

﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٦٣﴾﴾ (النور: ٦٣)

''سنو! جو لوگ حکم رسول ﷺ کی مخالفت کرتے ہیں انہیں ڈرتے رہنا چاہیے کہ کہیں ان پر زبردست آفت نہ آ پڑے یا انہیں دردناک عذاب نہ پہنچے۔''

کیا سنت رسول ﷺ کی مخالفت اور آپ کے حکم کی نافرمانی سے زیادہ خطرناک کوئی اور فتنہ ہوسکتا ہے؟

نبی کریم ﷺ نے فتنوں کے وقوع سے قبل اعمال صالحہ کی ترغیب دلائی ہے، ارشاد ہے:

((بَادِرُوْا بِالْأَعْمَالِ فتناً كَقِطَعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ، يُصْبِحُ الرَّجُلُ مُؤْمِنًا وَيُمْسِي كَافِرًا، أَوْ يُمْسِي مُؤْمِنًا وَيُصْبِحُ كَافِرًا، يَبِيعُ دِيْنَهُ بِعَرَضٍ مِنَ الدُّنْيَا.)) [1]

''ان فتنوں کے وقوع سے پہلے نیک اعمال کی طرف سبقت اور جلدی کرو جو شب دیجور کے ٹکڑوں کی طرح ہوں گے کہ آدمی صبح کو مومن ہوگا اور شام کو کافر، یا شام کو مومن ہوگا اور صبح کو کافر، اپنے دین کو ایک دنیوی سامان کے عوض فروخت کرے گا۔''

(۹) بدعتی شریعت کا استدراک (نکتہ چینی) کرتا ہے: کیونکہ اپنی بدعت کے ذریعہ وہ اپنے آپ کو شریعت ساز اور دین کی تکمیل کرنے والے کی حیثیت سے کھڑا کرتا ہے، جبکہ

---

[1] صحیح مسلم، بروایت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ، کتاب الإیمان، باب الحث علی المبادرة بالأعمال قبل تظاهر الفتن، ١/١١٠، حدیث نمبر : ١١٨.

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کی تکمیل فرما دی ہے اور اپنی نعمت تمام کر دی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا﴾ (المائدہ: ۳)

''آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنا انعام بھرپور کر دیا اور تمہارے لیے اسلام کے دین ہونے پر رضامند ہو گیا۔''

اور اللہ تعالیٰ نے اس بات کی وضاحت کر دی ہے کہ اس نے قرآن کریم میں ہر چیز کو کھول کھول کر بیان فرما دیا ہے، ارشاد ہے:

﴿وَنَزَّلْنَا عَلَیْكَ الْکِتٰبَ تِبْیَانًا لِّکُلِّ شَیْءٍ وَّهُدًی وَّرَحْمَةً وَّبُشْرٰی لِلْمُسْلِمِیْنَ ﴿٨٩﴾﴾ (النحل: ۸۹)

''اور ہم نے آپ (ﷺ) پر یہ کتاب نازل فرمائی ہے، جس میں ہر چیز کا شافی بیان ہے اور ہدایت اور رحمت اور خوش خبری ہے مسلمانوں کے لیے۔''

(۱۰) بدعتی پر حق و باطل خلط ملط ہو جاتے ہیں: کیونکہ علم ایک نور ہے جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے ہدایت عطا فرماتا ہے اور بدعتی اس تقویٰ سے محروم ہوتا ہے جس کے ذریعہ اصابت حق کی توفیق نصیب ہوتی ہے، ارشاد الٰہی ہے:

﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّکُمْ فُرْقَانًا وَّیُکَفِّرْ عَنْکُمْ سَیِّاٰتِکُمْ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ ﴿٢٩﴾﴾

(الانفال: ۲۹)

''اے ایمان والو! اگر تم اللہ سے ڈرتے رہو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں ایک فیصلہ کی چیز دے گا اور تم سے تمہارے گناہوں کو دور کر دے گا اور تم کو بخش دے گا اور اللہ تعالیٰ بہت بڑے فضل والا ہے۔''

(۱۱) بدعتی اپنا اور اپنے متبعین کے گناہوں کا بوجھ اٹھائے گا: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے

Marfat.com

روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ دَعَا إِلَى هُدًى كَانَ لَهُ مِنَ الْأَجْرِ مِثْلُ أُجُورِ مَنْ تَبِعَهُ لَا يُنْقِصُ ذَٰلِكَ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْئًا، وَمَنْ دَعَا إِلَى ضَلَالَةٍ كَانَ عَلَيْهِ مِنَ الْإِثْمِ مِثْلُ آثَامِ مَنْ تَبِعَهُ لَا يُنْقِصُ ذَٰلِكَ مِنْ آثَامِهِمْ شَيْئًا.)) ❶

"جس نے کسی کو ہدایت کی بات کی طرف دعوت دی تو اسے اسی طرح اجر و ثواب ملے گا جس طرح اس پر عمل کرنے والے کو، لیکن ان کے ثوابوں میں کسی طرح کی کمی واقع نہ ہوگی اور جس نے کسی کو گمراہی کی بات کی طرف بلایا اسے اتنا ہی گناہ ملے گا جتنا اس گمراہی پر عمل کرنے والے کو، لیکن ان کے گناہوں میں کسی طرح کی کمی واقع نہ ہوگی۔"

(۱۲) بدعت بدعتی کو لعنت کا مستحق بناتی ہے: چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث میں نبی کریم ﷺ نے مدینہ منورہ میں بدعت ایجاد کرنے والے کے سلسلہ میں ارشاد فرمایا:

((مَنْ أَحْدَثَ فِيهَا حَدَثًا أَوْ آوَى مُحْدِثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ، وَالْمَلَائِكَةِ، وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ، لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا.)) ❷

"جس نے مدینہ میں کوئی بدعت ایجاد کی یا کسی بدعتی کو پناہ دی، اس پر اللہ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے، اللہ تعالیٰ اس کی کوئی فرض یا نفل عبادت قبول نہ فرمائے گا۔"

امام شاطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

---

❶ صحیح مسلم، ٤/٢٠٦٠، حدیث نمبر: ٢٦٧٤، مفصل تخریج ص ٦٣ میں گزر چکی ہے۔

❷ متفق علیہ: البخاری، کتاب الاعتصام، باب إثم من آوى محدثاً، ٨/١٨٧، حدیث نمبر ٣٧٠٦، ومسلم، کتاب الحج، باب فضل المدینة، ودعاء النبی ﷺ فیها بالبرکة ٢/٩٩٤، حدیث نمبر: ١٣٦٦.

Marfat.com

''یہ حدیث عموم کے سیاق میں ہے، لہٰذا اس میں شریعت کی منافی ہر نئی چیز شامل ہے اور بدعت سب سے بدترین شے ہے۔'' ❶

(۱۳) قیامت کے روز بدعتی کو رسول اللہ ﷺ کے حوض کوثر سے پینے سے روک دیا جائے گا: چنانچہ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((أَنَا فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ، مَنْ وَرَدَ شَرِبَ وَمَنْ شَرِبَ لَمْ يَظْمَأْ أَبَدًا وَلَيَرِدَنَّ عَلَيَّ أَقْوَامٌ أَعْرِفُهُمْ وَيَعْرِفُونَنِي، ثُمَّ يُحَالُ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ.)) ❷

''میں حوض کوثر پر تمہارا پیش رفت ہوں گا، جو بھی آئے گا نوش کرے گا اور جو بھی نوش کرے گا اسے پھر کبھی پیاس نہ لگے گی اور میرے پاس کچھ لوگ ایسے آئیں گے جنہیں میں پہچانتا ہوں گا اور وہ مجھے پہچانتے ہوں گے، پھر میرے اور ان کے درمیان دیوار حائل کردی جائے گی۔''

اور ایک روایت میں ہے کہ میں کہوں گا: "إِنَّهُمْ مِنِّيْ"، ''یہ میرے امتی ہیں'' تو کہا جائے گا: "إِنَّكَ لَا تَدْرِيْ مَا أَحْدَثُوْا بَعْدَكَ"، ''آپ نہیں جانتے کہ ان لوگوں نے آپ کے بعد کیا کیا بدعتیں ایجاد کرلی تھیں'' تو میں کہوں گا: "سُحْقًا سُحْقًا لِمَنْ غَيَّرَ بَعْدِيْ"، ''ایسے لوگوں کو مجھ سے دور ہٹاؤ جنہوں نے میرے بعد میرے دین میں تبدیلیاں کرلی تھیں۔'' ❸

اور حضرت شقیق سے بروایت حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ

---

❶ الاعتصام، از امام شاطبیؒ، ۱/۶۹.

❷ متفق عليه: البخاری، كتاب الرقائق، باب في حوض النبي ﷺ، ۷/۲٦٤، ومسلم، كتاب الفضائل، باب إثبات حوض نبينا ﷺ وصفاته، ٤/۱۷۹۳، حديث نمبر ۲۲۹۰.

❸ البخاری، كتاب الرقائق، باب في حوض النبي ﷺ، ۷/۲٦٤، حديث نمبر: ٦٥۸۳.

Marfat.com

نے فرمایا:

((يَـا رَبِّ أَصْحَابِيْ أَصْحَابِيْ ، فَيُقَالُ: إِنَّكَ لا تَدْرِيْ مَا أَحْدَثُوْا بَعْدَكَ .))❶

''(کہ میں کہوں گا) اے میرے رب! یہ میرے اصحاب ہیں، یہ میرے اصحاب ہیں، تو کہا جائے گا: آپ نہیں جانتے کہ ان لوگوں نے آپ کے بعد کیا کیا بدعتیں ایجاد کرلی تھیں۔''

نیز حضرت اسماء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((إِنِّيْ عَلَى الْحَوْضِ حَتّٰى أَنْظُرَ مِنْ يَرِدُ عَلَيَّ مِنْكُمْ ، وَسَيُؤْخَذُ نَـاسٌ مِـنْ دُوْنِـيْ فَـأَقُـوْلُ: يَـا رَبِّ مِنِّيْ وَمِنْ أُمَّتِيْ ، فَيُقَالُ: هَلْ شَـعَـرْتَ مَـا عَـمِـلُـوْا بَـعْدَكَ ، وَاللّٰهِ مَا بَرِحُوْا يَرْجِعُوْنَ عَلٰى أَعْـقَـابِهِمْ''، فَكَانَ ابْنُ أَبِيْ مُلَيْكَةَ يَقُوْلُ: ''اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَعُوْذُبِكَ أَنْ نَّرْجِعَ عَلٰى أَعْقَابِنَا وَأَنْ نُّفْتَنَ فِيْ دِيْنِنَا .))❷

''میں حوض کوثر پر ہوں گا تاکہ تم میں جو لوگ میرے پاس آتے ہیں انہیں دیکھوں، اور کچھ لوگوں کو مجھ سے ہٹا دیا جائے گا، تو میں کہوں گا: اے میرے رب! یہ مجھ سے اور میری امت کے لوگ ہیں، تو کہا جائے گا: آپ نہیں جانتے کہ ان لوگوں نے آپ کے بعد کیا عمل کیا؟ اللہ کی قسم! یہ اپنی ایڑیوں کے بل پلٹ گئے تھے''، چنانچہ حضرت ابن ابوملیکہ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے: ''اے اللہ! ہم تجھ سے پناہ مانگتے ہیں کہ اپنی ایڑیوں کے بل پلٹیں یا اپنے دین میں فتنہ سے

---

❶ متفق عليه: البخاری، کتاب الرقائق، باب في حوض النبي ﷺ، ٧/٢٦٢، حديث نمبر ٦٥٧٥، ومسلم، کتاب الفضائل، باب إثبات حوض نبينا ﷺ وصفاته، ٤/١٧٩٦، حديث نمبر: ٢٢٩٧.

❷ متفق عليه: البخاری، کتاب الرقائق، باب في حوض النبي ﷺ، ٧/٢٦٦، حديث نمبر (٦٥٩٣)، ومسلم، کتاب الفضائل، باب إثبات حوض نبينا ﷺ وصفاته، ٤/١٧٩٤، حديث نمبر: ٢٢٩٣.

Marfat.com

دو چار ہوں۔“

(۱۴) بدعتی ذکر الٰہی سے اعراض کرنے والا ہوتا ہے: کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اور اپنے رسول ﷺ کی زبانی ہمارے لیے کچھ اذکار اور دعائیں مشروع فرمائی ہیں، جن میں سے کچھ اذکار مقید ہیں، مثلاً: پنج وقتہ نمازوں کے بعد کے اذکار، صبح و شام کی دعائیں، سونے اور بیدار ہونے کے وقت کے اذکار وغیرہ اور کچھ مطلق ہیں جن کے لیے کسی زمان یا مکان کی قید نہیں ہے، ارشاد الٰہی ہے:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا ﴿٤١﴾ وَسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا ﴿٤٢﴾ ﴾ (الاحزاب: ٤١تا٤٢)

”اے ایمان والو! اللہ کا خوب خوب ذکر کرو اور صبح و شام اس کی پاکیزگی بیان کرو۔“

لیکن بدعتی ان اذکار اور دعاؤں سے اعراض کرتے ہیں، اپنی بدعات میں مشغول رہنے اور اس فتنہ میں پڑنے کے سبب یا مشروع اذکار اور دعاؤں کو بدعی اذکار اور دعاؤں سے تبدیل کر دینے کے سبب، انہوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے مشروع کردہ اذکار کو ترک کر رکھا ہے اور اس بنیاد پر وہ ذکر الٰہی سے غافل ہیں۔ [1]

(۱۵) بدعتی حق کو چھپاتے ہیں اور اپنے متبعین سے حق کو پوشیدہ رکھتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے انہیں اور ان جیسے لوگوں کو لعنت کی وعید سنائی ہے، ارشاد ہے:

﴿ إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَىٰ مِن بَعْدِ مَا بَيَّنَّاهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتَابِ ۙ أُولَٰئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللَّهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللَّاعِنُونَ ﴿١٥٩﴾ ﴾

(البقرة: ١٥٩)

”جو لوگ ہماری نازل کردہ دلیلوں اور ہدایت کو چھپاتے ہیں باوجودیکہ ہم اسے اپنی کتاب میں لوگوں کے لیے بیان کر چکے ہیں، ان لوگوں پر اللہ کی اور تمام

[1] دیکھیے: تنبیه أولی الأبصار إلی کمال الدین وما في البدع من أخطار، از ڈاکٹر صالح سعد سحیمی، ص:۱۸۹۔

Marfat.com

لعنت کرنے والوں کی لعنت ہوتی ہے۔''

(۱۶) بدعتی کا عمل اسلام سے نفرت دلاتا ہے: چنانچہ جب بدعتی اپنی بدعت کے خرافات پر عمل کرتا ہے تو یہ چیز دشمنانِ اسلام کے دین اسلام سے ٹھٹھا اور استہزا کرنے کا سبب بنتی ہے، جب کہ دین اسلام ان تمام بدعات سے بری ہے۔ ❶

(۱۷) بدعتی امت میں تفرقہ پیدا کرتا ہے: اس لیے کہ بدعتی اور اس کے متبعین اس بدعت کے ذریعہ مسلمانوں میں تفریق پیدا کرتے ہیں، جس کے نتیجہ میں وہ گروہوں اور مختلف ٹولیوں میں بٹے نظر آتے ہیں، اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِي شَيْءٍ ۚ إِنَّمَا أَمْرُهُمْ إِلَى اللَّهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُم بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ﴿١٥٩﴾﴾ (الانعام: ۱۵۹)

''بے شک جن لوگوں نے اپنے دین کو جدا جدا کرلیا اور گروہ گروہ بن گئے، آپ کا ان سے کوئی تعلق نہیں، بس ان کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے حوالے ہے، پھر اللہ تعالیٰ انہیں ان کے کیے کی خبر کردے گا۔''

(۱۸)...... ایسا بدعتی جو اپنی بدعت کو علانیہ طور پر بیان کرتا اور اس کی تشہیر کرتا ہو، امت کو اس کی بدعت سے متنبہ کرنے کے لیے اس کی غیبت جائز ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ بدعت کو ظاہر کرنے والا شخص فسق کے ظاہر کرنے والے کی بہ نسبت زیادہ خطرناک ہے۔

غیبت کتاب وسنت کی روشنی میں حرام ہے، لیکن شرعی مقاصد کے تحت مندرجہ ذیل چھ امور میں غیبت جائز ہے۔ ❷

ظلم کی شکایت کی غرض سے، منکر کی تبدیلی پر مدد طلبی کی خاطر، استفتا کے لیے، مسلمانوں کو کسی شر وفساد سے محفوظ رکھنے کے لیے، اسی طرح جب کوئی شخص اپنے فسق اور بدعت کو

---

❶ دیکھئے: تنبیه أولي الأبصار إلى كمال الدين...... از ڈاکٹر صالح سعد سحیمی، ص:۱۹۵۔

❷ دیکھئے: صحیح مسلم بشرح نووی، ۱۴۲/۱۶، نیز دیکھئے: تنبیه أولي الأبصار...... از ڈاکٹر صالح سعد سحیمی، ص:۱۸۹۔

Marfat.com

علانیہ طور پر ظاہر کرتا ہو، اور کسی کا تعارف (پہچان) کروانے کے لیے۔ ❶

اور کسی نے ان چھ اسباب کو حسب ذیل دو شعروں میں یوں جمع کیا ہے:

اَلْقَدْحُ لَيْسَ بِغِيْبَةٍ فِي سِتَّةٍ
مُتَظَلِّمٍ وَمُعَرِّفٍ وَمُحَذِّرٍ
وَمُجَاهِرٍ فِسْقًا وَمُسْتَفْتٍ وَمَنْ
طَلَبَ الْإِعَانَةَ فِي إِزَالَةِ مُنْكَرٍ ❷

''چھ امور میں برائی غیبت نہیں ہے: ظلم کی شکایت میں، تعارف کے لیے، کسی شر سے بچانے کے لیے، علانیہ فسق کرنے والے کے بالمقابل، فتویٰ طلب کرنے والے کے لیے اور کسی منکر کے ازالہ کی خاطر مدد طلب کرنے والے کے لیے۔''

(۱۹) بدعتی اپنی خواہشات نفسانی کا پیروکار، شریعت کا باغی اور اس کی مخالفت کرنے والا ہوتا ہے۔ ❸

(۲۰) بدعتی اپنے آپ کو شارع کے درجہ میں سمجھتا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی نے شریعت کے اصول وضع فرمائے ہیں اور مکلفین پر ان اصولوں اور ان راہوں پر چلنا لازمی قرار دیا ہے۔ ❹

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اور تمام مسلمانوں کو دنیا و آخرت کی عفو و عافیت سے نوازے۔ (آمین)

((وَصَلَّى اللّٰهُ وَسَلَّمَ وَبَارَكَ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَمَنْ تَبِعَهُمْ بِإِحْسَانٍ إِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ.))

---

❶ دیکھئے: فتح الباری شرح صحیح البخاری، از حافظ ابن حجرؒ ۱۰/ ۴۷۱، ۷/ ۸۶۔

❷ دیکھئے: شرح العقیدۃ الطحاویۃ، از ابن ابو العز، ص: ۴۳۔

❸ دیکھئے: الاعتصام، از امام شاطبیؒ، ۱/ ۶۱۔

❹ دیکھئے: الاعتصام، از امام شاطبیؒ، ۱/ ۶۱۔ ۷۰۔

Marfat.com

يَهۡدِي بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضۡوَانَهُ سُبُلَ السَّلٰمِ وَيُخۡرِجُهُمۡ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوۡرِ

روشنی اور اندھیرا

تالیف

فضیلۃ الشیخ سعید بن علی بن وھف القحطانی

ترجمہ

فضیلۃ الشیخ ابو عبداللہ عنایت اللہ سنابلی

نظر ثانی

فضیلۃ الشیخ ابو المکرم عبدالجلیل

AL-FURQAN TRUST

Marfat.com